امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

فاروق اعظم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

از

محمد فاروق غفرلہ

کسی بھی طرح کی چھپائی، ڈیزائننگ اور پرنٹنگ کے لئے رابطہ کریں
مجیب الرحمٰن قاسمی (مسکان پریس، سبھاش نگر، میرٹھ) 7895786325

امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

فاروق اعظم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

از

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی)

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلات

نام کتاب:.......**فاروقِ اعظم حضرت عمر** رضی اللہ عنہ

تالیف:..محمد فاروق غفرلہٗ

تعداد:..۱۰۰۰

کمپوزنگ:........................مجیب الرحمٰن قاسمی لکھیم پوری شعبہ کمپیوٹر جامعہ ہذا

سن اشاعت:................................۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء

صفحات:..۵۷۶

قیمت:............

-: ملنے کا پتہ :-

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) ۲۴۵۲۰۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست مضامین

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	تھی محمدؐ کی خوشی میں ہی خوشی فاروقؓ کی (منقبت)............	۲۵
۲	عرض مرتب	۲۷
۳	سوانحات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ............	۴۴
۴	**پہلا باب: ولادت سے ہجرت تک**	۴۹
۵	خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۵۰
۶	نام ونسب	۵۱
۷	خاندان	//
۸	والد محترم	۵۲
۹	والدہ محترمہ............	//
۱۰	بہن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۵۳
۱۱	ولادت باسعادت	//
۱۲	حلیہ مبارک............	۵۴
۱۳	دور جاہلیت میں اسلام دشمنی	۵۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۴	دعائے نبوی	۵۵
۱۵	قبول اسلام کا واقعہ	۵۷
۱۶	ابوجہل کا اعلان	۵۷
۱۷	غیبی آوازیں	۵۹
۱۸	بہن اور بہنوئی کی مار پیٹ	۶۱
۱۹	آستانۂ نبوت پر حاضری	۶۳
۲۰	قبول اسلام	۶۵
۲۱	نعرۂ تکبیر	۶۶
۲۲	آسمانوں میں مسرت کا سماں	۶۷
۲۳	مسلمانوں میں خوشی کی لہر	۶۸
۲۴	اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا کھلا اعلان	۷۰
۲۵	اعلان اسلام	۷۲
۲۶	لقب فاروق	۷۵
۲۷	اسلام کی خاطر مشقتیں برداشت کرنا	۸۰
۲۸	مسلمانوں اور ان کے حامیوں کا بائیکاٹ	۸۲
۲۹	اسلام کے لئے مالی قربانیاں	۸۳
۳۰	ہجرت مدینہ	۸۴
۳۱	مدینہ منورہ میں حاضری	۸۶
۳۲	اذان کی ابتداء	۸۷

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۳	**دوسرا باب: غزوات میں شرکت**	۹۱
۳۴	غزوات میں شرکت	۹۳
۳۵	غزوۂ بدر ۲ر ہجری	۹۳
۳۶	غزوۂ احد ۳ر ہجری	۹۸
۳۷	غزوۂ خندق شوال ۵ر ہجری	۱۰۰
۳۹	واقعہ حدیبیہ ذی القعدہ ۶ر ہجری	۱۰۱
۴۰	غزوۂ خیبر ۷ر ہجری	۱۰۶
۴۱	غزوۂ حنین ۸ر ہجری	۱۰۸
۴۲	غزوۂ تبوک ۹ر ہجری	۱۰۹
۴۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد صدیقی میں	۱۱۰
۴۴	**تیسرا باب: خلافت اور فتوحات**	۱۱۳
۴۵	خلافت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۱۵
۴۶	خلافت کے بارہ میں مشورہ	۱۱۷
۴۷	خلافت نامہ	۱۱۸
۴۸	دعاء صدیق رضی اللہ عنہ	۱۱۹
۵۰	تائید خلافت	۱۲۰
۵۱	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے زبردست تائید	۱۲۰
۵۲	وصیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲۱
۵۳	احساس ذمہ داری	۱۲۲
۵۴	پہلا خطبہ	۱۲۳

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۵۵	دوسرا خطبہ	۱۲۴
۵۶	خلیفہ کی ذمہ داری	۱۲۵
۵۷	اہل خاندان سے خطاب	۱۲۷
۵۸	رعایا سے سوال	۱۲۷
۵۹	نظام حکومت کی ابتداء	۱۲۸
۶۰	مجلس شوریٰ	۱۲۹
۶۱	مجلس شوریٰ کے ارکان اور اس کے انعقاد کا طریقہ	۱۲۹
۶۲	وزیر ومشیر	۱۳۰
۶۳	خواتین کے مسائل میں خواتین سے مشورہ	۱۳۰
۶۴	عہدیداران	۱۳۱
۶۵	عہد فاروق کی فتوحات	۱۳۱
۶۶	فقہ دین کی اہمیت	۱۳۲
۶۷	حکام کا انتخاب	۱۳۴
۶۸	عاملین اور ان کی ذمہ داری	۱۳۴
۶۹	عاملین سے قصاص	۱۳۵
۷۰	عادل وامین کو عامل بنانا	۱۳۶
۷۱	عاملین سے چار باتوں کی شرط لینا	۱۳۷
۷۲	حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گورنر مقرر کرنا	۱۳۷
۷۳	حمص کے گورنر حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۳۸
۷۴	عاملین کی تادیب وتنبیہ	۱۳۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۷۵	عیادت کا حکم	۱۴۰
۷۶	بیت المال کی حفاظت	۱۴۱
۷۷	رعایا کے جان ومال کی حفاظت	۱۴۴
۷۸	مجاہدین کے اہل خانہ کے ساتھ حسن وسلوک	۱۴۵
۷۹	قافلے کی حفاظت	۱۴۶
۸۰	کمزوروں کا خیال	۱۴۶
۸۱	فقراء کی خدمت	۱۴۷
۸۲	بیوہ کی خدمت	۱۴۸
۸۳	مسلم معاشرہ کی تربیت	۱۴۹
۸۴	مسافر عورت کی دردزہ میں خدمت	۱۴۹
۸۵	بچوں کے وظائف	۱۵۱
۸۶	غریب عورتوں اور بچوں کی فریادرسی	۱۵۲
۸۷	قحط سالی میں بے چینی	۱۵۳
۸۸	وفائے عہد کی حیرت انگیز مثال	۱۵۵
۸۹	عدل فاروقی	۱۵۷
۹۰	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدمہ ..	۱۵۷
۹۱	عدلیہ میں چھوٹے بڑے کا عدم امتیاز	۱۶۰
۹۲	جبلہ ایہم غسانی کا واقعہ	۱۶۰
۹۳	امیر وغریب میں برابری	۱۶۱
۹۴	امیر فوج کے نام مکتوب	۱۶۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۹۵	عامل کو سزا	۱۶۲
۹۶	غیر مسلموں کو اطمینان	۱۶۳
۹۷	ایک غیر مسلم کا قبول اسلام	۱۶۳
۹۸	بوقت شہادت وصیت	۱۶۴
۹۹	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی شہادت	۱۶۴
۱۰۰	اصول عدل	۱۶۵
۱۰۱	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھنا	۱۶۶
۱۰۲	عقل کا اعلیٰ معیار	۱۶۷
۱۰۳	غیروں کا اعتراف	۱۶۷
۱۰۴	انگریز حاکم کا اعتراف	۱۶۸
۱۰۵	**فتوحات**	۱۶۹
۱۰۶	شان عبرت	۱۶۹
۱۰۷	کسریٰ کے خزانے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں	۱۷۰
۱۰۸	مسلمانوں کی اعلیٰ درجہ کی امانت	۱۷۱
۱۰۹	سونے کا فرش	۱۷۲
۱۱۰	مال غنیمت کی کثرت سے رونا	۱۷۳
۱۱۱	**فتح شام**	۱۷۳
۱۱۲	فتح کی بشارت	۱۷۳
۱۱۳	فتح بیت المقدس	۱۷۵
۱۱۴	عمدہ کپڑے پہننے پر عمال سے ناراضگی	۱۸۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۱۵	مقام جابیہ میں اذان بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۸۴
۱۱۶	بیت المقدس میں داخلہ کے وقت کیفیت	۱۸۵
۱۱۷	پوپ چیخ پڑا	۱۸۷
۱۱۸	گرجا گھر میں نماز پڑھنے سے انکار	۱۸۸
۱۱۹	بیت المقدس میں امامت	۱۸۸
۱۲۰	**چوتھا باب: احادیث مبارکہ میں خلافت کے اشارات اور توافق بالوحی**	۱۸۹
۱۲۱	احادیث مبارکہ میں خلافت کے اشارات	۱۹۱
۱۲۲	صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی اقتداء کا حکم	۱۹۲
۱۲۳	کنویں سے ڈول کھینچنا	۱۹۳
۱۲۴	آسمانی ڈول مضبوطی سے پکڑنا	۱۹۵
۱۲۵	سب سے محبوب شخصیت	۱۹۶
۱۲۶	عظیم شخصیت	۱۹۷
۱۲۷	مسجد قبا کے سنگ بنیاد میں پتھر رکھنا	۱۹۸
۱۲۸	آسمانی ترازو سے خلافت کا اشارہ	۱۹۹
۱۲۹	صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دینے کا حکم	۲۰۰
۱۳۰	کنکریوں کا تسبیح پڑھنا	۲۰۱
۱۳۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وزیر	۲۰۲
۱۳۲	توافق بالوحی	۲۰۴
۱۳۳	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے فیض نبوی کا ہی ثمرہ تھی	۲۰۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۳۴	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے علم نبوی سے بھی ماثور تھی	۲۰۶
۱۳۵	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منافق کی گردن اڑادی	۲۰۸
۱۳۶	شراب کی حرمت کی ابتداء	۲۰۹
۱۳۷	**پانچواں باب: مقام فاروقیؓ احادیث نبوی کی روشنی میں**	۲۱۳
۱۳۸	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام محدثیت	۲۱۵
۱۳۹	صفات نبوت کے حامل	۲۱۶
۱۴۰	نشان حق	۲۱۷
۱۴۱	عمل کے اعلیٰ مقام کے حامل	۲۱۸
//	شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہونے کی بشارت	۲۲۰
۱۴۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شیطان فطرت انسانوں کا فرار .	۲۲۱
۱۴۴	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دین کا غلبہ	۲۲۳
۱۴۵	دین کی قوت وترقی اور کثرت فتوحات	۲۲۴
۱۴۶	فتنوں سے مامون ہونا	۲۲۵
۱۴۷	آنکھ اور کان کے برابر ہونا	۲۲۷
۱۴۸	مجلس نبوی میں مقام فاروقی	۲۲۸
۱۴۹	حسنات فاروقی	۲۲۹
۱۵۰	اسلام کی کنجی	۲۳۱
۱۵۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھائی فرمانا	۲۳۱
۱۵۲	اشدھم فی امر اللہ عمرؓ	۲۳۳

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۵۳	زبان پر سکینہ کا بولنا	۲۳۴
۱۵۴	غصہ میں جلال خداوندی	۲۳۵
۱۵۵	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب دفن ہونے کی پیش گوئی	۲۳۶
۱۵۶	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھنا	۲۳۷
۱۵۷	میدان آخرت میں شان فاروقی	۲۳۷
۱۵۸	حق کا مصافحہ و معانقہ	۲۳۸
۱۵۹	مرحباً یا ابا حفص!	۲۴۰
۱۶۰	جنتی ہونے کی شہادت	۲۴۱
۱۶۱	جنت میں ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار	۲۴۲
۱۶۲	مقام فاروقی	//
۱۶۳	جنت میں محل	۲۴۳
۱۶۴	جنت عدن میں محل	۲۴۴
۱۶۵	جنت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رفیق	۲۴۵
۱۶۶	اہل جنت کا چراغ	۲۴۷
۱۶۷	**چھٹا باب: مقام فاروقی اکابر صحابہ کرامؓ کی نظر میں**	۲۴۹
۱۶۸	سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں	۲۵۱
۱۶۹	سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں	۲۵۳
۱۷۰	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں	۲۵۴
۱۷۱	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۸ھ) کی نظر میں	۲۵۵

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۷۲	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۲ھ) کی نظر میں	//
۱۷۳	حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۵ھ) کی نظر میں	۲۵۷
۱۷۴	حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۶ھ) کی نظر میں	۲۵۸
۱۷۵	حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۱ھ) کی نظر میں	۲۵۹
۱۷۶	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۵ھ) کی نظر میں	//
۱۷۷	حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۶۳ھ) کی نظر میں	۲۶۰
۱۷۸	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۱ھ) کی نظر میں	۲۶۱
۱۷۹	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶۰ھ) کی نظر میں	//
۱۸۰	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶۸ھ) کی نظر میں	۲۶۲
۱۸۱	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۷۴ھ) کی نظر میں	۲۶۳
۱۸۲	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴۳ھ) کی نظر میں	//
۱۸۳	حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں	۲۶۴
۱۸۴	ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نظر میں	۲۶۵
۱۸۵	امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں	۲۶۶
۱۸۶	جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند نہیں وہ مجھے بھی پسند نہیں	۲۷۶
۱۸۷	معجزہ ثابت ہوا تیری خلافت کا پیام (منقبت)	۲۷۸
۱۸۸	**ساتواں باب: اولاد**	۲۷۹
۱۸۹	اولاد	۱۸۱
۱۹۰	ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	//

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱۹۱	سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۸۶
۱۹۲	**آٹھواں باب: شہادت وتدفین**	۲۹۷
۱۹۳	شہادت	۲۹۹
۱۹۴	موت کے وقت توصیفی کلمات	۳۰۹
۱۹۵	میرے سر کو زمین پر رکھ دو	۳۱۲
۱۹۶	ہماری عمر بھی آپؐ کو دیدی جائے	۳۱۳
۱۹۷	جنت کی بشارت	//
۱۹۸	موت کے وقت نہی عن المنکر	۳۱۴
۱۹۹	روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دفن ہونے کی اجازت	//
۲۱۰	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت	۳۱۶
۲۱۱	حاضرین کو وصیت	//
۲۱۲	جانشینی کے لئے چھ افراد کا انتخاب	۳۱۷
۲۱۳	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل کی وصیت	۳۱۸
۲۱۴	کفن میں بے جا صرف نہ کرنے کی تاکید	//
۲۱۵	پیمائش کر کے قبر کھودنے کی تاکید	//
۲۱۶	مرض الوفات میں ہدایات	۳۱۹
۲۱۷	ملک الموت کا تأثر	//
۲۱۸	عمر مبارک	//
۲۱۹	وفات کے دن سورج گرہن ہونا	۳۲۰

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
۲۲۰	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تأثرات	۳۲۱
۲۲۱	نماز جنازہ	۳۲۳
۲۲۲	تمہارا دوست زیارت کے لئے حاضر ہوا ہے........................	//
۲۲۳	قبر مبارک کی فضیلت	۳۲۴
۲۲۴	قبر میں اتارنے والے حضرات	۳۲۵
۲۲۵	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب اور اس کی تعبیر	۳۲۶
۲۲۶	بعد تدفین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول........	۳۲۷
۲۲۷	شیخین کریمینؓ کی حیات کی دلیل........................	۳۲۸
۲۲۸	جسم فاروقی کی حفاظت	۳۲۹
۲۲۹	آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتظار میں تھے	۳۳۰
۲۳۰	پہاڑی کی آواز	//
۲۳۱	گریۂ اسلام	۳۳۱
۲۳۲	قیامت کا منظر	//
۲۲۳	جنت میں اولین داخل ہونے والے	۳۳۲
۲۳۴	صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما (قطعہ)	//
۲۳۵	**نواں باب: باطنی اوصاف وکمالات**	۳۳۳
۲۳۶	شمائل وفضائل	۳۳۵
۲۳۷	آسمان والوں کی نظر میں	//
۲۳۸	سابقہ صحائف میں شان فاروقی	۳۳۷

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۳۹	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام آسمانی کتابوں میں	۳۳۸
۲۴۰	توریت میں شان فاروقی	۳۳۹
۲۴۱	فولادی قلعہ	۳۴۰
۲۴۲	حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد شہادت	۳۴۱
۲۴۳	نجران کے نصاریٰ کی شہادت	۳۴۲
۲۴۴	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت	۳۴۳
۲۴۵	حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت	//
۲۴۶	توریت میں شہادت کی خبر	۳۴۴
۲۴۷	فتح بیت المقدس	//
۲۴۸	سات سو سال سے مقفل مکان میں کیا تھا	۳۴۵
۲۴۹	کاہن کی خبر	۳۴۷
۲۵۰	گرجا گھر کے دروازہ کی عبارت	//
۲۵۱	زمانۂ جاہلیت میں راہب کا دستاویز لکھوانا	۳۴۸
۲۵۲	عقیدۂ توحید میں صلابت	۳۵۱
۲۵۳	شجرۂ حدیبیہ	//
۲۵۴	تبرک بآثار الصالحین میں غلو کا انسداد	۳۵۳
۲۵۵	حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کے ساتھ معاملہ	۳۵۴
۲۵۶	حجر اسود کو خطاب	۳۵۵
۲۵۷	نافع بالذات اور نافع بالعرض میں فرق	۳۵۶

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۵۸	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معزولی	۳۵۸
۲۵۹	مدد اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے	۳۶۲
۲۶۰	اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھنے کی ہدایت	۳۶۳
۲۶۱	اللہ پر توکل کا مطلب	۳۶۴
۲۶۲	ضبیغ کا علاج	۳۶۷
۲۶۳	**دسواں باب: عشق ومحبت**	۳۶۹
۲۶۴	عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۳۷۱
۲۶۵	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہرہ دینا	۳۷۳
۲۶۶	منافق کی گردن مارنا	۳۷۴
۲۶۷	حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غم کو دور کرنا	//
۲۶۸	میزاب عباسی	۳۷۵
۲۶۹	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت	۳۷۶
۲۷۰	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت دیکھ کر آبدیدہ ہوجانا	۳۷۶
۲۷۱	حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تادیب	۳۷۸
۲۷۲	آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال محبت اور صاف گوئی	۳۷۹
۲۷۳	دوشبہات اور ان کے جوابات	۳۸۰
۲۷۴	وفات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صدمہ	۳۸۲
۲۷۵	عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	//
۲۷۶	خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کئے گئے اعمال	۳۸۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۷۷	اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت	۳۸۷
۲۷۸	حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عظمت ومحبت	//
۲۷۹	حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر فوقیت	۳۸۸
۲۸۰	حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت ومحبت	۳۸۹
۲۸۱	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ حسن سلوک	۳۹۱
۲۸۲	حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوقیت	۳۹۷
۲۸۳	حضرت عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو فوقیت	//
۲۸۴	حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزاج شناس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے	۳۹۸
۲۸۵	بیس رکعات تراویح	//
۲۸۶	قرآن کریم سے تعلق	۴۰۱
۲۸۷	قرآن کریم کی جمع وتدوین	//
۲۸۸	مجلس شوریٰ کے حضرات	۴۰۴
۲۸۹	تلاوت قرآن کریم کا شوق	۴۰۵
۲۹۰	تلاوت قرآن پاک رضائے الٰہی کے لئے	۴۰۶
۲۹۱	قاری قرآن کا اعزاز	۴۰۷
۲۹۲	مکاتب قرآنیہ کا اجرا	۴۰۸
۲۹۳	قاری کے لئے سند کی ضرورت	۴۰۹
۲۹۴	اہل شام کی تعلیم کے لئے حفاظ کرام کو روانہ کرنا	//
۲۹۵	اشاعت قرآن	//

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۹۶	سورۂ بقرہ کے ختم پر دعوت	۴۱۰
۲۹۷	آیات احکام کی توضیح	۴۱۱
۲۹۸	قرآن پاک اور استغناء........................	//
۲۹۹	اقرأ لکتاب اللہ	۴۱۲
۳۰۰	بوقت تلاوت گریہ کا غلبہ	۴۱۳
۳۰۱	تلاوت قرآن کریم سے تأثر	//
۳۰۲	ایک آیت سن کر ایک ماہ بیمار ہونا	۴۱۴
۳۰۳	تلاوت قرآن کریم سے غصہ کا ختم ہونا	//
۳۰۴	حدیث پاک سے تعلق	۴۱۷
۳۰۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ..	۴۲۶
۳۰۶	**گیارہواں باب: مقام احسان، زہد و عبادت وغیرہ**	۴۲۹
۳۰۷	مقام احسان	۴۳۱
۳۰۸	نماز میں لشکر کی تیاری........................	۴۳۲
۳۰۹	مستجاب الدعوات ہونا	۴۳۵
۳۱۰	کمال فراست	۴۳۷
۳۱۱	فراست کیا ہے؟	//
۳۱۲	حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۴۴۲
۳۱۳	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب	۴۴۳
۳۱۴	ایک عورت کی اپنے شوہر کی شکایت	۴۴۴

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۱۵	ایک عورت کا شکوہ	۴۴۵
۳۱۶	آثار سے پتہ لگانا	۴۴۶
۳۱۷	زہد اور دنیا سے بے رغبتی	۴۴۷
۳۱۸	خوردونوش	//
۳۱۹	وظیفہ میں زیادتی کی درخواست پر ناراضگی	۴۴۸
۳۲۰	گوشت خریدنے پر تنبیہ	۴۵۱
۳۲۱	دوسالن	۴۵۲
۳۲۲	زیتون پر اکتفاء کرنا	۴۵۳
۳۲۳	ایک مکتوب	//
۳۲۴	ایک ملفوظ	۴۵۴
۳۲۵	عمدہ کھانے تیار کرنے پر ارشاد	//
۳۲۶	عمدہ لباس پہننے پر ناراضگی	۴۵۵
۳۲۷	خوردونوش اور لباس میں تبدیلی کی درخواست پر ناراضگی	۴۵۶
۳۲۸	قیمتی موتی کا ہدیہ	۴۵۹
۳۲۹	خوشبو تولنے میں اہلیہ کو تنبیہ	۴۶۰
۳۳۰	بیٹے کے بال منڈوا دیئے	۴۶۱
۳۳۱	ہدیہ کا موتی فروخت کر دیا۔	//
۳۳۲	تلوار کا جڑاؤ	۴۶۲
۳۳۳	شادی کا فیصلہ	//

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۳۴	سفر میں معمول	۴۶۳
۳۳۵	بیت المال کا وظیفہ	//
۳۳۶	لباس کی سادگی	//
۳۳۷	بیت المال کا وظیفہ	۴۶۵
۳۳۸	چراغ گل کر دینا	۴۶۶
۳۳۹	تکبر سے نفرت	۴۶۷
۳۴۰	خودرائی کی اصلاح	۴۶۸
۳۴۱	کمال تواضع	۴۷۱
۳۴۲	خود بینی اور خودرائی سے نفرت	۴۷۲
۳۴۳	اصلاح نفس اور روحانی تربیت	۴۷۳
۳۴۴	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تادیب	۴۷۵
۳۴۵	عمدہ لباس پہننے پر بیٹے کو تادیب	۴۷۶
۳۴۶	وعظ کہنے کی ممانعت	//
۳۴۷	تکلف سے نفرت	۴۷۷
۳۴۸	عبادت وریاضت	۴۷۸
۳۴۹	حکام کو فرمان	۴۷۹
۳۵۰	جمع بین الصلوٰتین	//
۳۵۱	رات کی عبادت	۴۸۰
۳۵۲	گھر والوں کو جگاتے	۴۸۱

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۵۳	روزہ	۴۸۲
۳۵۴	حج بیت اللہ	//
۳۵۵	صدقات وخیرات	۴۸۳
۳۵۶	یقین آخرت	۴۸۴
۳۵۷	نفاق کا اندیشہ	۴۸۵
۳۵۸	خوف وخشیت	۴۸۶
۳۵۹	جرأت وشجاعت	۴۸۹
۳۶۰	رعب ودبدبہ	۴۹۱
۳۶۱	سفیر روم پر ہیبت	۴۹۵
۳۶۲	حلم اور قوت برداشت	۴۹۸
۳۶۳	ایک عورت کی نصیحت	۴۹۹
۳۶۴	رحم دلی	۵۰۲
۳۶۵	باپ کی فرمائش پر فوجی بیٹے کو بلایا	۵۰۳
۳۶۶	**بارھواں باب: کرامات**	۵۰۵
۳۶۷	دریائے نیل کا جاری ہونا	۵۰۷
۳۶۸	مدینہ طیبہ کے منبر سے عراق میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پکار	۵۰۸
۳۶۹	جیسا کہا ویسا ہی ہوگیا	۵۱۰
۳۷۰	بددعا کا اثر	۵۱۱
۳۷۱	شہادت پر پہاڑ سے غیبی آواز	//

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۷۲	دعا کا فوری جواب	۵۱۲
۳۷۳	حضرت عمر بن عبدالعزیز کی پیش گوئی	۵۱۳
۳۷۴	شیر کا حفاظت کرنا	۵۱۴
۳۷۵	زمین ساکن ہوگئی	۵۱۵
۳۷۶	آ گ کو پہاڑی کی کھوہ میں داخل کرنا	//
۳۷۷	لشکر کی کرامت	۵۱۶
۳۷۸	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خادم کا پیغام	۵۱۸
۳۷۹	**تیرہواں باب: مکتوبات، خطبات، ارشادات ودعائیں**	۵۲۱
۳۸۰	مکتوبات فاروقی	۵۲۳
۳۸۱	مکتوب بنام ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ	//
۳۸۲	ایضاً	۵۲۴
۳۸۳	ایضاً	۵۲۵
۳۸۴	مکتوب بنام حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	//
۳۸۵	ایضاً	//
۳۸۶	ایضاً	۵۲۶
۳۸۷	ایک سوال کا جواب	//
۳۸۸	صاحبزادے کے نام	۵۲۷
۳۸۹	ایضاً	۵۲۸
۳۹۰	عاملین کے نام	۵۲۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۹۱	عتبہ بن غزوان کے نام....................................	//
۳۹۲	حضرت ابوجندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام	۵۳۰
۳۹۳	خطبات فاروقی	۵۳۱
۳۹۴	مقام جابیہ پر خطاب..	۵۳۴
۳۹۵	خطبۂ جمعہ	//
۳۹۶	عاملین کو خطاب	۵۳۶
۳۹۷	ایضاً..	۵۳۷
۳۹۸	ارشادات فاروقی	۵۳۸
۳۹۹	بیوی کے بارے میں ایک شخص کو نصیحت	۵۵۰
۴۰۰	باپ اور بیٹے کا مقدمہ	//
۴۰۱	حج سے فراغت پر لوگوں کو واپس کرنا.........................	۵۵۱
۴۰۲	کسی کو جاننے کا معیار	۵۵۲
۴۰۳	کافر کے سوال کا عجیب جواب................................	//
۴۰۴	عورت چار ماہ سے زائد صبر نہیں کرسکتی	۵۵۳
۴۰۵	خوابی زنا کی سزا	۵۵۴
۴۰۶	مال ومتاع کی محبت	//
۴۰۷	لشکر کو توبہ کی تلقین..	//
۴۰۸	ایک مجذومہ کا واقعہ	۵۵۵
۴۰۹	فاروقی دعائیں	۵۵۷

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۴۱۰	**عجیب وغریب واقعات عبرت**	۵۶۱
۴۱۱	قبر میں بچے کی پیدائش	//
۴۱۲	عبرت کے چار واقعات	۵۶۲
۴۱۳	دوسرا واقعہ	۵۶۴
۴۱۴	تیسرا واقعہ	۵۶۵
۴۱۵	چوتھا واقعہ	۵۶۷
۴۱۶	تبصرہ	۵۶۸
۴۱۷	مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر پر حضرت عمرؓ کو اس طرح سلام پیش کیجئے	۵۷۰
۴۱۸	**گستاخی کا عبرتناک انجام**	۵۷۱
۴۱۹	صورت مسخ کر دی گئی	//
۴۲۰	عیسائیوں کے ساتھ حشر	//
۴۲۱	گستاخ شیخین کو دنیا ہی میں سزا	۵۷۲
۴۲۲	خچر کے لات مارنے سے مر گیا	//
۴۲۳	شیخین کو گالی دینے کا انجام	//
۴۲۴	ایضا	۵۷۳
۴۲۵	صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے کا انجام	//
۴۲۶	شیخین رضی اللہ عنہما کو برا کہنے کا انجام	۵۷۴
۴۲۷	ایضاً	//
	تمت وبالفضل عمت	

تھی محمد ﷺ کی خوشی میں ہی خوشی فاروق رضی اللہ عنہ کی

جناب اسلم گاندھی نوگاواں سادات، جے پی نگر (امروہہ)

حاسدو! مہنگی پڑے گی دشمنی فاروق رضی اللہ عنہ کی
آمنہ کے لال سے ہے دوستی فاروق رضی اللہ عنہ کی

کر رہا ہوں میں رسولِ پاک ﷺ کی سنت ادا
کہ کیا کرتے تھے مدحت میرے نبی ﷺ فاروق رضی اللہ عنہ کی

سر اٹھاتے تھے منافق جب علی رضی اللہ عنہ کے دور میں
حضرت حیدر رضی اللہ عنہ کو کھلتی تھی کمی فاروق رضی اللہ عنہ کی

مشورے جس کے خدا کو خوب آئے ہیں پسند
نیل کے دریا نے بھی مانی اسی فاروق رضی اللہ عنہ کی

حاسدوں اور منکروں کا ہے یہاں آنا منع
لکھ دیا جائے جہاں ''یہ ہے گلی فاروق رضی اللہ عنہ کی''

فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہو یا منبر مرے سرکار کا
ہر جگہ تعریف کرتے تھے علی رضی اللہ عنہ فاروق رضی اللہ عنہ کی

حاسدوں کی بزم میں تب کھلبلی سی مچ گئی
غیر مسلم نے بھی جب تعریف کی فاروق رضی اللہ عنہ کی

تذکرہ توریت میں آیا غلامی کے سبب
بادشاہت سے بڑی ہے نوکری فاروقؓ کی
وقت ہے اب بھی سنبھل جا چل ہمارے ساتھ چل
لے کے جائے گی خدا تک رہبری فاروقؓ کی

جو کہا آقا نے اسلم وہ کیا فاروقؓ نے
تھی محمد ﷺ کی خوشی میں ہی خوشی فاروقؓ کی

❑❑❑

Work\Farooq-e-Aazam\fool 08.tif not found.

عرض مرتب

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ. اَمَّا بَعۡدُ

☆......امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باتفاق حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں۔ (شرح الفقہ الاکبر: ۹۸)

☆......تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس امت میں امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے افضل امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆......امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر۔ (مستدرك حاكم:۳/۹۶)

[آفتاب نے عمر سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا۔]

☆......امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد نبی ہیں، کہ ان کے ایمان و ہدایت کے لئے سید المرسلین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی۔ اوران کو ایمان کی دولت سے مشرف فرمایا۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس امت میں سب سے محبوب ترین شخصیت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوستانہ طریقہ پر ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلتے تھے۔

☆......سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے پر آسمان والوں نے خوشی کا اظہار کیا۔

☆......امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

☆......امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے داماد بنے۔

☆......امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق متعدد قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

☆......امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کی برکت سے صفات نبوت موجود تھیں کہ سید المرسلین ﷺ کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہوتے۔

☆......امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لانے کے بعد ہمیشہ سفر وحضر میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق وساتھی رہے۔

☆......امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام غزوات میں شرکت فرمائی۔

☆......کسی موقع پر جانی ومالی قربانی سے دریغ نہیں فرمایا۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو شہادت کی خوشخبری سنائی۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو جنت کی بشارت دی۔

☆......امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت میں آپؓ کے محل کو دیکھنے کی بشارت سنائی۔

☆......امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے کمال علم اور کمال دین وایمان کی گواہی دی۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق بولتا ہے۔ان کی زبان سے خلاف حق کوئی بات نہیں نکلتی۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ حق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہتا ہے۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس راستہ کو چلتے ہیں شیطان اس راستہ پر بھی نہیں چل سکتا۔(اسی طرح

شیطانی خصلت لوگ بھی اس راستہ پر نہیں چل سکتے۔)

☆......سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپؓ کے ملہم ہونے کی گواہی دی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا تھا۔

☆......سید المرسلین حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اتباع کا حکم فرمایا۔

☆......سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اپنے ساتھ اپنے برابر اور اپنے پہلو میں دفن ہونے کی بشارت دی۔

☆......امام الانبیاء سید المرسلین حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو قیامت میں اپنے ساتھ اٹھنے کی بشارت دی۔

☆......امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تحریک سب سے اول آپؓ نے ہی کی، اور سب سے اول آپؓ نے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت فرمائی۔

☆......تاحیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر وحضر میں رفیق ومشیر خاص بلکہ وزیر اعظم کی حیثیت سے رہے۔

☆......امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ان کے زمانۂ خلافت میں ہر موقع پر ہر موڑ پر بھر پور مدد کی۔

☆......امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو اپنے بعد کے لئے خلیفہ نامزد فرمایا۔ اور فرمایا: ''کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہہ دوں گا کہ میں نے

تمام لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہر لحاظ سے بہتر اور افضل پایا، اس لئے میں نے ان کو اپنا جانشین بنایا ہے۔

☆......آپ رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بڑی عزت وعظمت عطا فرمائی۔

☆......آپ نے ایک ہزار سے زائد علاقوں میں اسلام کے جھنڈے گاڑے، اور اس زمین کو اللہ تعالیٰ کی توحید و کبریائی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے نام سے آشنا کیا۔

☆......آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق، شام، مصر، اور ایران کی بڑی بڑی سلطنتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا، اور کوئی طاقت ایسی باقی نہ رہی جو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک روک سکے۔

☆......بیت المقدس کے عیسائیوں نے آپؓ کا حلیہ مبارکہ دیکھ کر بلا جنگ وجدال پورا شہر آپؓ کے حوالہ کر دیا۔ اور آپؓ فاتح بیت المقدس کہلائے۔

☆......امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روحانیت بہت صاف اور روشن تھی۔

☆......امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہد وتقویٰ کے پیکر تھے۔ فکر آخرت اور خشیت الٰہی سے آپ کا قلب بھرا ہوا تھا۔

☆......آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روحانیت کے اس اونچے اور اعلیٰ مقام پر تھے کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کے لئے درمیان کے زمینی حجاب تک اٹھا دیتا تھا۔ اور آپؓ ہزاروں میل دور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو آواز دیکر کوئی ہدایت فرماتے، وہ آواز سن کر اس ہدایت پر عمل پیرا ہو جاتے تھے۔

☆......آپؓ روحانیت کے اس اعلیٰ مقام پر تھے کہ آپؓ نے دریائے نیل کے نام خط

لکھا جو خشک ہو چکا تھا اور بلا بھینٹ کے نہیں چلتا تھا، تو وہ ایسی تیزی کے ساتھ چلا کہ اب تک خشک نہیں ہوا۔

☆......ان سب رفعتوں اور بلندیوں کے باوجود آپؓ حد درجہ متواضع تھے، عبدیت اور بندگی آپؓ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپؓ خوف وخشیت والی آیات سنتے تو لرز کر رہ جاتے، اور کئی کئی دنوں تک بیمار رہتے۔

☆......ہزار ہا میل کے علاقوں پر سلطنت کرنے کے باوجود آپؓ کے بدن پر پیوند لگا کرتا ہوتا تھا۔ اور لوگ آپؓ کو دن رات رعایا کی خدمت اور ان کی مدد کرتے دیکھتے تھے۔ راتوں کو پہرا دیتے تھے۔ مسافروں، بے کس، بے بس، غریبوں، بیواؤں کی مدد کرنا آپؓ کی عام عادت تھی۔

☆......حدیث کی کتابوں میں سب سے اہم اور سب سے اونچی کتاب صحیح بخاری شریف ہے۔ جس کے بارے میں مشہور ہے کہ "**اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری**" [کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب صحیح بخاری شریف ہے۔]

☆......امام بخاریؒ اپنی صحیح بخاری شریف میں سب سے پہلے جو حدیث شریف لائے ہیں وہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اس امت میں سارا دین امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ چلا آیا ہے۔

☆......امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ پہلی روایت دل کی گہرائیوں سے شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کر رہی ہے۔ اور یہ نیت کی درستگی اور اخلاص تمام اسلامی عقائد و اعمال کی روح اور جان ہے۔

☆ ......غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عجیب وغریب کمالات سے نوازا تھا، قرآن کریم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی گواہی دی ہے۔

☆ ......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ سید المرسلین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

☆ ......امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر ائمہ اہل بیت نے بھی کھل کر اس عقیدہ کی تائید وحمایت کی ہے۔

☆ ......حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ سب نے اس عقیدہ کی تائید کی۔ اور تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا ہمیشہ یہی عقیدہ رہا ہے۔

☆ ......جو لوگ قرآن وحدیث کا علم نہیں رکھتے انہوں نے حج وعمرہ کے موقع پر اتنا تو ضرور دیکھا ہوگا کہ حجرہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بلافصل ساتھی ہیں، اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا روضہ ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی ایک ایسی تکوینی شہادت ہے جس کا مشاہدہ وہ بھی کرتے ہیں جو اپنے دلوں میں ان بزرگوں کے بارے میں بوجھ لئے ہوئے ہیں۔

☆ ......حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی حیات مبارکہ میں بھی ان دونوں کو

اسی طرح کا قرب حاصل تھا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ ایک گروہ ایسا بھی ہے جو حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ان عقائد و بیانات کو درخور اعتناء نہیں سمجھتا اور بڑی ڈھٹائی سے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان و اخلاق پر نہایت ہی لچر اور بے ہودہ اعتراضات کر کے اپنے ہی ایمان و اخلاق کو داؤ پر لگاتا ہے۔

یہ لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قرآن و حدیث کی نگاہ سے دیکھنے کے بجائے ان مؤرخین اور طاعنین کی نظر سے دیکھتے ہیں جن کا کام حقائق کو مسخ کرنا اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی پیدا کرنا ہے۔ یہ گروہ اپنے مذموم مقاصد کے لئے غلط اور جھوٹے واقعات اور بیانات سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بدنام کرتا ہے، اور جب تک ان کی زبان اور ان کا قلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایمان سے تہی دامن نہ کہہ لے وہاں تک ان کو چین نہیں ملتا، جو شیعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور اہانت اور قرآن و حدیث کے معنی و مطلب کو بگاڑنے میں جتنا کمال رکھتا ہے وہی ان کا سب سے بڑا ذاکر اور ملا ہے۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اکابر اہل بیت کے ارشادات ان گستاخ لوگوں کی تردید کے لئے کافی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ یہ بیان جاری کیا:

"اخوی رسول اللہ ووزیریه وصاحبیه وسیدی قریش وأبوی المسلمین فانا بریء ممن یذکرهما بسوء وعلیه معاقب۔" (تاریخ عمر: ۵۰، لابن جوزی)

[حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضور اقدس ﷺ

کے بھائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر آپؐ کے گہرے دوست قریش کے بزرگ اور مسلمانوں کے مائی باپ ہیں، میں ان لوگوں سے براءت کا اعلان کرتا ہوں جو ان دونوں بزرگوں کو برائی سے یاد کرتا ہے اور ایسے لوگ قابل سزا ہیں۔]

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدینؒ کا بیان دیکھئے: ایک مرتبہ کچھ لوگ آپؒ کے پاس آئے اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں غلط باتیں کرنے لگے تو آپؒ نے ان سے فرمایا:

''ہمارے پاس سے اٹھ جاؤ! اللہ تمہیں برکت نہ دے، اور تمہارے گھر رحمت نہ کرے، تم اسلام کے ساتھ مذاق کرتے ہو، تم اہل اسلام میں سے نہیں ہو، اٹھ جاؤ۔'' (البدایہ: ۹/۱۰۷)

حضرت امام جعفر صادقؒ کے والد حضرت امام باقرؒ نے اہل کوفہ کے نام یہ پیغام بھجوایا تھا:

"ابلغ الی الکوفة انی برئ ممن تبرأ من أبی بکر وعمر رضی اللّٰه عنهما و أرضاهما۔" (حلیة الاولیاء: ٣/٢١٦)

[میری طرف سے کوفہ والوں کو یہ بات پہنچا دو کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے بیزاری کی بات کرتا ہے میں خود اس سے بیزار ہوں، اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوں اور ان کو خوش رکھیں۔]

ہم اس بات پر افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ برصغیر میں انگریز کی

آمد کے معاً بعد ایک گروہ نے شیعیت کے نام سے نہیں قرآن وحدیث کے نام پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف یہ بات اٹھائی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے خلاف چلے ہیں، بلکہ خاص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تو ان لوگوں کا قلم اور بڑی بے دردی سے چلا ہے۔ افسوس کہ یہ گروہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم اور طریقہ کو بدعت اور گمراہی کہنے سے بھی باز نہیں آیا، حالانکہ لوگوں میں یہ شیعہ کے نام سے معروف نہیں ہیں، اس جماعت کے ایک پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب بیس رکعات تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اما قوله نعم البدعة هذه فليس فى البدعة ما يمدح بل كل بدعة ضلالة وليس المراد بسنة الخلفاء الراشدين الا طريقتهم الموافقة بطريقته من جهاد الاعداء وتقوية شعائر الدين ونحوها ومعلوم من قواعد الشريعة انه ليس لخليفة راشد ان يشرع طريقة غير ما كان عليه النبى صلى الله عليه وسلم ثم ان عمر نفسه الخليفة الراشد سمى مارأه من تجميع صلاته ليل رمضان بدعة ولم يقل انها سنة" (الانتقادالرجيح:٦٣، ماخوذ از فتح المبين:٤٤٨)

اس پر مولانا منصور علی مرادآبادی اپنی کتاب الفتح المبین (۱۳۱۳ھ) میں لکھتے ہیں:

''اس تقریر سے صاف ظاہر ہے کہ نواب صاحب آف بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ کر اس پر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہے، حالانکہ قول وفعل صحابہ

کرام بھی سنت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔'' (فتح المبین: ۴۴۸)

اس جماعت کے ایک اور پیشوا مولوی محمد جونا گڑھی کو یہ لکھتے ہوئے ذرا شرم محسوس نہ ہوئی کہ حضرت عمر کو باریک مسائل کا علم ہونا تو درکنار انہیں تو موٹے موٹے مسئلے بھی معلوم نہ تھے۔ وہ لکھتا ہے:

''سنو! بہت صاف صاف اور موٹے موٹے مسائل ایسے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ان میں غلطی کی۔'' (طریق محمدی: ۴۰)

آگے چل کر یہی صاحب لکھتے ہیں:

''ان موٹے موٹے مسائل میں جو روزمرہ کے ہیں دلائل شرعیہ آپؓ سے (یعنی حضرت عمر سے) مخفی رہے۔'' (ایضاً: ۴۲)

اسی جماعت کے ایک اور ممتاز عالم مولوی رئیس احمد ندوی آف بنارس نے تو نہایت بے باکی سے یہ فتویٰ بھی جاری کر دیا کہ حضرت عمر اپنے سیاسی منظر نامے کے لئے تو قرآن کریم میں ترمیم کرنے سے بھی باز نہ آئے تھے۔

رئیس صاحب لکھتے ہیں:

''موصوف عمر کی خواہش و تمنا بھی یہی تھی کہ حکم قرآنی کے مطابق ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیں، مگر لوگوں کی غلط روی روکنے کی مصلحت کے پیش نظر موصوف نے باعتراف خویش اس قرآنی حکم میں ترمیم کر دی۔'' (تنویر الافاق: ۴۹۸)

کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن کریم میں ترمیم کی جرأت کر سکتے ہیں؟ موصوف اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کونصوص کی مخالفت کا مرتکب بھی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ان دونوں صحابہ (حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) کونصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے۔'' (ایضاً:۸۸)

مزید سنئے!

''ہم دیکھتے ہیں کہ اپنی ذاتی مصلحت بنی کی بنیاد پر بعض خلفائے راشدین بعض احکام شرعیہ کے خلاف بخیال خویش اصلاح ومصلحت کی غرض سے دوسرے احکام صادر کر چکے تھے، ان احکام کے سلسلہ میں ان خلفاء کی باتوں کو عام امت نے رد کر دیا......ہم آگے چل کر کئی مثالیں پیش کرنیوالے ہیں جن میں احکام شرعیہ ونصوص کے خلاف خلفائے راشدین کے طرز عمل کو پوری امت نے اجتماعی طور پر غلط قرار دے کر نصوص واحکام شرعیہ پر عمل کیا ہے۔'' (تنویر الآفاق:۱۰۷)

اس کتاب میں جگہ جگہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کونصوص کی خلاف ورزی کا مرتکب ...... ذاتی مصلحتوں کی خاطر قرآن وحدیث کو خاطر میں نہ لانے والا تک بتایا گیا ہے۔

اس گروہ کے دوسرے علماء بھی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت زبان بولنے سے ذرا بھی نہیں شرماتے، کبھی مصلحت اور کبھی سیاست اور کم علمی کے عنوان پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم میں ترمیم کرنے والا اور نصوص کو رد کرنے والا اور احکام شرعیہ کی پرواہ نہ کرنے والا تک کہہ دیا جاتا ہے، اور اس جماعت کے کسی شیخ اور سلفی اثری اور حفظہ اللہ کو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس طوفان بدتمیزی کے خلاف آواز اٹھائیں، اور بتائیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر اس

قسم کا الزام دھرنے والے رافضی تو ہوسکتے ہیں، کسی اہل سنت کا یہ کام نہیں ہوسکتا۔

افسوس اور صد ہزار افسوس کہ اس فرقہ اور جماعت نے یہ بھی غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ ہم اسلام کی کس عظیم شخصیت کے بارے میں زبان درازی کر رہے ہیں۔اور ہم کو اس پاکیزہ اور مقدس شخصیت سے نسبت بھی کیا ہے۔

چہ نسبت خاک را باعالم پاک

چشمۂ آفتاب کجا و من خراب کجا
بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

اور یہ بھی غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ جن مقدس اور پاکیزہ نفوس اور ہستیوں کے ذریعہ دین ہم تک پہنچا ہے ان کو داغدار کر دینے سے پورے دین کا ہی کیا اعتبار رہ جائے گا۔

خود امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فضیلت ومنقبت بیان فرمائی،اس کا کیا ہوگا؟

درحقیقت یہ تو خود سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اعتماد کا اٹھا دینا ہے کہ العیاذ باللہ جن کے فضائل ومناقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما رہے ہیں گویا وہ اس کے اہل نہ تھے، بلکہ وہ تو بد دین اور بدعتی ناقص العقل ناقص الفہم تھے۔
نعوذ باللہ. ثم نعوذ باللہ.

پھر شاگرد کی تنقیص وتوہین خود استاذ کی تنقیص وتوہین ہوتی ہے،اس لئے ان مقدس اور پاکیزہ نفوس کی تنقیص وتوہین خود امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص وتوہین ہے۔

مشہور ہے جس نے استاذ کو نہ دیکھا ہو وہ شاگرد کو دیکھ لے، جس نے شیخ کو نہ دیکھا ہو وہ مرید کو دیکھ لے، جس نے باپ کو نہ دیکھا ہو وہ بیٹے کو دیکھ لے۔

یعنی عامۃً شیخ کے کمال کا اثر اس کے مریدین میں استاذ کا اثر اس کے شاگردوں میں باپ کے کمال کا اثر اس کے بیٹوں میں آتا ہے۔

مگر افسوس صد افسوس امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ شاگردان رشید کہ جن پر خود امام الانبیاء سید المرسلین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کامل اعتماد کا اظہار فرمائیں اور ان کے فضائل ومناقب بیان فرمائیں اور یہ گروہ ان ہی پاکیزہ ہستیوں کی تنقیص وتوہین کو دین کی اہم خدمت سمجھتا ہے، یقیناً یہ دین کی سخت ترین دشمنی ہے۔ اور یہود کی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ جس کو دین کی دوستی اور حدیث سے تعلق ومحبت کے نام پر انجام دیا جارہا ہے، اور افسوس اس گروہ اور طبقہ نے یہ بھی غور کرنے کی تکلیف گوارہ نہیں کی کہ ہم بات بات پر بخاری شریف پر عمل کرنے کا دم بھرتے ہیں، اور امام المحدثین سیدنا حضرت امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح بخاری شریف کو اسی پاکیزہ اور مقدس ہستی امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو سب سے اول اپنی صحیح بخاری شریف میں لاکر زینت بخشی ہے۔

اگر العیاذ باللہ ان کے باطل عقیدہ میں سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بدعتی ہیں، ناقص العقل، ناقص العلم، ناقص الفہم ہیں تو اس گروہ اور طبقہ کو چاہئے کہ خود امام بخاری علیہ الرحمۃ اور ان کی جامع صحیح بخاری شریف سے ہاتھ اٹھائے اور کبھی زبان پر بخاری شریف کا نام نہ لائے کہ جو ایک بدعتی شخص کی حدیث ذکر کررہا ہے، خود اس کا اور اس کی کتاب کا کیا اعتماد ہوسکتا ہے۔

اور اس فرقہ اور گروہ نے کبھی یہ سوچنے کی بھی تکلیف گوارہ نہیں کی کہ جس

مقدس ہستی کے بارے میں ہم بدعتی ہونے کا الزام لگا رہے ہیں شیطان اس کے سایہ سے بھی ڈرتا ہے، بدعت اس کے پاس کیسے آسکتی ہے؟

اور اس مقدس ہستی کے پاس تو شیطان کیا آئے، اور اس کا کوئی عمل بدعت کس طرح ہوسکتا ہے؟ اس کی تو اولاد اور ذریت میں ہونے والے مشائخ حقہ نے بدعت کے نام اور بدعت کی بوکو بھی برداشت نہیں کیا۔

کم ازکم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہونیوالے مشہور علمائے حق کی دینی خدمات جلیلہ اور اشاعت دین وسنت اور رد بدعات کے سلسلہ میں ان کے بے مثال مجاہدات اور قربانیوں کو ہی دیکھ لیا جاتا۔ مثلاً

☆......شیدائے سنت سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جن کا اتباع سنت اور بدعات بلکہ بوئے بدعات سے بھی سخت ترین نفرت حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں مسلم رہا ہے۔

☆......عمر ثانی امیر المومنین سیدنا عمر ابن عبدالعزیزؒ جو پہلی صدی کے مجدد ہیں۔ جن کا عدل وانصاف اور تجدیدی کارنامے آفتاب سے زیادہ روشن ہیں۔

☆......شیخ الاسلام غوث زمانہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر فاروقیؒ۔ جن کے ہزاروں تو خلفاء ہوئے اور لاکھوں کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔

☆......مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ مجدد الف ثانی۔ جنہوں نے اکبر بادشاہ کے قائم کردہ دین الٰہی کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا۔

☆......اور ان کے تمام نامور صاحبزادگان۔

☆......مسند الہند الامام حضرت شاہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلویؒ۔ ان کے تجدیدی کارناموں سے کون ناواقف ہے۔

☆......اوران کے نامور تمام صاحبزادگان۔

☆......حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز فاروقی محدث دہلویؒ۔ جن کے تربیت یافتہ امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کی قربانیوں اور تحریک جہاد سے دنیا واقف ہے۔

☆......مجاہد جلیل حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید فاروقیؒ۔ ردِ بدعات میں جن کے تشدد اور جذبۂ جہاد سے کون واقف نہیں۔

☆......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فاروقیؒ

☆......امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقیؒ

یہ وہ جلیل القدر حضرات ہیں کہ جن کی خدمات جلیلہ اور مجاہدات عظیمہ سے دنیا واقف ہے۔ اوران حضرات نے اپنی پوری زندگیاں اشاعت دین وسنت اور ردِ بدعات میں گذاریں۔ اور جس چیز میں بدعت کی بو بھی محسوس ہوئی اس کو بھی جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کا مقولہ مشہور ہے، جب کوئی بدعت دیکھتے برداشت نہ کر پاتے اور فرماتے:

''فقیر کو ان چیزوں کے دیکھنے یا سننے کی طاقت نہیں، اور بے اختیار ان کی زبان سے نکل جاتا ہے:

رگ فاروقیم بجوش آمد

[میری فاروقی رگ جوش میں آ گئی۔]''

حکیم الامت حضرت اقدس تھانوی علیہ الرحمۃ اپنے مزاج کی حدت اور دینی امور میں شدید تصلب کی ایک وجہ اپنا فاروقی النسل ہونا بیان فرمایا کرتے تھے۔

اپنے تو اپنے غیروں نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا لوہا مانا ہے،

اوران کی عبقری صفات کا کھل کر اعتراف کیا ہے۔

مگر افسوس آج اس عظیم مقدس و پاکیزہ شخصیت کو داغدار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، یقیناً یہ لوگ امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد عالی "لعن آخر ھذہ الامۃ اولھا" [اس امت کے اخیر میں آنے والے اولین حضرات کولعنت، ملامت، سب وشتم کریں گے۔] کے مصداق ہیں۔ جس کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

اس جماعت اور اس فرقہ کی یہ دلخراش حرکتیں دیکھ کر اور سن کر ایک صاحب ایمان لرز اٹھتا ہے اور پکار اٹھتا ہے: ؎

یہ کیسا انقلاب ہے
دیکھ کر دل کباب ہے

اللہ تعالیٰ علمائے اہل سنت کو جزائے خیر عطا فرمائے، جنہوں نے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف چلنے والی ہر تحریک کو ہر دور میں بے نقاب کیا، اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا تعاقب کیا، اسلامی تاریخ کا کوئی دور ایسا نہیں جس میں خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلت نہ بیان کی گئی ہو، امت کا کوئی مفسر اور محدث متکلم اور فقیہ مؤرخ اور صوفی ایسا نہیں جس کی زبان ان بزرگوں کے ذکر خیر سے تر نہ رہی ہو، اوران کا قلم خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمت ومنقبت اور ان کے عادلانہ دفاع میں نہ چلا ہو، قرآن کریم کی کوئی بھی تفسیر اٹھا لیجئے اپ کو کہیں نہ کہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی منقبت اور ان کی عظمت کا بیان ضرور ملے گا،

حدیث کی کوئی کتاب مناقب عمرؓ سے خالی نہیں، فقہ کی کوئی کتاب اٹھایئے تو آپ کو جگہ جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فقہیات اور قرآن وسنت پر ان کی گہری نظر آپ کو دکھائی دے گی۔

سوانحات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اکابر علماء نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مستقل کتابیں تحریر فرمائی ہیں، اور آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اپنی بحث وتحقیق کا موضوع بنایا ہے۔ان میں سے چند کا بطور نمونہ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱)......امام طبرانی (۳۶۰ھ) نے "**فضائل خلفاء الاربعة الراشدين**" دو جزء میں لکھی ہے۔

(۲)......حافظ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۷ھ) نے اپنی کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے واقعات جگہ جگہ نقل کئے، آپ نے پھر ان پر ایک مستقل کتاب "تاریخ عمر بن الخطاب" کے نام سے سپرد قلم کی ہے۔

(۳)......امام سلیمان بن موسیٰ حمیری کلاعی (۶۳۴ھ) نے "**الاكتفاء فى مغازى المصطفىٰ والثلاثة الخلفاء**" چار جلدوں میں تحریر فرمائی۔

(۴)......علامہ ابوجعفر احمد محبّ الطبری (۶۹۴ھ) کی "**رياض النضرة**" کی دوسری جلد صرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر ہے۔

(۵)......امام فن رجال علامہ شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) نے "**سير اعلام النبلاء**" "**تذكرة الحفاظ**" اور دوسری کتابوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے بہت تذکرے تحریر فرمائے ہیں، اور پھر آپ علیہ الرحمہ نے ایک مستقل کتاب ''نعم السمر فی سیرۃ عمرؓ'' کے نام سے بھی لکھی ہے۔ جس کا ذکر آپ نے تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔

(۶)......شیخ تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی شافعیؒ (۷۵۶ھ) نے ''الایمان الجلی فی ابوبکر وعمر وعثمان وعلی'' لکھی۔

(۷)......حافظ ابن کثیر ۷۷۴ھ نے تفسیر ابن کثیر اور البدایہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حالات اور آپؓ کا عقیدت مندانہ تذکرہ فرمایا ہے۔ البدایہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔ (البدایہ: ۷/۱۷)

(۸)......امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) نے ''تاریخ الخلفاء'' میں آپ رضی اللہ عنہ کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں، اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مناقب اور موافقات پر ایک مستقل کتاب ''قطف الثمر فی موافقات عمرؓ'' کے نام سے بھی تحریر فرمائی تھی۔

(۹)......حاجی خلیفہ چلپی نے ''کشف الظنون'' میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۰)......حکیم الامت حضرت الامام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) نے ''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء'' میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل وکمالات کو اس وہبی انداز میں نقل کیا ہے کہ اسکی نظیر مشکل ہے۔

(۱۱)......پھر آپ نے ''قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین'' لکھ کر امیر المومنین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بھرپور محبت وعقیدت کا اظہار فرمایا ہے۔

(۱۲)......آپ کے صاحبزادے مسندالہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) نے ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں روافض کے ان تمام اعتراضات کے عالمانہ اور تسلی بخش جوابات دئے جو انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی وارد کئے۔

(۱۳)......حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروق لکھنویؒ کی ساری زندگی اسی دفاع صحابہ اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) کی عظمت کا پرچم لہرانے میں گذری اور آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا جواب دیا۔

(۱۴)...... جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے ''الفاروق'' لکھ کر آپؓ کے علمی اور سیاسی کارناموں سے برصغیر کے اردوداں طبقے کو متعارف کرایا۔

(۱۵)......عرب کے معروف فاضل محمد حسین ہیکل نے ''عمر فاروق'' لکھی۔

(۱۶)......مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ نے آٹھ سو کے قریب صفحات پر خلفائے راشدین کے نام سے دو جلدیں شائع فرمائیں، جن میں مختلف اکابرین کے قیمتی مضامین بھی ایک جگہ جمع کردئے۔

(۱۷)......محبّ مکرم حضرت مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب زیدمجدہم مدیر ماہنامہ 'الہلال' مانچسٹر یوکے (جو مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب زیدمجدہم کے خاص فیض یافتہ ہیں) نے ''نورالقمر بسیرۃ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ'' دو مبسوط

جلدوں میں تحریر فرمائی۔ جو امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت پر لکھی جانے والی کتابوں میں بندہ کے علم ناقص میں سب سے زیادہ مفصل اور مبسوط ہے۔

ہماری اس کتاب ''فاروق اعظم رضی اللہ عنہ'' کا مأخذ زیادہ تر یہی کتاب رہی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت مولانا حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی زید مجدہم اور دیگر تمام سوانح نگاروں کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

خدائے پاک کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ جس نے اس کتاب ''فاروق اعظم رضی اللہ عنہ'' کی تالیف کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کا بڑا حصہ ایک طویل سفر کے دوران ما بین السماء والارض (ہوائی جہاز) میں انجام پایا۔ **فالحمد للہ علی ذالک.**

یہ کتاب کل تیرہ ابواب پر مشتمل ہے۔

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت بجا طور پر ایک چراغ کے مانند ہے۔ جس سے پورا گھر روشن ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت میں بھی ہر شخص کے لئے، ہر طبقہ کیلئے، طلبہ کیلئے، علماء کیلئے، مشائخ کے لئے، صوفیائے کرام اور فقراء کیلئے، سلاطین کیلئے، حکام اور وزراء کیلئے، عام مومنین اور عام انسانوں کیلئے بہترین اسوہ اور بہترین روشنی موجود ہے۔ حق تعالیٰ شانہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر لکھی جانے والی دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب **''فاروق اعظم رضی اللہ عنہ''** کو بھی قبول خاص سے نوازے، اور انتہائی مفید ونافع اور اصلاح امت کا ذریعہ بنائے۔ اور امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور اس ناچیز کے والدین

اور حضرات اساتذہ اور حضرات مشائخ کو اس کا ثواب پہنچائے۔اور جنت الفردوس میں درجات عالیہ نصیب فرمائے۔اوراس ناچیز کی نجات کا ذریعہ بنائے۔آمین!

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کیلئے

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم. بحرمة حبیبک سید المرسلین

صلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا

ومولانا وحبیبنا محمد واله

واصحابه اجمعین

الی یوم الدین

آمین

محمد فاروق غفرلہ
خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ
۲۶؍شوال المکرّم ۱۴۳۳ھ

پہلا باب

bab.tif not found.

نام ونسب، خاندان، ولادت، اسلام دشمنی، قبول اسلام

اسلام کے لئے قربانیاں، ہجرت، ابتداءاذان

خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اے فاتح فارس و روم عمرؓ اے فاتح مصر و شام عمرؓ
روشن ہیں تمہارے کام عمرؓ روشن ہے تمہارا نام عمرؓ

تم جب بھی نبی کے ساتھی تھے تم اب بھی نبی کے ساتھی ہو
اللہ کا یہ انعام عمرؓ اللہ کا یہ اکرام عمرؓ

عثمانؓ و علیؓ ہی صرف نہیں انصار ومہاجر سب نے کہا
صدیقؓ کے بعد اس امت کا ہے مولیٰ اور امام عمرؓ

تم پر تھا خدا کا خاص کرم توڑا ہر باطل کا دم خم
بھیجا جو لڑائی کو لشکر لوٹا نہ کبھی ناکام عمرؓ

عزت پہ تری کٹ مرنے کو حرمت پہ تری مر مٹنے کو
لاکھوں ہیں ترے عشاق عمرؓ لاکھوں ہیں ترے خدام عمرؓ

حاسد کو حسد سے کیا حاصل جلنے کے سوا کڑھنے کے سوا
خود اپنے ہی ہاتھوں پٹ پٹ کر رہتا ہے وہ بے آرام عمرؓ

مانے جو عمرؓ کی عظمت کو مؤمن ہے وہی اے گیلانی
ہے شان و شکوہ دین عمرؓ ہے کروفر اسلام عمرؓ

از قلم: شاعر ختم نبوت جناب سید امین گیلانی صاحب مرحوم

نام ونسب

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عمرؓ تھا، آپؓ کے والد کا نام خطاب تھا، جبکہ والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم تھا، آپ کا پورا سلسلہ نسب عدنان تک یہ ہے۔

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن عبداللّٰہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب بن فهر بن مالك بن النضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔
(معرفة الصحابة:۶۲/۱، مستدرك حاكم:۸۷/۳)

جناب عدی کے ایک بھائی کا نام مرۃ تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے تھے اس لحاظ سے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔

خاندان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان دور جاہلیت میں ممتاز خاندان تھا جناب عدی عرب کے ان معززین میں سے تھے جو عربوں کے باہمی منازعات میں ثالث کا کردار اداء کرتے تھے اور جب کبھی قریش کو کسی قبیلہ کے ساتھ کوئی ملکی سطح کا

مسئلہ پیش آتا تو وہ بطور سفیر کے یہ خدمت سرانجام دیا کرتے تھے اور یہ منصب اس خاندان میں ان کے بعد ان کی نسل میں چلتا رہا، سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد جناب خطاب بھی ان میں سے ایک تھے اور وہ بھی قریش کے ممتاز آدمیوں میں سے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دادا نفیل بن عبد العزی نے بھی اپنے اسلاف کے اس طریقے کو قائم رکھا اور ان تمام خدمات کو نہایت قابلیت سے سرانجام دیتے رہے بڑے عالی مرتبت لوگوں تک کے مقدمات ان کے پاس فیصلہ کرنے کیلئے آتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد خواجہ عبد المطلب اور حرب بن امیہ میں جب ریاست کے دعوی پر نزاع ہوا تو دونوں نے جناب نفیل ہی کو حکم بنایا تھا۔ (الفاروق)

والد محترم

سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے والد خطاب اپنی قوم میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے اور قوم میں ان کا احترام پایا جاتا تھا وہ شجاع اور بہادر بھی تھے اور مختلف لڑائیوں میں اپنی شجاعت کا مظاہرہ کر چکے تھے۔

والدہ محترمہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حنتمہ ہاشم بن مغیرہ کی صاحبزادی تھیں اور یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چچازاد بہن تھیں یہ خاندان بھی شروع سے بڑا معزز تھا آپ کے پرنانا مغیرہ اس درجہ کے آدمی تھے کہ قریش جب کبھی کسی قبیلہ کے ساتھ مقابلہ کیلئے جاتے تو فوج کا اہتمام ان کے سپرد ہوتا تھا اور وہ اس کی باگ ڈور سنبھالا کرتے تھے۔ (العقد الفرید، باب فضائل العرب) (مستدرک: ۳/۸۷)

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نانا عرب کے مشہور شاہ سواروں میں سے تھے اور ان کا لقب ذو الرمحتین تھا۔ (اصحاب بدر: ۱۶۸/ از قاضی سلیمان منصور پوریؒ)

بہن حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن کا نام فاطمہ تھا اور آپ کے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان دونوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت پہلے اسلام قبول کیا تھا ان کے پاس قرآن کے لکھے ہوئے اجزاء موجود تھے جس کی وہ تلاوت کرتے تھے اور حضرت خباب بن الارث رضی اللہ عنہ انہیں قرآن سکھاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بہنوئی کے یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام فرمایا تھا ایک خباب بن ارث رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا شخص تھا جناب خباب میرے بہنوئی کے گھر آتے جاتے تھے ان کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ (سیرت حلبیہ: ۱/۳۰۱)

یہ آپ کی بہن اور بہنوئی تھے جو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشدد کے باوجود اسلام پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہے اور آخر کار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں اسلام کی عظمت پیدا کرنے کا بھی سبب بنے۔

ولادت باسعادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی سے تقریباً چالیس سال قبل پیدا ہوئے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو اس وقت آپؓ کی عمر تقریباً ۲۶، ۲۷، سال کے قریب تھی۔

حلیہ مبارک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کا رنگ سرخ وسفید تھا اور آپ کے بدن میں سرخی نمایاں تھی آپ دراز قد تھے اور لوگوں میں ہوں تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ سوار ہیں۔

طوالا مشرفا علی الناس کانه دابه۔ (مستدرک:۳/۸۷)

ہمیشہ خود پہننے کی وجہ سے آپ کے سر کے کچھ بال گر گئے تھے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے آپ کے رخساروں پر سرخی نمایاں تھی۔ (تاریخ الخلفاء:۱۳۳)

آپ کے جوڑ مضبوط اور چوڑے چوڑے تھے آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی بہت سیاہ تھی جس پر سرخی غالب تھی دانت سفید اور خوبصورت تھے آپ داڑھی کو زرد رنگ کرتے تھے اور مہندی کے ساتھ سر پر کنگھی کرتے تھے۔ (البدایہ:۱۳۸/۷)

دور جاہلیت میں اسلام دشمنی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کا دین لے کر آئے اور توحید کی صدا فاران کی چوٹیوں سے ابھری تو آپ اس وقت ۲۷ سال کے تھے آپ کے گھرانے میں جناب زید کی وجہ سے توحید کی آواز نامانوس نہیں رہی تھی جناب زید کے بیٹے حضرت سعید اسلام لائے حضرت سعید کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن فاطمہ سے ہوا تھا اس تعلق سے فاطمہ بھی مسلمان ہو گئیں اسی خاندان میں ایک اور شخص نعیم بن عبداللہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا اور انکے اسلام کی خبر ان کے کانوں میں پہنچی تو وہ سخت برہم ہوئے، یہاں تک کہ قبیلہ میں جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے آپ ان کے دشمن بن گئے۔ (سیرۃ النبی:۱/۲۲۷)

دعائے نبوی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی:

اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جهل بن هشام۔ (مشكوٰة:۵۵۷، مستدرك:۳/۸۹)

[اے اللہ اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب سے عزت عطا فرما۔]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بھی دعا کی: اللم ايد الاسلام باحب الرجلين.

(طبقات:۳/۲۰۲، درالسحابۃ:۱۵۶)

اے اللہ آپ کو ان دونوں میں سے جو پسند ہو اس سے اسلام کی مدد فرما، تاہم آپ کی زیادہ نظر حضرت عمر فاروقؓ پر تھی

'وکان أحبهما اليه عمر بن الخطاب"۔

(جامع ترمذی:۲/۲۰۹، الاحسان بترتیب، صحیح ابن حبان:۹/۱۷)

ابن عساکر کہتے ہیں کہ بعدازاں آپ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا گیا کہ ابوجہل اسلام نہ لائے گا تو اس وقت آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت کیلئے خصوصی دعا فرمائی۔ (سیرۃ المصطفیٰ:۱/۲۵۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللهم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة۔

(مستدرك حاكم:۳/۸۹)

[اے اللہ! اسلام کو خاص طور پر عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ عزت عطا فرما۔]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پھر حضرت عمر بن خطاب کو مانگ لیا تھا، **اللهم أعز الاسلام بعمر.** (مستدرک)

[اے اللہ! عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا فرما۔]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ دعا فرمائی: **أللهم أيد الدين بعمر بن الخطاب.** (مستدرک: ۳/۸۹)

[اے اللہ! عمر ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ دین کی مدد فرما۔]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اس طرح نقل فرمائی ہے: **اللهم اشدد الاسلام بعمر بن الخطاب.** (كنز العمال: ۱۲/۵۴۵، در السحابة: ۱۶۴)

[اے اللہ! عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ قوت عطا فرما۔]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا اور تمنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے قبول ہوگئی اور اللہ نے آپ کے ذریعہ سے اسلام کی عزت اور قوت کا فیصلہ فرمایا اور دین کی تائید وحمایت آپ کے ہاتھوں مقدر کی پھر آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کیا آپ کے قبول اسلام پر اسلام کو عزت وشوکت ملی اور کفر کی طاقت نڈھال ہوگئی موحدین کا بول بالا ہوا اور بت پرستوں کا منھ کالا ہوا آپؓ چالیسویں مسلمان تھے جس طرح کہ قرآن کی چالیسویں سورت المؤمن ہے اور

اس وقت آپ ۳۳ سال کے تھے۔

فجعل الله دعوة رسول الله لعمر رضى الله فبنى عليه ملك الاسلام وهدم به الاوثان۔ (مستدرك:۸۹)

[پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں قبول فرمایا۔ اوران کے اوپر اسلام کے ملک کی بنا فرمائی، اوران کے ذریعہ بتوں کو منہدم فرمایا۔]

علامہ محمد مخدوم ہاشمی ۱۱۷۴ھ لکھتے ہیں:

''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدھ کے روز دعا فرمائی اور جمعرات کو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی حلقہ بگوشی اختیار فرمائی''۔ (بذل القوۃ:۳۲)

قبول اسلام کا واقعہ

قریش کے بڑے لوگوں میں سے ابوجہل، ابولہب، عتبہ اور جوانوں میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی میں زیادہ تر سرگرم رہے اوران کی کوشش رہی کہ عرب کے لوگ اس نئے دین میں داخل ہونے سے بچیں، وہ اپنی قوت اور سیاست کے بل بوتے پر لوگوں کو اسلام سے روکتے رہے، دیکھتے ہی دیکھتے چالیس مرد وزن حلقۂ اسلام میں داخل ہوگئے تو پوری قوم میں اضطراب پھیل گیا اورانہیں فکر پیدا ہوئی کہ اگر اس دین کا راستہ نہ روکا گیا تو یہ دین پورے جزیرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

ابوجہل کا اعلان

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ابوجہل نے اعلان کیا:

من قتل محمدا فله على مائة ناقة حمرأء وسوداء
وألف أوقية من فضة۔ كنز العمال:۱۲/۵۵۲)
[جو شخص محمد کو قتل کریگا اس کے لئے سرخ وسیاہ رنگ کی سو اونٹنیاں
اور ایک ہزار اوقیہ چاندی میرے ذمہ لازم ہے۔]

جناب مولانا ملا معین الدین الکاشفی الہروی ۷۰۹ھ لکھتے ہیں:

''ابوجہل نے کہا اے معشر قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے دین میں طعن کرتا ہے، تمہارے معبودوں کو بُرا کہتا ہے، تمہارے آباء واجداد کا ٹھکانا دوزخ قرار دیتا ہے اور یہ سب کچھ تمہارے معبودوں اور آباء واجداد کے ساتھ کرتا ہے یہ بات غیرت ومردمی سے بعید ہے کہ ہم اپنے کان بہرے کرلیں اور ہر بار اسے چھوڑ دیں تم میں سے جو شخص بھی اسے قتل کرے گا سرخ رنگ کے سو اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی اسے دوں گا، قریش میں سے عمر اٹھے اور کہا جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا اسے پورا کرو گے یا یونہی ہوائی بات ہے ابوجہل نے کہا یقیناً وصول ہوگی اور یہ بھی نقد ہوگا ادھار نہیں ہوگا، چنانچہ عمر نے ابوجہل کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں آئے اور ہبل بت کو اس بات پر گواہ بنایا''۔

(معارج النبوت:۲/۲۹۲)

ادھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی چاہا کہ کہ داعی اسلام کو ہی راستہ سے ہٹا دیا جائے تا کہ اسلام پیش قدمی نہ کر سکے (معاذ اللہ) اور اگر میں اپنے اس منصوبہ میں کامیاب ہو جاؤں تو رؤسائے قریش میں سے بھی مخالفت میں کوئی بڑی آواز نہ اٹھے گی، چنانچہ انہوں نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تلوار اٹھائی اور

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے کہ آپ جہاں بھی ملیں آپ کو راستہ سے ہٹا دیا جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پہلے کچھ عجیب وغریب واقعات کے ذریعہ کلمہ توحید کی غیبی آوازیں سن چکے تھے۔

غیبی آوازیں

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک بچھڑا نظر پڑا جسے لوگ ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے میں بھی دیکھنے کیلئے کھڑا ہو گیا یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی پکارنے نے والا بچھڑے کے پیٹ میں سے پکار کر یہ کہہ رہا ہے:

یا آل ذریح امر نجیح بلسان فصیح یدعوا الی شهادة ان لا اله الا اللّٰه۔

[اے آل ذریح ایک نجات دینے والی بات سنو ایک مرد خوش بیان کہہ رہا ہے اور "لا اله الا اللّٰه" کی طرف بلا رہا ہے۔]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آواز سنتے ہی معاً میرے دل میں خیال آیا کہ مجھ کو ہی یہ آواز دی جا رہی ہے اور میں ہی اس آواز کا مخاطب ہوں۔
(سیر والمصطفیٰ: ۱/۲۵۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں وہیں کھڑا رہا تا کہ دیکھوں آگے کیا ہوتا ہے، چنانچہ پھر اس میں سے یہی آواز آئی تو میں اٹھ گیا اس کے بعد کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ لوگوں میں چرچا ہوا کہ یہ اللہ کا نبی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۴۵)

عبدالملک ابن ہشام (۲۱۳ھ) کا بیان ہے کہ یہ واقعہ ظہور اسلام سے ایک ماہ یا کچھ دنوں پہلے کا ہے۔ (سیرۃ النبی لابن ہشام: ۱/۲۴۳)

علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھیؒ (۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ چر رہا ہے اور قریب سے کسی ہاتف کے اشعار کی پُر کیف آواز سنائی دے رہی ہے''۔

یا ایھا الناس ذرو الاجسام

تبادرو واسبقا الی الاسلام

[اے لوگو! جسموں اور مورتیوں کو چھوڑ دو اور فوراً اسلام کی جانب آگے بڑھو۔]

شامی نے اپنی سیرت میں اس سلسلے کے چھ اشعار بھی نقل کئے ہیں، بہرحال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آواز سے بھی حیران ہوئے اور اسلام کی طرف دل میں اور رغبت پیدا ہوئی۔

جب آپ وہاں سے اور آگے گئے تو ضمار کے پاس سے ان کا گذر ہوا یہ ایک بت تھا جس کی پرستش ہوتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بت سے پانچ شعر سنے جن میں اسلام کی ترغیب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل سے باز رہنے کی تاکید تھی، شامی نے یہ پانچوں اشعار بھی نقل کئے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر سراپا حیرت بن کر رہ گئے اور اسلام کی محبت دل میں اور بڑھ گئی۔ (بذل القوۃ:۳۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گو ان واقعات سے حیرت میں تھے مگر یہاں مسئلہ قریش اور ان کے بتوں کی عزت وغیرت کا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی عزت کو بچانے کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ راستہ سے ہٹانے کیلئے آپ کی طرف چل پڑے۔

بہن اور بہنوئی کی مار پیٹ

راہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات نعیم بن عبداللہ سے ہوئی انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوش جذبہ اور غیظ وغضب دیکھتے ہوئے پوچھا کہ آپ اس قدر غصہ میں کیوں ہیں کیا بات پیش آئی ہے؟ آپ (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ سے ہٹانے کیلئے نکلا ہوں، نعیم بن عبداللہ نے معاملہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے کوشش کی کہ اس مسئلہ کو دوسرے رخ پر ڈال دیا جائے ایسا نہ ہو کہ عمر اپنے اس ناپاک منصوبہ میں کامیاب ہوسکیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ادھر جانے سے پہلے ذرا اپنے گھر کی خبر تو لیں کیونکہ خود تمہاری اپنی بہن اور بہنوئی دونوں اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین قبول کر چکے ہیں اور اسلام کے دائرہ میں آ چکے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی بہن کے گھر گئے آپ کی بہن اس وقت قرآن کریم پڑھ رہی تھیں، ان کی آواز سن کر چپ ہوگئیں اور قرآن کریم کے اجزاء چھپا لئے تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چل گیا تھا کہ ان کی بہن کسی کلام کو پڑھ رہی تھیں، بہن سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز تھی بہن نے بات ٹالنے کی کوشش کی تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سختی کرتے ہوئے پوچھا کہ میں سب کچھ جان چکا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں اپنے آبائی مذہب سے بغاوت اختیار کر چکے ہو پھر آپ نے اپنے بہنوئی پر ہاتھ اٹھائے اور مار پیٹ کی بہن نے آڑے آنے اور اپنے شوہر کو بچانے کی کوشش کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس رشتہ کا بھی لحاظ نہ کیا انہیں بھی اتنا مارا کہ ان کے جسم سے خون بہنے لگا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سختی کے جواب میں اسلام کے یہ دونوں پروانے ایک ہی بات کہتے کہ تمہارا جو جی چاہے کرو مگر اب اسلام کا دامن ہم ہرگز چھوڑنے والے نہیں ہیں اور نہ کبھی اس دین سے منھ

پھیریں گے۔ ؎

بہن بولی عمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے
مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

میاں بیوی کی اسلام کے ساتھ محبت اور اس پر استقامت کے اس مومنانہ انداز نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوچنے پر مجبور کر دیا اور ایک تیر سا ان کے دل پر لگا ادھر بہن کے جسم پر خون دیکھ کر آپ اور تڑپ گئے اپنی بہن کو مخاطب کر کے کہا کہ اچھا جو کچھ تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھاؤ اور سناؤ ان کی بہن نے کہا کہ بھائی آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں مبتلا ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا کوئی دوسرا چھو نہیں سکتا۔

انك لست من أهلها انك لاتغتسل من الجناية ولاتطهر وهذا لايمسه الا المطهرون۔ (رياض:۲۷۷)

[بلاشبہ تم اس کے اہل نہیں ہو، اس لئے کہ تم جنابت سے نہ غسل کرتے ہو اور نہ پاکی حاصل کرتے ہو، اور اس کو صرف پاک صاف لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر غسل کیا پاک صاف ہوئے تب بہن نے قرآن کے وہ اجزاء آپ کے ہاتھوں میں دیئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے جب ان کی نظر اس پر پڑی تو وہاں قرآن کریم کی 'سورۂ طٰہٰ' کے ابتدائی الفاظ تھے۔ ﴿اننی أنا الله لا اله الا أنا فاعبدنی﴾

[حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں

ہے۔اس لئے میری ہی عبادت کرو۔](آسان ترجمہ)

ایک روایت میں ہے کہ سورہ حدید کی ابتدائی آیات تھیں۔

"سبح للّٰہ مـا فی السمٰوات ومافی الارض وھو العزیز الحکیم۔"

[آسمانوں اورزمین میں جو چیز بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہےاوروہی ہے جواقتدار کا بھی مالک ہے،حکمت کا بھی مالک۔]

قرآن کی ان آیات نے ان کے دل پر گہرا اثر کیا اور کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے۔ ؎

شعاع نور نے اس دل کو یکسر موم کر ڈالا
ہوئی تسکین بہہ نکلا قدیمی کفر کا چھالا

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات سنی تو آپ بھی ان کے سامنے آگئے اور کہا اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی قسم مجھے امید ہو چلی ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کر لی ہے کیونکہ کل ہی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اسلام کیلئے دعا کرتے سنا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے چلیں تا کہ میں آپ کے حضور اسلام کے حلقہ میں داخل ہو جاؤں، چنانچہ پھر آپ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آستانۂ نبوت پر حاضری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جب اسلام کی صداقت حقیت

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت وعظمت پوری طرح بیٹھ گئی تو آپ نے در نبوت پر حاضری دینے میں ذرا بھی دیر نہ کی آپ نے کہا کہ مجھے بتاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں۔ (ریاض:۲۷۸) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دنوں حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف رکھتے تھے جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ جاں نثار بھی موجود ہوتے تھے ان میں آپ کے محبوب چچا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لٹکائے وہیں پہنچ گئے اور باہر کھڑے ہو کر دستک دی آپؐ کے جاں نثار حضرات اس نئی صورت حال سے پوری طرح واقف نہ تھے اور انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر ہوئی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اگر عمر (رضی اللہ عنہ) اچھے ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ہے، آنے دیا جائے۔ اور اگر اس کا ارادہ ٹھیک نہیں، تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دیں گے۔

جب دروازہ کھولا گیا اور امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو امام الانبیاء سید المرسلین حضور اکرم رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن زور سے پکڑ لیا، اور اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ اور فرمایا:

> اللهم هذا عمر بن الخطاب اللهم أعز الدين بعمر بن الخطاب۔ (طبقات ابن سعد ریاض:۲۷۶)
>
> [اے اللہ یہ عمر بن خطاب ہے (جو یہاں آ گیا ہے) اے اللہ اس کے ذریعہ سے دین کو عزت نصیب فرما۔]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے عمر! گمراہی وفساد سے باز آجاؤ تاکہ ولید بن مغیرہ کی رسوائیوں

کی طرح اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل وخوار نہ کرے۔" (تاریخ الخلفاء:۱۱۴)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا پتہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں کس طرح خدا سے طلب کیا ہے اور ان کے قبول اسلام کیلئے آپ ﷺ نے کس خشوع سے رب کریم کے آگے ہاتھ پھیلائے ہیں۔ ادھر قبولیت دعا کا وقت سامنے ہے ادھر نبوت کا دست مبارک عمر کا دامن پکڑے ہوئے ہے۔ نبوت کی نگاہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر مرکوز ہیں۔

قبول اسلام

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت احترام کے لہجہ میں عرض کیا! ایمان لانے کے لئے آیا ہوں اور کہا "أشهد ان لا الـه الا الله وأشهد أنک رسول الله" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (ریاض:۲۷۸)

جناب ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم لکھتے ہیں:

عمر داخل ہوئے اندر تو اٹھے حضرت والا
ہوا ضوریز سر شاخ طوبیٰ پر قد والا
کہا چادر کا دامن کھینچ کر کیوں اے عمر کیا ہے
چلا تھا آج کس نیت سے کس نیت سے آیا ہے
عمر کے جسم پر اک کپکپی سی ہو گئی طاری
وہیں سر جھک گیا آنکھوں سے آنسو ہو گئے جاری
ادب سے عرض کیا حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خدا پر اور رسول پاک پر ایمان لانے کو

نعرۂ تکبیر

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے کلمۂ اسلام سنا تو آپ نے 'اللہ اکبر' کہہ کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی عظمت کا نعرہ لگایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر وہاں موجود آپ کے تمام خدام نے بھی اس زور سے خدا کی تکبیر کا نعرہ لگایا کہ آس پاس کی تمام پہاڑیاں 'اللہ اکبر' کے نعرہ سے گونج اٹھیں۔ ؎

یہ کہنا تھا کہ ہر جانب صدائے مرحبا گونجی
فضاء میں نعرۂ 'اللہ اکبر' کی صدا گونجی

فکبر رسول اللہ تکبیرة عرف أهل البيت من اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و سلم ان عمر قد اسلم۔ (رياض:٢٧٩)

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بلند آواز سے) 'اللہ اکبر' کہا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کے گھر والوں نے پہچان لیا کہ بے شک عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسلام قبول کرلیا۔]

فكبر المسلمون تكبيرة حتى سمعت من مكة۔ (رياض النضرة:١/٢٧٨، كنز العمال:١٢/٥٤٩)

[پس مسلمانوں نے "اللہ اکبر" کا نعرہ لگایا، یہاں تک کہ اس کی آواز مکہ سے باہر سنی گئی۔]

علامہ ابن جوزیؒ (۵۹۷ھ) حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کرتے ہیں:

فکبر اھل الدار تکبیرۃ سمعھا اھل المسجد۔
(ریاض :٢٧٢، صفوة الصفوة:١٠٣/١)
[گھر والوں نے (بلند آواز سے)'اللہ اکبر' کہا، جس کو مسجد والوں نے سنا۔]

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ پڑھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور صحابہ نے انتہائی خوشی اور بشاشت میں اتنے زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ قریش کی محفلوں تک اس کی آواز سنائی دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف پالیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر تین بار ہاتھ مارا، اور یہ دعا فرمائی: کہ "اے اللہ! عمرؓ کے سینہ سے کینہ اور ہر قسم کی روحانی کدورت کو نکال کر باہر فرما۔ اور اس کی جگہ ایمان کی نعمت اتار دے۔"
(مستدرك حاکم: ٩١)

آسمانوں میں مسرت کا سماں

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام سے صرف اہل زمین ہی خوش نہ تھے اہل آسمان بھی اس خوشی میں برابر کے شریک تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

لما أسلم عمر اتانی جبرئیل فقال یامحمد قد استبشر اھل السماء باسلام عمر۔
(مستدرك حاکم ٩١/٣، طبقات: ٢٠٤/٤)

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام

میرے پاس آئے اور کہا کہ حضور! آسمان والے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے سے خوش ہوئے ہیں۔

شیعہ علماء نے بھی تسلیم کیا ہے کہ:

جن کے ایمان لانے کی خوشی میں فلک نیلی فام رقص میں آیا۔

(غزوات حیدری:۴۳)

مسلمانوں میں خوشی کی لہر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے پر صف اسلام میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی، اسلام کو نئی شان اور عزت ملی اور مسلمانوں کو ایک ولولہ اور حوصلہ ملا۔

حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے بعد اسلام کھل کر سامنے آیا اور انہوں نے لوگوں کو کھلے عام اسلام کی دعوت دی ان ہی کی وجہ سے ہم خانہ کعبہ میں حلقہ باندھ کر بیٹھے اور ان ہی کی وجہ سے ہم خانہ کعبہ کا طواف کرنے، ظالموں کا مقابلہ کرنے، اور ان کو دو بدو جواب دینے کے قابل ہوئے۔ (ریاض:۲۸۴، تاریخ الخلفاء:۱۱۸)

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مازلنا أعزة منذ أسلم عمر۔ (بخاری:۱/۵۴۵)

[جب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ہم برابر عزت کے ساتھ رہے۔]

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مسلمانوں میں اتنی طاقت نہ تھی کہ خانہ کعبہ میں نماز اداء کرسکیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر مسلمانوں کو یہ موقع ملا اور پھر اس کے بعد مشرکوں نے مسلمانوں کا تعاقب کرنا چھوڑ دیا۔ (تاریخ الخلفاء:۱۱۸)

نیز آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا ہمارے لئے ایک بہت بڑی فتح تھی۔''

''كان اسلام عمر فتحا''. (اسد الغابہ:۴/۱۴۴، ریاض:۲۸۴)

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے سب مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی تھی۔

لقد فرح اهل الاسلام باسلام عمر۔ (كنز العمال:۱۲/۵۹۸)

[بے شک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے اہل اسلام بہت خوش ہوئے۔]

عبدالملک ابن ہشامؒ لکھتے ہیں:

''امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جب اس جگہ سے ادھر ادھر نکلے تو اب اپنے آپ کو غالب ومضبوط محسوس کرنے لگے اس لئے کہ اب حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مسلمانوں کی صف میں آچکے تھے''۔

اور وہ یہ بات سمجھ گئے تھے کہ اب یہ دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے اور مسلمان ان کی وجہ سے دشمنوں کا مقابلہ کرسکیں گے۔

(سیرت النبی لابن ہشام:۱/۳۸۰)

اللہ کے گھر میں اللہ کی کبریائی کا کھلا اعلان

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمنا تھی کہ آپ اپنی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ میں عبادت کریں اور اللہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں اللہ کی بڑائی اور اس کا نام بآواز بلند لیں مگر کفار اس میں سخت مانع ہوتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے میں بھی انہیں حیا نہ آتی تھی آپ مجبور حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے اور اسلام کی دعوت دیتے رہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول فرمالیا تو اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش کو عملی صورت ملی اور اب چھپ چھپ کر نہیں کھل کر خدا کی وحدانیت اور اس کی عظمت و کبریائی کا پیغام گونجنے لگا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

والذی بعثك بالحق لأعلننه كما أعلنت الشرك ۔

(المصنف لابن ابی شیبه:۱۴/۱۹، حلیة:۱/۷۵)

[اس ذات کی قسم جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا میں توحید کا اعلان اسی شدت سے کروں گا جس شدت سے میں شرک کا پرچار کرتا رہا۔]

چنانچہ آپؓ حق کی حمایت میں پھر اس طرح نکلے کہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلمان ہر طرف چھا گئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”مازلنا أعزة منذ اسلم عمر ﴿وفی روایة﴾ واللہ ما

استطعنا أن نصلی عند الکعبة ظاهرین حتی أسلم عمر۔"
(مستدرك حاكم: ۳/۹۰)

ہم لوگوں کی عزت (اس وقت) بڑھی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے بخدا ہم خانۂ کعبہ میں عبادت نہ کر سکتے تھے ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد ہم کھل کر خانۂ کعبہ میں خدا کی عبادت کرنے لگے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان اللہ کی عبادت علانیہ نہ کر سکتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے تو مسلمانوں کو اس تنگی سے نجات ملی اب وہ علانیہ حرم شریف میں اللہ کی عبادت کرنے لگے"۔

جناب ملا معین الدین الکاشفی (۹۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لات وعزیٰ کو کھلّم کھلا پوجا جاتا ہے اور ہم خدا کی عبادت چھپ کر کریں بخدا ہم بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت علانیہ کریں گے، اندر باہر ہر جگہ عبادت کریں گے، سرداران قریش داراسماعیل میں جمع تھے ایک روایت میں ہے کہ وہ حجرہ میں تھے دور سے جب ان کی نظر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے تمام دوستوں کے ساتھ اکٹھا دیکھا پہلے انہوں نے سمجھا کہ شاید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں کو قتل کرنے کیلئے لا رہا ہے اچانک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے کہا:"من عرفنی

فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا عمر بن الخطاب" جو شخص مجھے جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو مجھے نہیں جانتا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ میں عمر بن خطاب ہوں اے معاشر قریش اسلام قبول کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں جلدی کرو، قوم اس واقعہ سے سخت حیران ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کیلئے گیا تھا اور اس نے تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی کی رسی اپنے گلے میں ڈال لی"۔ (معارج النبوت: ۲/۳۰۳)

شمشیر بکف عمر بر قتل رسول آید
در دام خدا افتد و زبخت ظفر یابد

[ہاتھ میں تلوار لے کر عمر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کیلئے آتے ہیں اور خدا کے جال میں پھنس جاتے ہیں، اور قسمت سے کامیاب ہو جاتے ہیں۔]

اعلان اسلام

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے پر آسمان و زمین کے سب مکین خوش ہوئے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور اس کی توحید کے نغمے گونجنے لگے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صف اسلام میں آنے سے اسلام کو ضرور عزت وشوکت ملے گی اور اب اللہ کے دین کی نشر واشاعت کھلے طور پر کی جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اس بات کی خواہش رکھتے تھے کہ ان کا اسلام خفیہ نہ رہے بلکہ مکہ مکرمہ کے عوام وخواص جان لیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی قبول کرلی ہے اب جو بگڑنا چاہے بگڑے اور جو مقابلہ کرنا چاہے تو سامنے آجائے۔

آپ خود فرماتے ہیں کہ:

''میں اسلام قبول کرنے کے بعد (اپنے قریبی رشتہ دار) ابوجہل کے گھر گیا تاکہ ان کو اپنے اسلام کی خبر دوں جب دروازے پر دستک دی تو پوچھا کہ کون؟ میں نے کہا عمر ہوں اور میں نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ دیا ہے جس پر اس نے کہا کہ ایسا نہ کرنا''۔ (ابن ہشام: ۱/۳۵۱)

اور پھر اس نے دروازہ میرے منہ پر دے مارا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور اس چیز کو جو تو لایا ہے برباد کرے۔ "فضرب الباب فی وجھی وقال قبحك الله ما جئت به"۔ (ریاض: ۲۸۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی یعنی لوگوں میں اس کا چرچا کس طرح ہو سو پھر میں ایک بڑے قریشی شخص کے پاس گیا اور اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر وہی بات کہی جو ابوجہل کو کہہ چکا تھا اس نے بھی ابوجہل جیسا جواب دے کر دروازہ بند کرلیا میں نے کہا کہ اس سے بھی میرا مقصد حاصل نہ ہوا میں نے کہا کیا بات ہے کہ تم لوگ دوسرے مسلمانوں کو اسلام قبول کرنے پر ایذائیں دیتے ہو اور میری طرف ہاتھ بھی نہیں اٹھاتے میری اس خواہش اور کوشش کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ جاؤ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان میں ایک ایسا شخص ہے جو تمہاری بات کو خوب پھیلا دیگا، چنانچہ میں نے اس آدمی کا نشان لیا اور اس کے پاس پہنچ گیا اور اسے اپنے اسلام کی خبر دی اس نے کہا بتاؤ تم مسلمان ہوگئے، میں نے کہا ہاں اس پر اس نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے

آبائی مذہب ترک کر دیا ہے۔

''صبا عمر'' عمر بے دین ہو گیا ہے۔(صحیح بخاری:۱/۵۴۵)

جبکہ میں اس کے پیچھے یہ آواز لگاتا کہ اے لوگو اس نے جھوٹ کہا میں بے دین نہیں ہوا بلکہ میں نے تو اسلام قبول کیا ہے اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں یہ سنتے ہی ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا پھر انہوں نے مجھے مارا میں نے بھی انہیں مارا اور اچھی خاصی لڑائی اور مار کٹائی شروع ہوگئی، غرضیکہ کہ اسلام کی سربلندی تک ہم ایک دوسرے کو مارتے پیٹتے رہے۔(تاریخ الخلفاء:۱۱۶، ابن ہشام:۱/۳۸۲)

یہاں تک کہ آفتاب سروں پر آ گیا سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھک کر بیٹھ گئے اور قریش آپ کے سر پر کھڑے رہے آپ نے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ہم تین سو کی تعداد میں ہوتے تو پھر مکہ میں یا تم رہتے یا ہم ہی رہتے۔

(سیرت ابن ہشام:۱/۳۵۰، البدایہ:۳/۸۲)

علامہ محمد مخدوم ہاشمیؒ (۱۱۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد بازار میں نکل آئے تلوار ہاتھ میں تھی کلمہ توحید کی گونج مکہ کے در و دیوار سے ٹکرا رہی تھی اور آپ کفار ناہنجار کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے کہ تم میں سے آج جس نے بھی اپنی جگہ سے حرکت کی تو میری تلوار اس کا سارا کبر وغرور خاک میں ملا کر رکھ دے گی''۔(بذل القوۃ:۳۴)

سو جب مشرکوں کو پتہ چلا کہ ان کی جماعت کا ایک قابل فخر رکن اور دلیر نوجوان حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ سلم کی غلامی کا طوق

اپنے گلے میں ڈال چکا ہے تو انہیں اس سے سخت دھچکہ لگا انہیں امید تھی کہ کسی نہ کسی دن عمر (رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے اسلام کو شکست سے ضرور دوچار کر دیں گے مگر ان کی ساری امیدوں پر اب پانی پھر چکا تھا مشرکین مکہ اس وقت کس حال سے دوچار تھے اسے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی سنئے۔

قریش کے لوگوں نے مجھے اور حمزہ کو دیکھا تو ان پر ایسی مصیبت ٹوٹ پڑی کہ ایسی مصیبت اور ایسا غم ان پر کبھی بھی نہ ٹوٹا تھا۔ (حالات ومقالات صحابہ:۲۱۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں:

لما أسلم عمر قال المشركون اليوم انتصف القوم منا۔ (مستدرك: ۳/۹۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اس وقت مشرکوں نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہماری قوم کو آدھا کر دیا ہے۔

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ مشرکین نے اس ارادے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکان پر ہلہ بول دیا تھا کہ انہیں جان سے مار ڈالیں گے۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۴۵)

یا پھر وہ لوگ کم از کم آپ کو خوف وہراس میں مبتلا کرنا چاہتے تھے تاکہ آپ اپنی جان بچانے کے لئے دوبارہ پرانے مذہب پر لوٹ آئیں۔

لقب فاروق

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام نے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان ایک کھلا فرق پیدا کر دیا تھا یہ آپ تھے جن کی وجہ سے اسلام کو بلندی نصیب

ہوئی اور باطل برسر عام سرنگوں ہوا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس منظر سے بہت خوش تھے اور آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس موقع پر فاروق کا لقب عطا فرمایا اور بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق و باطل کے درمیان خط امتیاز قائم کر دکھایا ہے اور اب حق و باطل کے معرکہ میں حق کی پہچان عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں یہ جس طرف ہیں وہ حق ہے اور جس سے یہ علیحدہ ہیں اور جو ان سے علیحدہ ہے وہ سب باطل پر ہیں اللہ نے ان کی زبان اور ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے آپ حق کا عنوان بن چکے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ جب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کر چکا تو میں نے آپ سے عرض کیا: حضور! کیا ہم حق پر نہیں ہیں خواہ زندہ رہیں یا مریں آپ نے کہا یقیناً حق پر ہیں خواہ زندہ رہو یا موت سے دوچار ہو جاؤ میں نے عرض کیا: اب پھر ہم خاموش کیوں رہیں، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر گھر سے اس شان سے باہر نکلے کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے آگے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ کا گھیراؤ کیا ہوا ہے۔ (ریاض) قریش نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ بہت پریشان ہوئے اور ان کو یہ منظر دیکھ کر ایسی چوٹ لگی کہ اس سے پہلے انہوں نے کبھی ایسی چوٹ نہ کھائی تھی ان میں ہمت نہ تھی کہ اب وہ مسلمانوں کا راستہ روک سکیں اس دن امام الانبیاء سید المرسلین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا۔ کیونکہ کفر اور حق و باطل میں نمایاں فرق اسی دن قائم کیا گیا۔

فسمانی رسول اللّٰہ یومئذ الفاروق فرق اللّٰہ بی بین الحق والباطل۔ (صفوة، ریاض: ۲۷۲، تاریخ الخلفاء: ۱۷۷)

[پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دن میرا نام

فاروق رکھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کردیا۔]

حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل وزبان پر حق رکھ دیا ہے اور یہ فاروق ہے۔

ان اللّٰہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه هو الفاروق فرق اللّٰہ به بین الحق والباطل۔

(طبقات:۳/۲۰۵، تھذیب الاسماء للنووی:۲/٤)

[بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان اور اس کے دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔ اور وہ فاروق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق و باطل کے درمیان فرق کردیا۔]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب کس نے دیا تھا آپ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ لقب دیا تھا۔ (تاریخ الخلفاء:۱۱۸)

چوں عمر شیدائے آن معشوق شد
حق و باطل را چوں دل فاروق شد
زاں نشد فاروق را زہرے گزند
کہ بداں تریاق فاروقیش قند

[جب عمر اس معشوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شیدا ہوگئے، حق و باطل کے لئے جب دل فاروق ہوگیا۔ اس وجہ سے فاروق کو زہر سے نقصان نہیں پہنچا کہ اس کے تریاق سے فاروق نے اس کو قند بنالیا۔]

فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس وقت بھی فاروق کہا جب ایک یہودی اور منافق کے درمیان تنازعہ ہوا تھا جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا منافق اس فیصلہ سے مطمئن نہ ہوا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اس یہودی کو لے آیا اور آپ سے فیصلہ مانگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا فیصلہ دے چکے ہیں اور منافق اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتا تو آپ اندر گئے اور تلوار لا کر اس منافق کی گردن اتار دی اور کہا کہ یہ فیصلہ ہے اس کے حق میں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا، حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ عمر نے حق و باطل کے درمیان ایک واضح لکیر کھینچ دی ہے، چنانچہ اس دن بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کہا گیا۔

هكذا أقضى بين من لم يرض بقضاء النبى صلى الله عليه وسلم فنزل جبرئيل فقال ان عمر فرق بين الحق والباطل فسمى الفاروق۔ (رياض:۲۷۳)

نزال بن سرۃ ہلالی کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے آئے آپ اس دن بہت خوش تھے ہم نے آپ سے کہا کہ آپ ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ باتیں بتائیں آپ نے فرمایا کہ وہ ایک ایسی بزرگ شخصیت تھی جن کا نام اللہ نے فاروق رکھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اے اللہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے ذریعہ اسلام کو عزت اور غلبہ عطا فرما۔

ذاك امرء سماه الله الفاروق فرق بين الحق

والباطل۔ (ریاض:۲۷۳)

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اللھم أعز الاسلام بعمر۔ (ریاض النضرۃ:١/٢٦٤)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں آگئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کیا یہ آپ کے بھائی عمر نہیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اے جبرئیل! کیا آسمانوں میں اس کا کوئی نام ہے جبرئیل (علیہ السلام) نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آسمانوں میں فاروق کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔

والذی بعثك بالحق ان اسمه فی السماء اشهر من اسمه فی الارض اسمه فی السماء فاروق وفی الارض عمر۔ (ریاض:۲۷۳)

[اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ان کا نام آسمان میں ان کے زمین کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ان کا نام آسمان میں فاروق اور زمین میں عمر ہے۔]

ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھا اس میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق کے لقب سے یاد فرمایا اس کا ذکر شیعہ کتابوں میں موجود ہے۔

(شرح نہج البلاغۃ للجرانی:۲/۳۶۲، ناسخ التواریخ از مرزا تقی کاشانی:۱۶۱)

اسلام کی خاطر مشقتیں برداشت کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر ان تمام تکلیفوں اور اذیتوں کو برداشت کیا جس سے دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دوچار رہے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی قوت وشجاعت کی بدولت مشرکین کا برابر مقابلہ کرتے تھے آپ دعوت اسلام کے لئے جب بھی کھڑے ہوتے تو کفار ومشرکین ایک گروہ کی صورت میں آپ پر حملہ آور ہوتے اور وہیں مقابلہ کا ایک میدان لگ جاتا تھا کبھی ان کا پلہ بھاری ہوتا اور کبھی آپ تنہا ہونے کے باوجود ان پر غالب آجاتے کبھی یہ لوگ آپ کے گھر پر چڑھائی کردیتے اور خوف وہراس پیدا کر کے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے، ابوجہل رشتہ دار ہونے کے باوجود آپ کی مخالفت میں پیش پیش تھا آپ کے مسلمان ہونے پر مشرکین نے آپ کے گھر کا گھیراؤ کیا اور وہاں خوب ہنگامہ بھی برپا کیا تھا عاص بن وائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کے اسلام کے بارے میں گفتگو کی پھر جب وہ گھر سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ مشرکین ایک بڑی تعداد لے کر آپ پر چڑھائی کرنے آئے ہیں۔

"قد سال بهم الوادی"۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۴۵)

میدان بھرا پڑا تھا انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے تم یہاں کیوں جمع ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خبر لینا چاہتے ہیں جو بے دین ہو چکا ہے **"نرید هذا ابن الخطاب الذی صبا"**۔ (ایضا)

آپؓ نے جب مشرکین کے سامنے کھل کر اپنے اسلام کا اظہار واعلان کیا تو مشرکین سخت برہم ہو گئے اور آپ پر چڑھ دوڑے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں

عاص بن وائل نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا مگر آپ نے ان کی پناہ قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں تو کافروں کے ظلم سے محفوظ رہوں اور دوسرے مسلمان ان کے ظلم وستم کا شکار ہوتے رہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین کے مقابلہ پر ڈٹ گئے یہاں تک کہ مسلمان خانۂ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نماز اداء کرنے لگے۔(طبقات ابن سعد)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں:

فما زلت أضرب ویضربوني حتی أعز الله بنا الاسلام۔ (ریاض:۲۸۱)

میں انہیں پیٹتا رہا وہ مجھے مارتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے ذریعہ سے اسلام کو عزت نصیب فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے بعد حرم شریف گئے اور وہاں طواف کیا بعدازاں آپ قریش کے پاس گئے ابوجہل بھی وہیں تھا آپ نے ان سب کے سامنے کلمۂ اسلام پڑھا تو مشرکین آپؓ پر ٹوٹ پڑے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہیں عتبہ بن ربیعہ کو اپنے نشانہ پر لے لیا اور اس پر چڑھ گئے اور مارنے لگے آپؓ نے اپنی انگلیاں اس کی آنکھوں میں گاڑ دیں وہ چلانے لگا تو مشرکوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑا بجائے اس کے کہ آپؓ وہاں سے نکل جاتے آپؓ وہیں کھڑے رہے۔ جب کوئی آپؓ پر حملہ کرتا آپ رضی اللہ عنہ ان کے کسی بڑے کو قابو کر لیتے اس طرح یہ معرکہ لگا رہا، بعدازاں آپؓ مشرکوں کی دوسری مجلسوں اور محفلوں میں بھی گئے اور اپنے ایمان کا اعلان واظہار کیا اور پھر ہر روز کہیں نہ کہیں اس قسم کے معرکے لگتے رہے اور اسلام کی آواز پھر دور

دور تک سنائی دینے لگی۔

مسلمانوں اور ان کے حامیوں کا بائیکاٹ

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے مشرکین کے تمام ارادوں پر پانی پھر گیا تھا ادھر قریش کا وفد حبشہ سے ناکام ہو کر لوٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قریش کی تمام پیشکش ٹھکرا دیں، اب انہوں نے منصوبہ بنایا کہ قبائل قریش مل کر بنو ہاشم اور ان کے حامیوں کے خلاف کھڑے ہوں اور ان سے بائیکاٹ کریں تاکہ وہ سوسائٹی میں کسی عزت و احترام کے ساتھ نہ رہ پائیں، چنانچہ قریش نے مختلف قبائل کے ساتھ مل کر یہ تحریری معاہدہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم اور ان کے حامیوں سے تمام تعلقات یک دم ختم کر دئے جائیں کہ اب آج کے بعد کوئی شخص ان کو رشتہ دے گا اور نہ ان سے کوئی رشتہ لے گا یہاں تک کہ یہ لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے نہ کر دیں۔

عبدالملک ابن ہشام لکھتے ہیں:

> **”جب قریش نے دیکھا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے ملک میں جا بسے جہاں انہیں امن وسکون حاصل ہو چکا ہے عمر (رضی اللہ عنہ) نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے وہ اور حمزہ (رضی اللہ عنہ) حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہو چکے ہیں اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ ایک جگہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا“۔(ابن ہشام: ۱/۳۸۴)**

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام

لانے پر قریش کس درجہ طیش میں تھے خواجہ ابو طالب نے مختلف مصلحتوں اور حکمتوں کے پیش نظر خود فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ شعب میں پناہ لے لیں، چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ بنو ہاشم کے ان لوگوں نے بھی شعب ابی طالب میں پناہ لے لی جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے مسلمانوں نے یہاں تین سال انتہائی کسمپرسی کے حال میں گذارے یہاں تک کہ انکے بچوں کے بھوک کی وجہ سے رونے کی آوازیں باہر تک سنی جاتی تھیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہ تین سال مسلمانوں کے ساتھ اسی سختی میں گذارے تھے۔

اسلام کیلئے مالی قربانیاں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ونصرت میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے جب بھی مسلمانوں کو کوئی ضرورت پڑی تو آپؓ اسے پورا کرنے میں کبھی پیچھے نہ رہتے آپؓ کے پاس جو کچھ ہوتا آپ اس میں سے مسلمانوں پر صرف کرنا نیکی جانتے تھے آپ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ کوشش رہی کہ اس باب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کبھی سبقت کر جائیں مگر ایسا نہ ہو پایا آپؓ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمیشہ آگے ہی پایا تھا، آپؓ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ان دنوں میرے پاس مال زیادہ تھا میں نے سوچا کہ آج میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جاؤں گا، چنانچہ میں اپنے مال میں سے آدھا لے کر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے، اور آپؐ کو پیش کر دیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ گھر میں بال بچوں کیلئے بھی کچھ چھوڑ آیا نہیں؟ میں نے کہا کہ حضور! گھر میں آدھا چھوڑ آیا

ہوں، میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنا سامان لے کر آ گئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ گھر میں کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ گھر میں اللہ اور رسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں۔ (یعنی کچھ بھی نہیں) (جامع ترمذی: ۲/۲۰۷)

آپ نے خیبر کی زمین بھی اللہ کے لئے وقف کر دی تھی اور یہ پہلا وقف تھا جو اسلام کیلئے عمل میں آیا تھا۔ (دیکھئے صحیح مسلم)

اس سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد کیلئے جب بھی کوئی آواز لگی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر ہمیشہ لبیک کہی ہے وہیں یہ بھی پتہ چلا کہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ونصرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ سب سے آگے رہے ہیں۔ ع

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہجرت مدینہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بذریعہ خواب ہجرت کا اشارہ کر دیا گیا تھا اور ہجرت کی جگہ بھی بتا دی گئی تھی تاہم یہ اطلاع اجمالی تھی بعد میں وحی الٰہی کے ذریعہ بتا دیا گیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام ہجرت مدینہ منورہ ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم فرما دیا۔ (زرقانی: ۱/۳۱۸)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب سے ہجرت کا حکم اور اجازت مل جانے پر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خفیہ طور پر ہجرت کرتے رہے جس کو

جب اور جہاں موقع مل گیا اس نے مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ دیا کیونکہ ہجرت آسان نہ تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو پتہ چلتا کہ کوئی ہجرت کر رہا ہے تو وہ اس کا راستہ روکنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے اور جس پر بس چلتا انہیں اپنے ظلم وستم کا نشانہ بناتے تھے اس لئے عام طور پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے نکل پڑتے تا کہ مشرکین کو پتہ نہ چل سکے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خفیہ طور پر ہجرت کرنے کے حق میں نہ تھے آپؓ چاہتے تھے کہ جس طرح آپ کا قبول اسلام میں کھل کر مشرکین کے آگے آئے اسی طرح آپ ہجرت بھی علانیہ کریں اگر مشرکین میں سے کسی کی جرات ہے تو وہ ان کا راستہ روک کر دکھائے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ما علمت أن احدا من المهاجرين هاجر الا مختفيا الا عمر بن الخطاب فانه لما هاجر تقلد سيفه۔ (اسد الغابه: ٤/١٤٤، رياض: ٢٨٦)

جس کسی نے بھی ہجرت کی چھپ کر کی سوائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی اور اپنی کمان کندھے پر رکھی اور ہاتھوں میں تیر لئے اور بیت اللہ کے پاس آئے قریش کے سردار صحن میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اطمینان اور پروقار طریقے پر خانہ کعبہ کا طواف کیا "**فطاف بالبيت سبعا متمكنا**" مقام ابراہیم کے پاس نفل پڑھے اور وہاں بیٹھے ایک ایک مشرک کے پاس جا کر کہا کہ تمہارے چہرے ذلیل ورسوا ہوں جس کا ارادہ ہو کہ اس کی ماں اسے برباد کردے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے تو وہ

مجھ سے فلاں وادی میں ملے میں وہاں اس کا انتظار کروں گا، امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ فرما کر باہر نکلے وہاں بیٹھے ہوئے سرداران قریش میں سے کسی میں اتنی ہمت نہ ہوئی وہ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس چیلنج کو قبول کرتے اور آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر جانے کا اپنے اندر حوصلہ پاتے۔

(ریاض:۲۸۶/۱، تہذیب الاسماء واللغات:۲/۶)

اس وقت آپ کے ہمراہ جن لوگوں نے ہجرت کا شرف حاصل کیا ان میں آپ کے بڑے بھائی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بیٹے اور ستر ہ کے قریب دوسرے حضرات تھے یہ سب لوگ مراد رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی معیت میں مدینہ منورہ پہنچے۔

مدینہ منورہ میں حاضری

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو قباء میں حضرت رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان آپ کی قیام گاہ بنا، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مہاجرین کے رہنے کا انتظام فرمایا اور آپ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان دینی مواخات کا ایک ایسا رشتہ قائم فرمایا جو تمام دوسرے رشتوں پر غالب آ گیا، چنانچہ جس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلامی بھائی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی وہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ تھے جو قبیلہ بنو سالم کے سردار بھی تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قیام قباء میں ہی رہا تاہم ان دونوں دینی

بھائیوں نے آپس میں یہ طے کرلیا تھا کہ ہر دوسرے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دن بھر حاضر رہیں گے اور جس دن حضرت عتبان رضی اللہ عنہ جائیں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کے ارشادات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آکر بتا دیں، چنانچہ جس روز حضرت عتبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت نبوی میں حاضر رہتے اس دن کے واقعات وارشادات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتا دیتے اور جس دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضری کا شرف پاتے آپ اپنے بھائی حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کو اس دن کی کارگزاری سنا دیا کرتے تھے۔

اذان کی ابتداء

مدینہ منورہ میں نمازوں کے اہتمام واجتماع کے سلسلے میں ابھی تک کوئی طریقہ کار متعین نہ تھا آپ نے ارادہ فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے مقرر کردئے جائیں جو نماز کے وقت لوگوں کو گھروں سے بلا لائیں، لیکن چونکہ اس میں زحمت تھی اس لئے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا اور لوگوں نے اس پر اپنی مختلف رائیں دیں کسی نے بوق وناقوس کے لئے کہا کسی نے ہر نماز کے وقت ایک جھنڈا بلند کرنے کا مشورہ دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اس مقصد کے لئے ایک آدمی مقرر کر دیا جائے جو نماز کے لئے پکارے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

﴿أو لا تبعثون رجلا ينادى بالصلوٰة﴾

[کہ ایک آدمی بھیجا جائے جو پکار کر نماز کا اعلان کرے۔]

چنانچہ آپ کو یہ رائے پسند آئی اور آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اٹھو اور الصلوٰۃ الصلوٰۃ کا اعلان کردو۔ (صحیح بخاری: ۱/۸۵)

جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں:

''یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اذان نماز کا دیباچہ اور اسلام کا بڑا شعار ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے اس سے زیادہ کیا فخر کی بات ہوسکتی ہے کہ یہ شعار اعظم ان ہی کی رائے کے موافق قائم ہوا''۔(الفاروق:۴۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں ایک خواب بھی دیکھا تھا اور انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواب سنایا بھی تھا۔

عرب کے معروف فاضل جناب محمد حسین ہیکل لکھتے ہیں:

''اس دن سے نماز کے لئے اذان دی جانے لگی اور مدینہ کی فضائیں دن میں پانچ مرتبہ تقدیس ورحمت کی خوشبوؤں سے معطر ہونے لگیں یہ گویا قاطع دلیل تھی اس بات کی کہ مسلمانوں کا بول بالا ہو گیا ہے اور نماز کے لئے اذان کا دیا جانا دراصل مسلمانوں کو اس نظام کی طرف بلایا جانا تھا جو ان کی ایمانی قوتوں کو اور نکھارتا تھا، لیکن اس سے پہلے کہ اذان کے لئے وحی نازل ہو اس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں القاء کیا جانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ دین حق اس مرد توانا کی رگ رگ اور ریشے ریشے میں پیوست ہو چکا تھا اور اس نظام کے سوا جو اسلام کی سربلندی اور اضافے کا سبب تھا کسی اور چیز کے متعلق کچھ سوچتا ہی نہ تھا''۔(ترجمہ عمر فاروق:۷۷)

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اذان کی اہمیت دیکھئے آپ فرماتے ہیں کہ: اذان صاحب فضیلت لوگ دیا کریں ایک مرتبہ آپ نے کسی سے پوچھا کہ

تمہارے مؤذن کون ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے غلام اور موالی ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہی وجہ ہے کہ تم میں بہت سی (دینی) کمزوریاں آ گئی ہیں۔

(المصنف لابن ابی شیبہ: ۱/۳۵)

جب امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کی فضیلت سنی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمنا ہوئی کہ خود آپ اذان دیا کریں، مگر خلافت کے کام کاج کی مصروفیات کی بناء پر آپ ایسا نہ کر پاتے تھے، ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر خلافت کے کاموں کے ساتھ اذان دینے کا موقع ملتا تو میں ضرور اذان بھی دیا کرتا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے اذان دیتے رہنے سے کہیں یہ عمل سنت نہ بن جائے تو میں اذان کبھی ترک نہ کرتا۔ (المنصف لابن ابی شیبہ: ۱/۳۵)

مرد جسور وغیور ضیغم ملت عمرؓ
پیکر رعب وجلال مؤمن باطل شکن
قیصر وکسریٰ کے تاج اس کے قدم پر جھکے
روم وعجم میں ہوا لشکر دین خیمہ زن

.\Farooq-e-Aazam\.
01.tif not found.

دوسرا باب

غزوات میں شرکت

غزوات میں شرکت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مسلمانوں کی حفاظت و صیانت کے سلسلے میں جن جن معارک سے گزرنا پڑا ان سب معرکوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح برابر شریک رہے جب اور جہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے جاتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کو جس قسم کی ضرورت اور خدمت کا موقع ہوتا آپ اپنے آپ کو پیش کرتے رہے آپ نے اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے جان و مال کی قربانی دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔

غزوۂ بدر ۲ھ

غزوۂ بدر کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ۳۱۳ر قدسی صفات کے حامل انسانوں کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکلے تھے جن میں ۸۳ر مہاجرین اور باقی انصار تھے اللہ تعالیٰ نے اس معرکہ میں مسلمانوں کو تاریخی فتح عطا فرمائی اور اس کا ذکر اپنے پاک کلام میں فرمایا کفار و مشرکین پوری طاقت قوت رکھنے کے باوجود

ذلت ناک شکست سے دو چار ہوئے اس غزوہ میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور دیگر رؤسائے مکہ واصل جہنم ہوئے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس معرکہ میں کس طرح کا کردار ادا کیا ہے؟ اسے دیکھئے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''غزوہ بدر میں عمدہ فضیلتیں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں بہت سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے عزیز کو قتل کیا قتل کرنے میں قرابت کی محبت آپ کے لئے کہیں مانع نہ ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عباس (رضی اللہ عنہ) کو نہ ماریں مگر بعض حضرات اس کیلئے تیار نہ تھے قریب تھا کہ اختلاف بڑھ جاتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ اے ابوحفص! کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائے گی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کلمہ سے جوش میں آ گئے اور مقصود حاصل ہوگیا، اسیران بدر کے متعلق حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے مراد حق کے موافق واقع ہوئی''۔(ازالۃ الخفاء:۲/۱۶۲)

جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگرچہ اس معرکہ میں رائے وتدبیر جان بازی وپامردگی کے لحاظ سے ہر موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دست وبازو رہے لیکن ان کی شرکت کی مخصوص خصوصیات یہ ہیں''۔

(۱)......قریش کے تمام قبائل اس معرکہ میں آئے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو عدی میں سے ایک شخص بھی کافروں کی طرف سے شریک جنگ نہیں ہوا۔(طبری:۱۳۷)

اور یہ امر جہاں تک قیاس کیا جا سکتا ہے صرف سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رعب وداب کا اثر تھا۔

(۲)......حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کی صف میں ان کے قبیلے اور خلفاء کے ۱۲/آدمی شریک جنگ تھے جن کے نام یہ ہیں: زید بن عبداللہ بن سراقہ، عمرو بن سراقہ، واقدی بن عبداللہ، خولی بن ابی خولی، عامر بن ربیعہ، عامر بن بکیر، خالد بن بکیر، ایاس بن بکیر، عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۳)......سب سے پہلے جو شخص اس معرکہ میں شہید ہوا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام تھا۔(ابن ہشام:۴۹۵)

(۴)......عاص بن ہشام بن مغیرہ جو قریش کا ایک معزز سردار اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ماموں تھا، سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے یہاں مارا گیا۔

(ابن جریر:۵۰۹، سیرت ابن ہشام:۲۴۲/۱، الفاروق:۵۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان دلوں میں ایمان کی گواہی دی جو اللہ کے دین کی خاطر کسی رشتہ داری کو کبھی خاطر میں نہ لائے تھے۔ان کا کوئی عزیز اسلام کے مقابلے پر جب بھی آیا یہ مومنین ہمیشہ ان کے دشمن بن کر کھڑے ہوئے اور ان پر اللہ کے سپاہی بن کر ٹوٹے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا آباء هم أو ابنائهم أواخوانهم

أو عشيرتهم أولئك كتب فى قلوبهم الايمان وأيدهم
بروح منه ويدخلهم جنٰت تجرى من تحتها الانهر خلدين
فيها رضى الله عنهم ورضوا عنه أولئك حزب الله الا ان
حزب الله هم المفلحون۔ (پ:۲۸ المجادلة:۲۲)

ترجمه: تو نہ پائے گا کسی قوم کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر کہ دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے خواہ وہ اپنے باپ ہوں یا اپنے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے گھرانے کے ان کے دلوں میں اللہ نے لکھ دیا ہے ایمان اور ان کی مدد کی ہے اپنے غیب کے فیض سے اور داخل کرے گا ان کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ہمیشہ رہیں ان میں اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی وہ لوگ ہیں اللہ کا گروہ سنو جو اللہ کا گروہ ہے وہ مراد کو پہنچے گا۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی بزرگوں میں سے ایک تھے جن کی تعریف قرآن کریم کی اس آیت میں بیان کی گئی اور آپ قرآن کریم کی اس بشارت کے مستحق ٹھہرے اور اللہ نے ان کے لئے جنت میں داخل ہونے اور وہاں کی نعمتوں سے ابدی فیضیاب ہونے کی خوشخبری دی اور اپنی رضا کا پروانہ عطا کیا۔

جناب علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:

”یہ بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصیات میں شمار کی گئی ہے کہ اسلام کے معاملات میں قرابت اور محبت کا اثر ان پر کبھی غالب نہیں آسکتا تھا، چنانچہ یہ واقعہ اس کی پہلی مثال ہے“۔

(الفاروق:۵۳)

دشمن حق سے مسلمان کی قربت کیسی
اس کا رشتہ ہے فقط رضاء خدا عز وجل

جنگ بدر میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کھا کر قیدی بنے ان کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی رائے پیش کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کا جس انداز میں اظہار فرمایا اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کے دل میں خدا رسول اسلام اور مسلمان کی قدر و قیمت زیادہ تھی یا وہ اپنے عزیز و اقارب کی محبت میں زیادہ کھوئے ہوئے تھے آپ نے فرمایا۔

''میری رائے یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں کو میرے حوالہ کر دیں کہ وہ میرے رشتہ دار ہیں تا کہ میں ان کی گردن اڑا دوں عقیل کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کریں تا کہ وہ اس کی گردن اڑائے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد اس کے فلاں رشتہ دار کر دیں تا کہ وہ اسے مارے تا کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہمارے دلوں میں ان مشرکین کیلئے کوئی محبت نہیں ہے۔ جو لوگ مشرکین کے سردار، ان کے پیشوا اور بڑے ہیں''۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ بیان اسلامی غیرت وحمیت کا ایک بے مثال مظاہرہ ہے اور بتاتا ہے آپؓ اسلام کے مقابلہ پر آنے والے کسی عزیز کی محبت اور ان کی حمایت کے قائل نہ تھے۔

غزوۂ احد ۳ھ

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ غزوۂ اُحد کے متعلق لکھتے ہیں:

درغزوہ احد فضائل نمایاں نصیب حضرت فاروق شد بچندین جہت۔

(ازالۃ: ۳/۱۶۵)

[غزوۂ احد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو متعدد جہت سے نمایاں فضائل حاصل ہوئے ہیں۔]

☆......معرکہ احد سے جب قریش واپس جارہے تھے تو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر آواز دی کہ مسلمانوں کے گروہ میں محمد زندہ ہیں کہ نہیں؟ ﴿**أفی القوم محمد؟**﴾ سید المرسلین حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاموش رہنے کا حکم دیا اور اس کا جواب دینے سے منع کر دیا ابوسفیان نے پھر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا ﴿**أفی القوم ابن ابی قحافة؟**﴾ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جواب نہ دے پھر اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا ﴿**أفی القوم ابن الخطاب**﴾ آپ نے جواب دینے سے منع فرمایا:

جب ابوسفیان کے اس سوال پر بھی اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے خوش ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ سب مارے گئے ہیں اگر ان میں سے کوئی بھی زندہ ہوتا تو ضرور میری پکار کا جواب آتا

﴿أما هولاء فقد قتلوا فلو كانوا أحياء لأجابو﴾

اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا آپ نے پکار کر کہا اے دشمن خدا

تو غلط کہتا ہے تجھے یہ بات سن کر ضرور دکھ ہوگا کہ ہم سب زندہ ہیں۔

هذا رسول الله وهذا أبو بكر وها أناذا عمر (مسند احمد)

ابوسفیان نے پھر ایک بت کا نام لے کر کہا: ﴿اعل هبل، اے ہبل تیرے نام کی جے ﴾ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضور! میں اس کا جواب دوں؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جواب دو ﴿الله أعلى و أجل ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ہی بلند و برتر ہے۔ ابوسفیان نے پھر کہا ﴿ان لنا العزى ولا عزى لكم ﴾ ہمارے پاس تو عزیٰ بت ہے تمہارے پاس نہیں۔ آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: جواب دو ﴿الله مولانا ولا مولى لكم ﴾ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ ہے، تمہارے پاس نہیں۔ یعنی عزت تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے تعلق سے ملتی ہے، عزیٰ بت سے تعلق میں سوائے ذلت ورسوائی کے اور کچھ نہیں ملے گا۔

(سیرت ابن ہشام: ۲/۷۷، طبری سیرت المصطفیٰ: ۲/۲۲۲)

ابوسفیان کہنے لگا کہ یہ جنگ بدر کا بدلہ ہے لڑائی مثل ڈول کے ہوا کرتی ہے اور جنگ کا پانسہ پلٹتا رہتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا کہ ایسا نہیں ہے ہمارے شہید تو جنت میں اپنے خیمے لگا چکے ہیں اور تمہاری مقتولین جہنم میں گئے۔

قال لا سواء قتلانا فی الجنة وقتلاکم فی النار۔

(مسند احمد)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان احد میں کس درجہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب رہے اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ احد میں دشمنوں کے مقابلے پر

اپنی نمائندگی کا شرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا تھا۔

تنبیہ: ابوسفیان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوالات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ان کے علم میں بھی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں آپؐ کی امت کا قائد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوگا اور ان کے بعد اگر کوئی ہوگا تو وہ عمر ہوگا یہی وجہ ہے کہ ابوسفیان نے اس ترتیب سے آواز لگائی تھی۔

غزوۂ خندق (شوال ۵ ہجری)

غزوۂ خندق کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف امور کے سلسلے میں مختلف صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مامور فرمایا، اور یہ حضرات اپنی پوری جانفشانی کے ساتھ یہ ذمہ داری نبھاتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی کچھ ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں یہاں امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک خیمہ تھا جس میں آپ مقیم ہوتے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے یہ مقام مسجد عمر (رضی اللہ عنہ) کے نام سے معروف ہوا اور زائرین حرم یہاں آتے اور دوگانہ اداء کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد مرحوم کے حکم پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے یہ خیمے ایک خوبصورت مسجد کی شکل میں تبدیل ہوگئے ہیں۔

اسی غزوہ میں ایک دن کافروں نے موقع دیکھ کر مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سامنے ڈٹ گئے اور ان کا راستہ روکا اور اس طرح ان پر پلٹے کہ پھر وہ لوگ اپنی جگہ نہ ٹھہر سکے اور ان کی جماعت بکھر کر رہ گئی۔ (طبری: ۴۵۲، ازالۃ الخفاء: ۳/۱۶۷)

اسی غزوہ میں لڑائی کی شدت کی بناء پر ایک دن اتنی مہلت بھی نہ ملی کہ مسلمان نمازعصر اداء کرسکیں سورج غروب ہونے کے بعد سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول! میں نمازعصر نہ پڑھنے پایا تھا کہ سورج غروب ہوگیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی، اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جنہوں نے ہمیں یہ نمازعصر پڑھنے کی مہلت نہ دی، یہاں تک کہ سورج چھپ گیا۔(صحیح بخاری:۲/۵۹۰،صحیح مسلم:۱/۲۲۶)

اسی غزوہ کے موقع پر عرب کے ایک اور مشہور پہلوان ضرار اسدی کا امیرالمومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا تھاً اور اس نے بھاگ کر اپنی جان بچائی تھی۔(سیرت النبی:۹۱/۴۲۸)

اس سے ایک سال قبل (۴ ہجری میں) بنونضیر کا واقعہ پیش آیا تھا یہ لوگ اسلام کے سخت دشمن تھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ان کے پاس ایک سلسلے میں گفتگو کیلئے جانے لگے تو آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لیا تھا۔(الفاروق:۵۸)

واقعہ حدیبیہ (ذی القعدہ ۶ ہجری)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب خانہ کعبہ کی زیارت کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے چلے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہا: کہ کوئی آدمی اپنے ساتھ ہتھیار نہ لے، تا کہ قریش کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم لڑائی کرنے آئے ہیں۔ مسلمان تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا کہ اس طرح خالی

ہاتھ سفر کرنا مناسب نہیں ہے، چنانچہ آپ نے اپنی رائے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی: کہ ہمیں کچھ ہتھیار لے لینے چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی رائے پسند فرمائی اور مدینہ منورہ سے کچھ ہتھیار منگوا لئے۔

جب مسلمانوں کا قافلہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ قریش نے یہ طے کرلیا ہے کہ کسی کو بھی مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا کہ قریش سے بات کرنے کیلئے کسی بڑے آدمی کو بھیجا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔ تو انہوں نے عرض کیا: کہ حضور! میرے وہاں جانے میں تو کوئی حرج نہیں لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) جانتے ہیں کہ قریش کو مجھ سے سخت عداوت ہے اور وہاں میرے خاندان کا بھی کوئی آدمی نہیں، جو موقع پر میری حمایت و مدد میں آئے، اسلئے اگر آپ! مناسب جانیں تو میری جگہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیجیں۔ (ابن ہشام: ۲/۳۷۵)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس رائے کو پسند فرمایا۔ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور اپنا نمائندہ مکہ مکرمہ بھیجا۔ تا کہ وہ رؤسائے قریش سے بات کریں۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واپس تشریف لانے میں دیر ہوگئی، اور ساتھ ہی ان کی شہادت کی افواہ پھیلی، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پندرہ سو کے قریب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے جہاد پر بیعت لی۔ جس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الفتح پارہ: ۲۶ / میں ہے۔ اور یہ بیعت ''بیعت الرضوان'' کے نام سے معروف ہے۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کا اعلان سنتے ہی اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا: کہ فلاں صحابی سے گھوڑا مانگ لاؤ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو پتہ چلا کہ سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں۔ انہوں نے وہیں بیعت کر لی، اور جب واپس آئے تو دیکھا کہ ان کے والد سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اوپر ہتھیار سجا رہے ہیں، جب بیٹے نے کہا: کہ وہ بیعت کا شرف پا چکے ہیں۔ تو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اٹھے اور جا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ کو سہارا دیا۔ اور لوگ بیعت کرتے رہے، یہاں تک کہ تقریباً پندرہ سو آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ الاسلام والمسلمین: ۹۳۹۹)

پھر حدیبیہ میں جب صلح نامہ لکھا گیا، تو اس سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ صلح مسلمانوں نے دب کر کی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے گوارا کر سکتے تھے کہ مسلمان کسی سے دب کر رہیں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دبا کر دکھائے۔ آپؓ سے نہ رہا گیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی خدمت میں آئے، انہوں نے کہا: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ کرتے ہیں اسی میں مصلحت ہوگی۔ آپؐ! اللہ کے رسول ہیں اور وہی ان کا مددگار ہے۔ اللہ! آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا، سو تم مضبوطی کے ساتھ ان کے حکم کی تعمیل کرو، کیونکہ اللہ کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق پر ہیں۔

تاہم امیر المومنین سدینا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضطرب رہے پھر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر اپنے دل کی بات عرض کر دی آپ کے عرض

کرنے کا انداز ہ کچھ اس طرح تھا۔

اے اللہ کے رسول! کیا آپ رسول اللہ نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بیشک ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہمارے دشمن مشرک نہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہاں ضرور ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اس قدر کیوں دب کر بات کریں؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اور اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی تو خاموش ہو گئے، چنانچہ پھر معاہدہ لکھا گیا اور اس معاہدہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی دستخط فرمائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب یہ بات کر چکے تو انہیں احساس ہوا کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس انداز میں بات نہ کرنی چاہئے تھی، چنانچہ آپؓ کو اس پر سخت ندامت ہوئی۔

امام زہری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

> **''اس موقع پر جو کچھ مجھ سے صادر ہوا، اس کے کفارہ کیلئے میں نے کئی نفل اداء کئے، روزے رکھے، صدقے خیرات کرتا رہا، اور غلام بھی آزاد کئے''۔ (ابن ہشام: ۲/۳۷۸، سیرت المصطفیٰ: ۲/۳۶۰، الفاروق: ٦١)**

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات حمیت اسلامی کے غلبہ کی بناء پر کہی تھی، آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سوچ کر کہ یہ معاہدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے

شان اقدس کے خلاف ہے، اسلئے ہم کیوں مان لیں؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس پر کسی ناراضگی اور غصہ کا اظہار نہیں فرمایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو متعدد مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو الگ الگ کر کے دکھا دیا تھا یہاں تک کہ حضرت فاروق اس باب میں پورے تجربہ کار ہوگئے پھر آپ کو کوئی اشتباہ نہیں ہوتا تھا اس وقت آپ محدث کامل ہوگئے''۔(ایضا:۱۷۴)

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، تو راستہ میں سورہ فتح نازل ہوئی، اس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: کہ مجھ پر یہ سورت اتری ہے، جو مجھے تمام دنیا کی چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

حدیبیہ میں صلح کا معاہدہ لکھے جانے کے بعد حالات نے کچھ اس طرح کروٹ بدلی کہ اسلام کی اشاعت دور دور تک ہونے لگی، اور لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کہا وہ ان کی ایمانی غیرت کی ایک آواز تھی، تاہم انہیں کیا پتہ تھا کہ اللہ کا نبی اس صلح میں بھی فتح ہی فتح دیکھ رہا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ لکھتے ہیں:

''درحدیبیہ حاضر بود وآنجا فضائل بے حساب نصیب اوشد یکے آنکہ حمیت اسلام برحضرت فاروق غلبہ کرد وبتربیت آنحضرت ﷺ

تسکین یافت''۔(ازالۃ:۱۷۰/۳)

[حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیبیہ میں موجود تھے۔اور اس جگہ آپؓ کو بے حساب فضائل نصیب ہوئے۔ایک یہ کہ اسلام کی غیرت نے حضرت عمر پر غلبہ کیا۔اور پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت سے انہوں نے تسلی پائی۔]

غزوۂ خیبر ۷ھ

خیبر میں یہودیوں کے بڑے بڑے قلعے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے جانثاروں کے ساتھ خیبر کا رخ فرمایا،تو بہت سے قلعے آسانی کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے،تاہم قلعہ قموص جس پر عرب کا مشہور بہادر مرحب قابض تھا، آسانی سے فتح نہیں ہو رہا تھا،حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھوں کی تکلیف کی وجہ اس دن میدان میں تشریف نہ لا سکے۔تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نشان دے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں بھیجا،مگر پوری جدوجہد کے باوجود یہ قلعہ ہاتھ نہ آ سکا،پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دے کر وہاں بھیجا۔﴿أعطى رسول الله صلى الله عليه وسلم اللواء عمر بن الخطاب.﴾ (طبقات:۲۰۶/۳)

لیکن یہ قلعہ پھر بھی فتح نہ ہو پایا۔(رواہ احمد،سیرت المصطفیٰ:۴۱۹/۲)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میں کل اس آدمی کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے ہاتھ پر قلعہ فتح کرا دے گا وہ کسی حالت میں بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔(ابن ہاشم:۴۰۰/۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس بات کو سن کر میرا دل مچلنے لگا کہ مجھے یہ جھنڈا دیا جائے کہ اب اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بشارت بھی دی ہے، تاہم علم الٰہی میں پہلے سے مقدر تھا کہ یہ سعادت حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو نصیب ہو، چنانچہ دوسرے دن امام الانبیاء سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ اور یہ قلعہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوگیا۔ (رواہ مسلم)

امیر المومنین سیدنا حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں میں دیا جانے والا جھنڈا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دوپٹے سے تیار کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا اور ام المؤمنین کے دوپٹہ کی لاج رکھی، اور اللہ کے شیر حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں یہ قلعہ فتح فرمادیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مرحب مارا گیا اور میدان مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گیا۔

پھر خیبر کی زمین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سب مجاہدوں میں تقسیم فرمائی جن میں سے ایک حصہ امیر المومنین سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بھی ملا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا وہ حصہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کی زمین ملی، تو وہ اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مشورہ کیلئے آئے اور کہا: کہ حضور! مجھے ایسی زمین ملی ہے کہ اس جیسا مال مجھے کبھی نہیں ملا، میرے خیال میں وہ بہت عمدہ مال ہے۔ آپ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اس کے بارے میں بتائیں میں کیا کروں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تم چاہو تو اصل زمین کو اپنے پاس رکھو اور اس سے جو پیداوار آئے اسے وقف کر دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر اس زمین کو اس شرط کے ساتھ وقف کر دیا کہ نہ اصل زمین فروخت کی جائے گی نہ اس میں وراثت چلے گی اور نہ یہ کسی کو تحفہ میں دی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

فتصدق عمر فی الفقراء وفی الفربی وفی الرقاب وفی سبیل اللّٰہ وابن السبیل والضیف۔ (صحیح مسلم: ۲/۴۱)

[حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فقراء، غلاموں کی آزادی، قرابت داروں، اللہ کے راستوں، مسافروں اور مہمانوں کیلئے صدقہ کر دیا۔]

اسلام کی تاریخ میں یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا اور اب قیامت تک جو بھی راہ خدا میں وقف ہوگا ان سب کا ثواب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرور ملے گا، اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سن ۶ھ میں مقام ثمغ میں اپنی جائداد وقف کر دی تھی۔ (بذل القوۃ:۲۳۱)

غزوۂ حنین ۸ھ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غزوہ حنین کے وقت بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ موجود تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دیا تھا۔ (ازالۃ: ۳/۱۸۰)

مقابلہ سخت ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ کے قدم اکھڑ گئے تھے تاہم اس

میدان میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی مرتضٰی، حضرت عباس، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہم پوری طرح ثابت قدم رہے اور اعدائے اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے رہے۔

"ثبت معه يومئذ العباس بن عبد المطلب وعلى بن ابى طالب والفضل بن عباس وابوبكر وعمر واسامة بن زيد۔" (طبقات:۲/۱۱۵)

غزوۂ تبوک ۹ھ

آنحضرت ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مالی امداد کی ترغیب دی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حسب توفیق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال اور سامان پیش کرتے رہے۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مال کا نصف حصہ پیش خدمت کر دیا۔ تاہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پلڑا اس دن بھی سب پر بھاری رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس جو کچھ تھا سب کا سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ فوج روانہ فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو اس جماعت کا امیر بنا دیتے تھے۔ آپ نے شعبان ۷ھ میں جب ہوازن کے علاقے میں فوج بھیجی تو اس کا امیر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا تھا۔ (طبقات:۳/۲۰۶)

اس معرکہ ہوازن میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور جب مسلمان مال غنیمت اٹھانے میں مصروف ہوئے تو دشمنوں نے پھر سے اچانک حملہ کر دیا اور اس

قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں میں ہلچل مچ گئی اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرے چند اجلہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھر پور استقامت کا مظاہرہ کیا اور میدان پھر سے اپنے حق میں کرلیا ہوازن کے چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے اور مسلمان اس معرکہ میں فتح سے ہمکنار ہوئے۔(الفاروق:۶۵)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہر غزوہ اور معرکہ میں برابر شریک رہے اور دین اسلام کی سر بلندی کے لئے اپنی جان اور مال کی بازی لگاتے رہے۔

مؤرخ دوراں علامہ قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''جملہ مشاہد وغزوات میں ملتزم رکاب نبوی تھے کسی ایک مشہد میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علیحدہ نہیں ہوئے احد و حنین کے غزوات میں ان بزرگوں میں سے تھے جنہوں نے میدان جنگ میں ثبات واستقلال کا کامل نمونہ دکھلایا تھا۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ''۔

(اصحاب بدر:۸۰)

سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام معارک میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو شاندار خدمات انجام دی ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی طرف سے آپ کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔آمین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عہد صدیقی میں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر آخرت پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بالاتفاق خلیفہ ہوئے، اور اس امت کی رہنمائی

ورہبری کا فریضہ آپؓ کے ہاتھوں میں آیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیا، اوران کی بیعت کی پھر دوسرے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپؓ کی بیعت کے لئے آتے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اسطرح چلے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، اسلام کی سر بلندی اور امت کی خیر خواہی میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھر پور ساتھ دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ نے علم وفقہ کی دولت سے بہت نوازتھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے شعبہ قضاء کی ذمہ داری آپؓ کو دی، اور آپؓ عہد صدیقی میں دوسری خدمات کے ساتھ ساتھ قاضی القضاۃ کے منصب پر بھی فائز تھے۔

حضرت امام ابراہیم نخعیؒ تابعی (۹۶ھ) کہتے ہیں:

أول من ولی ابوبکر شئیا من أمور المسلمین عمر بن الخطاب ولاہ القضاۃ وکان أول قاض فی الاسلام۔
(تاریخ عمر:٦٦، لابن جوزی)

آپؓ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو بات اور کام بہتر سمجھتے جانشین رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا مشورہ دیتے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپؓ کے مشورہ کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے اوراس پرعمل بھی کرتے رہے۔

امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی کے آخری دنوں میں جتنا دنوں میں جتنا عرصہ بیمار رہے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مسلمانوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ (البدایہ:۱۸/ ۷)

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس دن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپؓ آخر تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اور حضور علیہ السلام نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح انہیں اپنے ساتھ ساتھ رکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ اللہ کے یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بہت اونچا مقام ہے، اور وہ آسمانوں میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سفر آخرت کا وقت قریب آپہنچا، تو آپؓ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین بنانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کی، آپؓ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان وعمل اخلاق وکردار زہد وتقویٰ اور عدل وانصاف اور امت مسلمہ کی خیر خواہی وہمدردی پر پورا اعتماد تھا، اور سچ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؓ پر جس بھر پوری طریقہ سے اعتماد کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے کہیں زیادہ آپؓ کے اعتماد پر پورا اترے تھے۔

تیسرا باب

Work\Farooq-e-Aazam\bab.tif not found.

☆ عاملین وحکام ☆ ذمہ داریاں

☆ عاملین کی تادیب وتربیت

☆ عدل وانصاف۔ ☆ رعایا پروری

خلافت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے قریب ترین ساتھی اور آپ کے مزاج شناس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لاتے ہی سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اس طرح پیوست ہوگئے، کہ تاریخ عالم میں کبھی اور کہیں دو بھائی بھی آپس میں اس طرح شیر وشکر نہ ہوئے ہوں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ پوری زندگی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ رہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک کھلی کتاب تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تائید میں آیات اتارتا رہا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو کس عز وشرف سے نوازتے رہے ہیں اور آپؓ کے ایمان وتقویٰ اور آپؓ کے علم وفہم کی داد دیتے رہے ہیں یہ اشاروں کنایوں میں آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آثار تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر بھی تھے اور مشیر بھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے بڑے بڑے کاموں میں ان کے ایمان واخلاص کا امتحان لیا، اوراس امتحان میں انہیں پوری طرح کامیاب پایا۔ آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایک بڑا وقت گزارا تھا، اور جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو وہ آپ کے بازو بن کر آپ کی مدد کرتے رہے۔ اسلام اور مسلمانوں کا پرچم بلند کرنے میں آپ کبھی پیچھے نہ رہے۔

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

زمانہ خلافت صدیقی میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ وزیر اعظم کا تھا۔ (اشاعت اسلام: ۴۶۳)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس بھرے مجمع پر نظر ڈالی تو سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی ایسا نہ ملا جو اس نازک وقت میں اس نظام کو سنبھال پائے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش کے مطابق آپ کے اس مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرے۔ منصب خلافت کوئی ایسا آسان کام نہیں کہ ہر کوئی اس کا حق ادا کر پائے۔ اور اسے پوری کامیابی سے سنبھال لے۔ بیشک سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کی حاجت نہ تھی۔ مگر تاریخ نے بتایا کہ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اس کا حق ادا کیا۔ اور حق یہ ہے کہ خلافت کو اسی مرد آہن کی ضرورت تھی۔ یہ امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ فراست تھی جس نے ایک ایسے ہیرے کو منتخب کیا، جس کی روشنی سے ایک جہاں روشن ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس انتخاب پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ (تاریخ عمر: ۷۰، تہذیب الاسماء واللغات: ۲/۱۸۲)

خلافت کے بارے میں مشورہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب محسوس کیا کہ اب آپ کا سفر آخرت قریب ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد خلافت کا معاملہ اختلاف کی نذر ہو جائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کسی آزمائش میں نہ آجائے تو آپ اس کی فکر اور تدبیر میں مشغول ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر کوئی دوسرا شخص اس منصب کیلئے موزوں نہ تھا۔ تاہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر اس بارے میں مشورہ چاہا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ آپؓ کا حسن ظن جس قدر ان کی جانب ہے وہ اس سے بھی بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ البتہ ان کے مزاج میں ذرا سختی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ سختی اس لئے ہے کہ مجھ کو نرم دیکھتے ہیں۔ میں نے آزمالیا ہے کہ جب مجھے زیادہ نرمی کرتے دیکھتے تھے تو وہ سخت بن جاتے تھے۔ اور جب مجھے سخت غصہ میں دیکھتے تھے تو نرمی کا پہلو اختیار کر لیتے تھے۔ وہ مستقل خلیفہ ہو کر سختی نہ کریں گے۔

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

سریرته خیر من علانیته ولیس فینا مثله۔

(اشاعت اسلام:۲۴۲)

[ان کا باطن ظاہر سے بھی زیادہ اچھا ہے اور اب ہم میں ان کی

مثل کوئی نہیں ہے۔]

خلافت نامہ

پھر آپ نے اپنے کاتب (سیکریٹری) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اوران سے خلیفہ کیلئے ایک تحریر لکھوائی۔قبل اس کے کہ اس میں آپ رضی اللہ عنہ کسی کا نام لکھیں اور ابھی آپؓ آدھی سطر ہی لکھوانے پائے تھے کہ کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہوگئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آئے تو آپؓ نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) سے وصیت پڑھنے کیلئے کہا پتہ چلا کہ اس نازک حالت میں وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دیا گیا ہے۔تو آپؓ اس پر بہت خوش ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بے حد دعائیں دیں۔(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ اسلئے کیا تھا کہ آپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح آپ کو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رکھا ہے اور ہر موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ ہی کا نام لیا ہے۔) آپؓ نے حضرت عثمان سے کہا:

رحمك الله و جزاك الله خيرا۔

(تاریخ عمر:٦٨ لابن جوزیؒ)

[اللہ تمہیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر دے۔] (ازالۃ:۳/۱۵۰)

پھر فرمایا کہ لکھو کہ اب ان کی بات سننا، ان کا حکم ماننا، اگر انہوں نے عدل و انصاف کیا اور میرا گمان یہی ہے۔اور میرا علم ان کے بارے میں بھی یہی ہے۔اور اگر انہوں نے ظلم کیا تو ہر آدمی کے لئے اس کے عمل کی سزا ضروری ہے جو اس سے سرزد

ہو۔ اور صرف خیر کا ہی میں نے ارادہ کیا ہے۔ مجھے غیب کا علم نہیں ہے۔ اور جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ کیسی جگہ لوٹ کر جانا ہے۔

﴿والخير أردت ولا أعلم الغيب و سيعلم الذين ظلموا أى منقلب ينقلبون﴾ (تاريخ عمر: ٦٩ لابن جوزى)

دعاءِ صدیق رضی اللہ عنہ

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور کہا:

"اے اللہ! میں نے اسے مسلمانوں پر خلیفہ بنایا ہے اور اس کام میں سوائے مسلمانوں کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا ہے اور میں ایک ایسا عمل بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور میں نے پورے غور وخوض کے بعد مسلمانوں میں جسے سب سے بہتر پایا ہے اس کو ان پر والی بنایا ہے، اے اللہ! آپ غیب کے جاننے والے ہیں، میں نے اس معاملے میں حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی کوئی طرفداری نہیں کی ہے اور میں دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں۔ آپ ان کے محافظ رہئے اور ان کی بھلائی کے واسطے آپ ان کی اصلاح فرماتے رہئے اور ان کو ان خلفائے راشدین میں سے بنائیے، کہ وہ اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سیرت کی پوری پیروی کریں اور وہ صالحین کی سیرت پر عمل پیرا ہوں اور ان کے رعیت کے کاموں کو سنوار دیجئے"۔

پھر آپ نے اس حکم نامے پر دستخط فرمائے اور مہر لگا دی۔

تائید خلافت

جب عہد نامہ مرتب ہو چکا تو لوگوں کو جمع کر کے اس کو برسر منبر سنانے کا حکم فرمایا۔ سب نے سن کر تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد پھر خود آپؓ نے سب سے خطاب کر کے فرمایا کیا تم اس شخص سے راضی ہو جس کو میں نے خلیفہ بنایا ہے۔ دیکھو میں نے اپنے کسی عزیز رشتہ دار کو خلیفہ نہیں بنایا، بلکہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو بنایا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے غور و تامل میں کوتاہی نہیں کی۔ تم سب کو اس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ سب نے جواب دیا ہم خوشی سے اطاعت کیلئے تیار ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر بہت کچھ نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں۔

(اشاعت اسلام:۲۴۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے زبردست تائید

سیار ابی الحکم کہتے ہیں: کہ امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: کہ میں نے ایک معاہدہ لکھا ہے، کیا تم سب اس پر راضی ہو؟ سب لوگوں نے بیک زبان کہا: جی ہاں! ہم راضی ہیں۔ اتنے میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہا: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بغیر کسی اور چیز پر راضی نہ ہوں گے۔

فقام علی فقال لانرضی الا أن یکون عمر بن الخطاب۔ (المصنف لابن ابی شیبه:۶/۳۶۲)

یعنی اب ہمارے اور مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔
گویا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی اس لائق ہیں کہ وہ اب پوری امت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ لیں۔ آپؓ کا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھنا گویا امت کی طرف سے آپؓ کا ایک انتخاب عام تھا۔

مؤرخ مسعودی (۳۴۶ھ) لکھتا ہے:

''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؓ کو اپنی جانشینی کیلئے نامزد ضرور کیا تھا، لیکن یہ نامزدگی مجلس شوریٰ کے متفقہ فیصلے کے بغیر نہیں ہوئی تھی''۔ (مروج الذہب: ۲/۲۴۰)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حقوق اللہ اور حقوق مسلمین کے متعلق متعدد باتوں کی عمدہ نصیحتیں اور وصیتیں فرمائیں اور ان کو خلافت کی ذمہ داری دی۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے رسول اللہ کے خلیفہ! آپؓ مجھے اس عہدہ سے علیحدہ رکھیں تو بہتر ہے۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا:

''لیکن خلافت کو تمہاری ضرورت ہے''

وصیت صدیق رضی اللہ عنہ

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر تم سے کسی کی حق تلفی ہو جائے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ کو منہ سے دور رکھنا (یعنی کھانا نہ کھانا) جب تک کہ حقدار کا پیٹ نہ بھر جائے اور اس تک اس کا حق نہ پہنچ جائے اور اگر تمہاری ذاتی

ضروریات تمہیں لوگوں کے مال میں شریک ہونے پر مجبور کردیں تو اپنا روزینہ مقرر کر لینا لیکن اپنے کو ترجیح نہ دینا اور کبھی مال جمع نہ کرنا مال آنکھوں کو بھلا لگتا ہے اور دل اس کی طرف مائل ہوتا ہے امیر کا مال جمع کرنا اس کا خون بہا دیتا ہے اور اس کو برباد کر دیتا ہے نیز اس کے دین کو ضائع اور برباد کر دیتا ہے''۔

احساس ذمہ داری

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کی ذمہ داری قبول فرمالی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؓ نے اپنے آپ سے کہا کہ:

''اے عمر! جس کام کو تو نے قبول کیا ہے اس سے تیری خلاصی کیسے ہوگی اور اس بھاری بوجھ کو کس طرح برداشت کرو گے۔ پھر خود ہی فرمایا: خلاصی تو پرہیزگاری میں ہے اور نجات دنیا سے بے رغبتی میں ہے۔اے نفس خشوع وخضوع کی کوشش کر اور بھوک پیاس پر صبر کر''۔ (الموافقہ:۳۴)

علامہ جاراللہ زمخشریؒ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے سوا نہ کسی کی بات سنیں گے اور نہ کسی کی اطاعت کریں گے...... واللہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا کوئی اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا بلکہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جیسا بھی کوئی اس کا تحمل نہیں کر سکتا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد عمر (رضی اللہ عنہ)

کے سوا کوئی بھی اس منصب کا اہل نہیں ہے۔حق گوئی، راست بازی، پاکدامنی، پرہیز گاری، امانتداری، منافقوں پرسختی، مسلمانوں پر نرمی وغیرہ اوصاف میں عمر (رضی اللہ عنہ) سب سے ممتاز ہیں واللہ! عمر (رضی اللہ عنہ) وہ شخص ہیں جو اسلام لا کر کبھی مذبذب نہ ہوئے، انہوں نے اللہ کی راہ میں قتال کیا اور کبھی سستی نہیں دکھائی۔ انہوں نے دین کے لئے مشقتوں کو برداشت کیا اور کبھی پشت نہیں دکھائی۔انہوں نے راہ خدا میں خرچ کیا اور کبھی بخل نہیں کیا''۔

پھر آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب رخ کر کے فرمایا:

''اے رسول اللہ کے خلیفہ! جس سے آپ خوش ہیں، اس سے ہم بھی خوش ہیں اور جو آپ کی خواہش ہے، وہی ہماری بھی تمنا ہے۔ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے امت محمدیہ سے کسی خیر و بھلائی اور نصیحت و خیر وخواہی کی بات کو نہیں چھپایا۔ اللہ تعالیٰ آپؓ کو امت محمدیہ کی جانب سے بہترین جزاء دے اور آپؓ کو آپؓ کی آرزو اور تمنا اور وہم وگمان سے بھی زیادہ الطاف وانعامات سے نوازے''۔

(الموافقہ بین اہل البیت والصحابۃ:۲۹)

پہلا خطبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد سب حضرات مسجد نبوی میں جمع ہوئے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں وہاں آئے کہ آپؓ کے کندھوں پر ایک چادر پڑی تھی۔آپ منبر نبوی پر کھڑے ہوئے اور ایک خطبہ پڑھا،

جس میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی حمد وثناء کی، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور بے اختیار رونے لگے۔ وہاں موجود سب حاضرین پر بھی گریہ طاری ہوگیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے روتے غش کھا کر منبر سے گر پڑے۔ جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ پر خراش بھی آئی تھی۔ لوگوں نے اسی غشی کی حالت میں آپؓ کو گھر پہنچایا۔ (الموافقہ:۴۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

اے لوگو! میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اگر مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حکم عدولی گوارا ہوسکتی تو میں کبھی یہ ذمہ داری قبول نہ کرتا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی:

"کہ اے اللہ! میں کمزور ہوں مجھے طاقت وقوت عطا فرما۔ اے اللہ! میں سخت گیر ہوں مجھے نرم فرمادے۔ اے اللہ! میں بخیل ہوں سخاوت کا جذبہ پیدا فرمادے"۔ (طبقات:۳/۲۰۸)

دوسرا خطبہ

آپ نے پھر ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا:

"اے لوگو! کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی اس کی اطاعت کی جائے اور میں اس بیت المال میں تین باتیں مناسب سمجھتا ہوں کہ حق کے موافق لیا جائے۔......حق کے

ساتھ خرچ کیا جائے۔...... اور اسے ناحق خرچ کرنے سے محفوظ رکھا جائے''۔

''اے لوگو! مجھ کو تمہارے مال میں اس قدر حق ہے جتنا یتیم کے مربی کو یتیم کے مال میں۔ اگر میرے پاس مال ہوا تو میں کچھ بھی نہ لوں گا اور ضرورت پڑے گی تو دستور کے موافق کھانے کیلئے لوں گا اور میں کسی کو کسی پر ظلم و تعدی نہیں کرنے دوں گا۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو میں اس کی گردن مروڑ دوں گا، یہاں تک کہ وہ حق کو تسلیم کرلے اور اپنے ظلم و تعدی سے باز آ جائے''۔

خلیفہ کی ذمہ داری

''اے لوگو! میرے اوپر تمہارے متعدد حقوق ہیں۔ جس کا تم کو مجھ سے مؤاخذہ کرنا چاہئے''۔

ایک یہ کہ: میرے ذمہ یہ ہے کہ میں نہ تمہارے خراج کے مال سے کچھ اپنے واسطے لوں اور نہ غنیمت کے مال سے جو اللہ نے تم کو دیا ہے کچھ لوں مگر اسی طور سے کہ جس کا مستحق ہوں۔

ایک یہ کہ: ملک کا خراج اور مال غنیمت بے جا طور پر جمع نہ کیا جائے۔

ایک یہ کہ: جب میرے ہاتھ میں خراج اور غنیمت کا مال آئے تو بے جا طور پر صرف نہ ہونے پائے۔

ایک یہ کہ: میں تمہارے وظیفے بڑھا دوں اور تمہاری سرحدوں کو محفوظ رکھوں۔

اور ایک یہ کہ: تمہیں کسی خطروں میں نہ ڈالوں اور نہ تمہیں ہمیشہ کیلئے دشمن کے مقابلہ پر متعین کروں۔

اور اب تم سے ایسا زمانہ قریب ہو گیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے قرآن کے قاریوں کی کثرت ہوگی مگر سمجھ دار لوگ کم ہو جائیں گے ایسے لوگ زیادہ ہوں گے جن کی آرزوئیں زیادہ ہوں گی۔

اس زمانہ میں بعضے لوگ آخرت کے لئے عمل کریں گے۔ مگر اپنے عمل سے دنیا کی وسعت و فراخی طلب کریں گے اور یہ جس کے پاس ہوگی اس کے دین کو اس طرح کھالے گی کہ جس طرح آگ خشک ایندھن کو کھا جاتی ہے۔

اے لوگو! ہوشیار رہنا جو کوئی بھی تم میں سے وہ زمانہ پائے تو اسے چاہئے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے اور دنیا کی تکلیفوں پر صبر کرے۔

اے لوگو! اللہ کا حق اس کی مخلوق کے حق سے بالاتر ہے، چنانچہ اس نے اپنے بڑے بڑے حقوق کو یوں ارشاد فرمایا ہے:

ولا یأمرکم ان تتخذوا الملائکة والنبیین أربابا أیامرکم بالکفر بعد اذ أنتم مسلمون۔ (پ:۳ آل عمران)

ترجمہ: اور نہیں حکم کرتا تم کو (خدا کا رسول) یہ کہ بناؤ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب، کیا تم کو کفر کرنے کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہوئے۔ (ازالۃ: ۱/۲۳۰)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی خطبہ میں فرمایا:

''اے لوگو! بعض طمع فقر کا موجب ہوتی ہیں اور بعض ناامیدی غناء کا موجب ہوتی ہیں اور تم اس چیز کو جمع کرتے ہو جس کو نہیں کھاتے

ہو اور ایسی چیزوں کی امیدیں باندھنے لگے ہو جن کو پا نہیں سکتے اور جان لو کہ بعض بخل نفاق کی فرع ہے سو اپنے مال میں سے خرچ کیا کرو اس میں تمہارے نفس کے لئے خیر ہے"۔(ازالۃ:۲/۲۳)

"اے اللہ کے بندو اللہ! سے ڈرو مجھ سے درگذر کرتے ہوئے میری معاونت کرو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں میری مدد کرو اور تمہاری جو خدمات اللہ نے میرے سپرد کیں ہیں ان کے متعلق مجھے نصیحت کرو میں تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہا ہوں"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی خطبہ کے یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ آپ خلافت کو کتنی بڑی ذمہ داری سمجھتے تھے آپ نے اپنے ابتدائی خطبہ میں اپنے اور رعایا کے جن حقوق کی طرف توجہ دلائی تھی آپ کی خلافت گواہ ہے کہ آپ نے اپنی رعایا کے ان تمام حقوق کی حفاظت کی تھی۔

اہل خاندان سے خطاب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو سب خاندان کو جمع کیا اور فرمایا کہ پہلے تم عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان تھے اب خلیفہ کا خاندان سمجھے جاؤ گے اس واسطے اب اگر تم نے کوئی غلطی کی تو لوگ اس سے تمسک کریں گے اب اگر تم میں سے کسی نے غلطی کی تو میں دوگنی سزا دوں گا۔(الکلام الحسن:۲/۶۵)

رعایا سے سوال

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: ﴿لو ملت عن الحق شيئا فما تفعلون﴾ [اگر میں حق سے ذرا سا بھی ہٹ جاؤں تو تم کیا کرو گے؟] اسی وقت ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر اٹھے اور تلوار سیدھی کر کے کہا: ﴿لنقيمنک بهذا السيف﴾ [ہم اس تلوار سے آپؓ کو سیدھا بنا دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے تین دفعہ سختی سے ٹوکا تو اس نے بھی دوبدو اس کا جواب دیا اس پر پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم فرمائے''۔

رحمك الله الحمد لله الذى جعل فى رعيتى من اذا تعوجت قومنى۔ (رياض: ۱/۳۸۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ خدا کا شکر ہے کہ میرے دوستوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو میری کجی کو درست کر سکتے ہیں اب مجھے بے فکری ہے کہ انشاء اللہ میں حق سے نہ ہٹوں گا۔ (وعظ، المودۃ الرحمانیہ: ۲۹)

نظام حکومت کی ابتداء

جناب علامہ شبلی نعمانیؒ مرحوم لکھتے ہیں:

''اسلام میں خلافت یا حکومت کی بنیاد اگرچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں پڑی۔ لیکن نظام حکومت کا دور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسالہ خلافت میں اگرچہ بڑے بڑے مہمات کا فیصلہ ہوا، یعنی عرب کے

مرتدوں کا خاتمہ ہوا اور بیرونی فتوحات کا دور شروع ہوا، تاہم حکومت کا کوئی خاص نظام نہیں قائم ہوا اور نہ اتنا مختصر زمانہ اس کیلئے کافی ہوسکتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف تو فتوحات کو یہ وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں ٹوٹ کر عرب میں مل گئیں۔ دوسری طرف سلطنت و حکومت کا نظام قائم کیا اور اس کو اس قدر ترقی دی کہ ان کی وفات تک حکومت کے جس قدر شعبے ہیں سب وجود میں آچکے تھے"۔(الفاروق:۱۷۸)

مجلس شوریٰ

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر کسی مثال اور نمونے کے جمہوری حکومت کی بنیاد ڈالی اور اگرچہ وقت کے اقتضاء سے اس کے تمام اصول و فروع مرتب نہ ہوسکے، تاہم جو چیزیں حکومت جمہوری کی روح ہیں وہ سب آگئیں، ان میں سب کا اصل الاصول مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا یعنی جب کوئی مسئلہ پیش آتا تھا تو ہمیشہ ارباب شوریٰ کی مجلس منعقد ہوتی تھی اور کوئی امر بغیر مشورہ اور کثرت رائے کے عمل میں نہ آسکتا تھا۔

مجلس شوریٰ کے ارکان اور اس کے انعقاد کا طریقہ

مجلس شوریٰ کے تمام ارکان کے نام ایک جگہ نہیں ملتے تاہم اس قدر معلوم ہے کہ حضرت عثمان، حضرت علی، عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اس میں شامل تھے۔(ابن سعد:۳/۱۳۴)

مجلس کے انعقاد کا طریقہ تھا کہ پہلے ایک منادی اعلان کرتا تھا کہ ''الصلوٰۃ جامعۃ'' سب لوگ نماز کیلئے جمع ہو جاتے تھے، تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں جا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے، نماز کے بعد منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیتے تھے اور طلب امر پیش کیا جاتا۔ (تاریخ طبری:۴/۲۵۷)

وزیر ومشیر

آپ کے مشیروں میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت وہ تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، جنہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار جنتی ہونے کی بشارت سنائی تھی اور ان کے علم وفہم اور تقویٰ وصلابت رائے کی خبر دی تھی، آپؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو باوجودیکہ وہ عمر میں دوسروں سے چھوٹے تھے اپنی علمی مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا تھا، یہ سب وہ لوگ تھے جو علم وعمل فضل وکمال زہد وتقویٰ اور فراست وبصیرت میں بہت اعلیٰ مقام کے حامل تھے۔ آپؓ ان سے برابر مشورہ کرتے اور پھر پیش آمدہ مسائل کا فیصلہ فرماتے تھے۔

خواتین کے مسائل میں خواتین سے مشورہ

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواتین کے امور کے سلسلے میں عورتوں سے بھی مشورہ لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اہم مسائل کے سلسلے میں اپنی صاحبزادی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ لیتے رہے۔

امام محمد بن سرین (۱۱۰ھ) کہتے ہیں:

كان عمر يشاور حتى المرأة۔

(تاريخ عمر:۲۱۳ لابن جوزی)

عہدیداران

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں قاضی تھے۔آپ رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی یہ منصب حضرت قاضی شریح کو دے دیا،حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے وزیر خزانہ مقرر ہوئے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قاضی بنایا تھا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی عہدہ قضاء پر رکھا تھا۔(البدایہ:۳۱/۷)

عہد فاروقی کی فتوحات

حضرت امام شاہ ولی محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مسلمانوں کے ہاتھ میں آئے تھے۔جن کے ساتھ کئی دیہات اور ماتحت علاقے بھی تھے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں چار ہزار مساجد بنائی گئیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں کفر کے کئی گڑھ توڑے گئے اور نوسو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں کے ساتھ بنائے گئے تھے''۔(ازالۃ:۳/۲۳۳)

ہزار سے زیادہ شہروں اوران کے ماتحت علاقوں میں اسلام کا پرچم لہرادینا اور وہاں الٰہی نظام کا نفاذ اس بات کا شاہد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت وہی موعودہ خلافت تھی اور اللہ کی رحمت کا سایہ آپؓ کے اوپر برابر موجود تھا۔آپؓ نے ان تمام مقامات پر شریعت نبوی کو جاری کیا اوراس میں نہ کسی کا خوف آپؓ پر طاری ہوا اور

نہ آپ نے کسی ملامت کی پروا کی۔ شریعت محمدی کے نفاذ میں آپؓ نے جس طرح دوسروں سے معاملہ کیا آپؓ نے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ سے بھی وہی معاملہ رکھا تھا۔

فقہ دین کی اہمیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی احکام کو صرف مسجدوں اور مدرسوں تک ہی محدود نہیں رکھا آپ چاہتے تھے کہ لوگ دین کی فقہ حاصل کریں تا کہ وہ شریعت کو سمجھیں، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ لوگوں میں دین کی عظمت پیدا ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے دین کا جھنڈا ہر جگہ نصب ہوگا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بازاروں تک کو درسگاہ بنانے کی بھی ایک لطیف تدبیر تیار کی۔ حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نہایت ہی قیمتی ملفوظ نقل کرتے ہیں۔

قال عمر تفقهوا قبل أن تسودوا. (صحیح بخاری:۱/۱۷)

[بزرگ بننے سے پہلے دین کی فقہ حاصل کرو۔]

جو لوگ دین کا علم اور دین کی دانش حاصل کئے بغیر پیر اور قائد بن جاتے ہیں ان کے ہاتھوں پھر دین کا حلیہ جس طرح مسخ ہوتا ہے موجودہ دور میں اس کی مثالیں کثرت سے دیکھی جا سکتی ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مذکورہ ارشاد پر ایک اپنا بیان بھی دیا، آپ کہتے ہیں کہ: سردار اور بزرگ بننے سے پہلے علم فقہ ضرور حاصل کرو۔ مگر بزرگ بننے کے بعد بھی دین کے علم اور اس کے فقہ میں مصروف و مشغول رہنا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں:

قال ابو بعداللّٰہ و بعد ان تسودوا۔ (ایضاً)

شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''سیادت وریاست اور بڑائی حاصل ہونے سے پہلے علم حاصل کرو، یعنی سیادت کے لئے پہلے سے علم دین حاصل کرو۔ تاکہ اس کے اہل بھی بن جاؤ۔ اگر بلاعلم سردار (پیر بزرگ) بنو گے تو سب کو خراب کرو گے اور ''ضلوا فاضلوا'' کے مصداق بنو گے، یعنی خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ نیز کسی قسم کی بڑائی اور سیادت کے بعد آدمی کو اور ضروری مشاغل پیش آجاتے ہیں، جس کی وجہ سے تحصیل علم کی فرصت وفراغت میں تنگی آجاتی ہے، نیز بسا اوقات بڑا بننے کے بعد زانوئے تلمذ تہہ کرنے میں حیاء وشرم مانع ہو جاتی ہے، امام بخاریؒ نے کہا کہ بزرگ بننے کے بعد بھی (علم دین) حاصل کرو، امام بخاریؒ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی تکمیل کی۔ یعنی اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ سردار ہو جانے کے بعد اب تحصیل علم کی ضرورت نہیں۔ علم کی تو کچھ انتہاء نہیں ہے''۔ (فضل الباری: ۹۳/۵۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فقہ دین کی بڑی اہمیت تھی۔ آپؓ چاہتے تھے کہ مسجد، مدرسہ میں بیٹھنے والے ہی علم دین کے ماہر نہ ہوں، بازاروں میں خرید وفروخت کرنے والے بھی دین کا علم حاصل کریں۔ تاکہ ان کی تجارت صحیح ہو اور پھر اس تجارت پر اللہ کی برکتیں اتریں اور عوام کو اس سے فائدہ پہنچے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ ایک مجلس میں فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا تھا کہ بازار میں تجارت کیلئے وہ بیٹھے جو فقیہ ہو۔(جامع ترمذی:۲/۴۶)

مطلب یہ تھا کہ جتنے لوگ آ کر اس سے خریدیں گے۔ چونکہ ان سب کو خرید وفروخت کے معاملات ایسے لوگوں سے پڑیں گے تو وہ سب کے سب بھی فقیہ ہو جائیں گے۔اس تدبیر سے سارے ملک کو درسگاہ اور خانقاہ بنا دیا تھا۔ بڑی لطیف تدبیر تھی۔حکمت سے سب کام سہولت سے ہو جاتے ہیں۔(افاضات:۲/۸۶)

سو آپ تو سارے ملک کو مدرسہ بنانا چاہتے تھے۔(ایضا)

تمدن بھی کوئی ان حضرات سے سیکھے۔(ایضا:۳/۳۹۰)

حکام کا انتخاب

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں فقہ کی بڑی عظمت اور اہمیت تھی اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنے کے لئے دین کی فقہ و دانش ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ آپ جب بھی کسی ملک پر فوج بھیجتے تو ان کا افسر اسے بناتے تھے جو صاحب علم اور صاحب فقہ ہوتا تھا۔(کتاب الخراج:۱۲۰)

ظاہر ہے کہ اگر علم وفہم ہی نہ ہو تو کس طرح اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا نظام نافذ کیا جا سکتا ہے۔

عاملین اور ان کی ذمہ داری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالتے ہی مختلف علاقوں میں

عاملین بھیجنے شروع کردئے۔ جن کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ اس علاقے کے لوگوں کو قرآن وسنت کی تعلیم دیں اور انہیں اس دین سے آگاہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ساتھ بھیجا ہے۔ ایک مرتبہ آپؓ نے ایک خطبہ میں اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی۔

اے اللہ! میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے شہروں میں امراء کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان کے دین کی تعلیم دیں اور ان کے نبی کا طریقہ سکھائیں۔ ان میں نماز قائم کریں اور ان کا حصہ تقسیم کریں اور ان لوگوں پر انصاف سے کام لیں۔

آپ نے ان علاقے والوں کو کہا کہ:

قسم خدا کی میں اپنے عاملوں کو تمہارے پاس اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو تمہارے دین کی تعلیم دیں اور تم کو سنت نبوی سکھائیں اور اگر کسی نے اس کے علاوہ اور کوئی کام کر کے نقصان پہنچایا، تو اس بات کی مجھے اطلاع دی جائے، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس صورت میں اس سے قصاص لوں گا۔ (ایضا:۲۳۲)

عاملین سے قصاص

ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ نے تمام عمال کو بلایا جب سب عاملین اور دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے ان عمال کو تمہارے یہاں اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ وہ تمہاری کھال ادھیڑ دیں اور تمہیں ماریں پیٹیں اور تمہارے مال چھین لیں، اگر ان عاملین میں سے کسی نے بھی ایسا کیا ہو تو وہ ابھی مجھے بتائے تا کہ میں انصاف کروں، چنانچہ پورے مجمع میں سوائے ایک کے کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔

اس ایک آدمی نے کہا کہ امیر المؤمنین میرے یہاں کے عامل نے مجھے سو کوڑے مارے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ یہاں عامل موجود ہے تو اسے سو کوڑے مار لے وہاں موجود ایک بزرگ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ اپنے عمال کے لئے اس طرح راستہ کھول دیں تو لوگ ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہ ایک سنت بن جائے گی اور آپ کے بعد والے بھی اس پر عمل کریں گے۔

و کانت سنة یأخذ بها من بعدك۔

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں اس سے قصاص کیوں نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے، سوائٹھ اور قصاص لے۔ اس پر کہا گیا کہ اگر وہ راضی ہو جائے تو؟ آپؓ نے فرمایا کہ ایسا کرلو، چنانچہ انہوں نے اس شخص کو کسی نہ کسی طرح راضی کرلیا اور ہر کوڑے کے بدلے اس نے دو دینار لے لئے۔

عادل وامین کو عامل بنانا

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبہ سے پاک ہوں) اور صاحب امانت ہوں اور ان کو بہت بلیغ طریقے پر نصیحت فرماتے اور پھر ان کے حال کی خبر گیری بھی کیا کرتے تھے۔ (اور جب وہ واپس آتے تو آپ ان کے حالات پر نظر رکھتے تھے) ایک مرتبہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کہ آپ نے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو میل کچیل

میں ملوث کر دیا تو آپؓ نے فرمایا: کہ اگر میں دین کے کام کاج اہل دین سے نہ لوں تو پھر اور کس سے لوں''۔(ازالۃ ایضاً:۲۵۱)

عاملین سے چار باتوں کی شرط لینا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جسے عامل بناتے اس سے چار باتوں کا خاص طور پر عہد لیا کرتے تھے اور اس پر انصار کی جماعت کو بطور گواہ رکھتے تھے۔ وہ چار شرطیں یہ ہیں: (۱)......عمدہ گھوڑے پر سوار نہ ہونا۔ (۲)......باریک کپڑا نہ پہننا اور عمدہ عمدہ کھانے نہ کھانا۔ (۳)......دروزاہ بند نہ کرنا کہ حاجت مند لوگ آئیں اور دروازہ بند پا کر پریشان ہوں۔ (۴)......اور کوئی دربان نہ رکھنا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو کو شام کا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر مقرر کیا تھا۔

مؤرخ مسعودی (۳۴۶ھ) لکھتا ہے کہ:

یہ دونوں بزرگ موٹا اور کھدرا لباس پہنتے تھے اور گدھے کی ننگی پیٹھ پر سواری کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے آس پاس دشمن رہتے ہیں اور آپ یہاں امیر المؤمنینؓ کے گورنر ہیں آپؓ بھی اس علاقے کے دوسرے گورنروں کی طرح ذرا شاہانہ زندگی گزاریئے تاکہ ہمارے دشمنوں پر اس کا اچھا اثر پڑے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس طرح زندگی بسر کرتا تھا کیا اسے میں ترک کردوں؟'' (مروج الذہب: ۲/۲۴۳)

حمص کے گورنر حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال میں سے ایک سعید بن عامر رضی اللہ عنہ بھی تھے حمص کے کچھ لوگوں نے جہاں کے وہ عامل تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شکایت بھیجی۔

☆......کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں۔

☆......رات کے وقت کسی سے نہیں ملتے۔

☆......ہفتہ میں ایک دن اپنے گھر سے باہر نہیں آتے۔

آپؓ کو جب یہ شکایات پہنچی تو آپؓ نے ارشاد فرمایا: اللہ مجھے عدل کی توفیق دے اور میری فراست کم نہ کرے۔ پھر آپؓ نے دونوں فریق کو مدینہ منورہ طلب کیا اور شکایت کرنے والوں سے فرمایا: کہ اپنی شکایات بیان کرو۔

چنانچہ انہوں نے مذکورہ شکایتیں من وعن دہرادیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ وہ ان شکایات کا جواب دیں۔

انہوں نے جواب دیا: امیر المؤمنین!

(۱)......میرے پاس کوئی نوکر نہیں اس لئے میں صبح کھانا خود ہی تیار کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں اس کے بعد لوگوں سے ملاقات کرتا ہوں۔

(۲)......دوسری بات یعنی رات کے وقت لوگوں سے ملاقات نہ کرنے کا سبب یہ ہے

کہ میں نے رات کا وقت صرف عبادت الٰہی کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔
اس لئے میں رات کے وقت کسی سے ملاقات نہیں کرتا۔

(۳)...... تیسری بات یہ ہے کہ میں ہفتہ میں ایک روز گھر سے باہر نہیں نکلتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میرے پاس کوئی خادم نہیں جو میرے کپڑے دھو دیا کرے اور چونکہ میرے پاس عموماً صرف ایک ہی جوڑا کپڑوں کا ہے۔ اس لئے میں اسے خود ہی دھو کر سکھانے کے لئے ڈال دیتا ہوں اور جب وہ سوکھ جاتا ہے تو اسے پہنتا ہوں۔ اس کام کیلئے میں نے ہفتے میں ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سن کر اللہ کا شکر ادا کیا اور کہا: ''الحمد للہ'' عمال کے تقرر میں میری فراست کم نہیں ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اہل حمص سے مخاطب ہو کر فرمایا: آپ لوگ بھی خدا کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو ایسا امیر دیا ہے۔ اس لئے ان کے بارے میں نیک گمان رکھا کرو اور ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آیا کرو۔ (مروج الذہب: ۲/۲۴۲)

عاملین کی تادیب وتنبیہ

ایک مرتبہ مصر کے ایک عامل کے بارے میں آپ کو شکایت ملی کہ وہ اس عہد کا خیال نہیں رکھتے، جو آپؓ نے ان سے لیا تھا۔ آپؓ نے ایک شخص کو اس بات کی تفتیش کے لئے بھیجا، معلوم ہوا کہ شکایت صحیح ہے۔ قاصد نے مصری عامل سے کہا: کہ امیر المؤمنین نے آپ کو بلایا ہے۔ اس نے کہا: کہ وہ کپڑے بدل لینا چاہتا ہے۔ قاصد نے کہا: کہ نہیں! آپ کو اسی حالت میں جانا ہوگا۔ چنانچہ جب وہ آپؓ کے یہاں لائے گئے، تو آپؓ نے ان سے فرمایا: کہ اپنے باریک کپڑے اتار دیں۔ اور پھر

آپؓ نے ایک بالوں کا بنا ہوا کرتا منگوا کر اس کو پہنایا۔ اور ایک بکریوں کا ریوڑ منگایا اور ایک لاٹھی دے کر کہا: کہ لیجئے آپ ان بکریوں کو چرائیں اور اس کا دودھ پئیں اور جو تمہارے پاس سے گزرے اسے بھی پلانا اور جو بچ جائے اسے ہمارے لئے محفوظ رکھنا...... پھر کچھ دنوں کے بعد جب اچھی طرح مزاج درست ہوگیا، معافی ملی تو آپ نے ان کو واپس اس عہدہ پر مقرر کر دیا۔

چنانچہ آپؓ کے اس عمل سے پھر کسی دوسرے میں جرات نہ ہوئی کہ وہ آپ کے عہد کی خلاف ورزی کرے۔

عیادت کا حکم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر وحکمراں تھے آپ جانتے تھے کہ حکمرانی کس ذمہ داری کا نام ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کا خیال فرماتے اور ان کی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ آپؓ کا کوئی صحابی بیمار ہوتا تو آپ بذات خود ان کی عیادت کے لئے بھی جاتے تھے اور اس کے لئے دعائے صحت فرماتے۔ آپؓ کے تشریف لانے پر مریض کو راحت حاصل ہوتی اور وہ اپنی بیماری بھول جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس پر سختی سے عمل کیا تھا اور اپنے عاملین کو بھی کہا تھا کہ وہ اس میں کوتاہی نہ کریں۔

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۶ھ) فرماتے ہیں:

كان عمر بن الخطاب اذا بلغه ان عامله لايعود المريض ولايدخل عليه الضعيف۔ (رياض: ۱/۳۸۸)

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملتی کہ آپؓ کا عامل مریضوں کی خبر

گیری نہیں کرتا اور کمزور شخص اس تک نہیں پہنچ پاتا، تو آپؓ اسے اس کے عہدہ سے فارغ کر دیتے تھے''۔

بیت المال کی حفاظت

یہ صرف اخلاقیات میں ہی نہیں مالیات میں بھی سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ پیمانہ عمل تھا آپؓ نے کبھی بیت المال کو اپنے یا اپنے خاندان کے ذاتی کاموں کیلئے استعمال نہ کیا اور نہ کبھی آپ مسلمانوں کے مال میں کسی کوتاہی اور لاپروائی کے مرتکب ہوئے بیت المال کا ایک اونٹ بھی گم ہو جاتا تو آپ پریشان ہو جاتے اور کڑکتی دھوپ میں بھی اس ایک اونٹ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

''سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ دوپہر کو سخت گرمی میں سر پر چادر ڈالے ایک اونٹ کی تلاش میں جا رہے تھے، اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے بالاخانہ پر بیٹھے تھے۔ دور سے دیکھ کر خیال ہوا کہ شاید امیر المؤمنین جا رہے ہیں جب قریب آئے تو فرمایا: امیر المؤمنین! آپ اس دھوپ اور لو میں کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا: بیت المال کا ایک اونٹ گم ہوگیا اس کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ عرض کیا: تھوڑی دیر کے بعد تلاش ممکن تھی، اس دھوپ میں کیوں تکلیف کی؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جہنم کی آگ اس سے سخت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اچھا میں اپنے غلام کو بھیجے دیتا ہوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آرام فرمائیں۔ فرمایا: کہ

قیامت میں تم سے یا تمہارے غلام سے باز پرس نہ ہوگی۔ بیت المال کے متعلق باز پرس تو مجھ ہی سے ہوگی۔اس لئے میں اپنی رہائی کی فکر خود ہی کرنا چاہتا ہوں"۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"جو شخص مسلمانوں کے معاملات کا والی ہوگیا، اس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب ہوتا ہے۔"

(ازالۃ:۲۸۴/۳)

یہ فرما کر تشریف لے گئے اور دوپہر کی دھوپ ہی میں اس کو تلاش کیا، عرب کی گرمی اور دھوپ مشہور ہے۔اندازہ کر لیجئے کیسی سخت دھوپ ہوگی، مگر امیر المؤمنین خود تلاش کے واسطے نکلے ہیں، دوسروں پر بھروسہ نہ کیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کہتے ہیں: کہ میں نے سخت گرمی کے دن میں دیکھا کہ ایک آدمی دو اونٹ کو ہنکائے لئے جارہا ہے۔تو میں نے کہا: کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اس گرمی کے بجائے شام کو یہ عمل کرتا۔ جب وہ قریب ہوئے تو میں نے دیکھا: کہ وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ میں نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی خبر دی، تو انہوں نے دروازے میں جھانک کر دیکھا، مگر گرمی اس قدر تھی کہ وہ واپس اندر چلے آئے، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ قریب آ گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ اے امیر المؤمنین! آپؓ نے اس وقت نکلنے کی تکلیف کیوں فرمائی؟ آپؓ نے فرمایا: اے عثمان! صدقہ کے دو اونٹ پیچھے رہ گئے تھے، بقیہ اونٹ آگے جا چکے تھے، تو میں نے چاہا کہ ان کو بھی چراگاہ تک پہنچادوں۔ مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوگیا تھا، تو فکر ہوئی کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے اس

بات کی باز پرس نہ فرمالیں۔(ازالۃ:۲۸۵/۳)

یہ کہہ کر آپ آگے چل دیے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں موجود ساتھیوں سے فرمایا:

من احب ان ينظر الى القوى الامين فلينظر الى هذا۔
(رياض:١/٣٩٤)

''جو شخص قوی اور امانت دار آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ انہیں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) دیکھ لے''۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے بارے میں یہ بات فرمائی ہے۔
شارح صحیح مسلم حضرت امام نوویؒ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

روينا عن عثمان وعلى قالا فى عمر هذا هو القوى الامين۔ (تهذيب الاسماء:٢/١٢)

ایک مرتبہ بیت المال کا ایک اونٹ کہیں پیچھے رہ گیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوڑے دوڑے اس کے پیچھے جانے لگے، تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اے امیر المؤمنین! آپ کہاں جارہے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: کہ صدقہ کا ایک اونٹ علیحدہ ہوگیا اس کو پکڑنے کے لئے جارہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کو ایک بڑی مشکل میں ڈال دیا۔ تو آپؓ نے فرمایا: اے ابوالحسن! مجھے ملامت نہ کر۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا، اگر ایک بکری کا بچہ بھی فرات کے کنارہ پر ضائع ہوگیا تو قیامت کے دن اس پر عمر پکڑا جائے گا۔

لو مات جدى بطف الفرات لخشيت أن يطالب

اللّٰہ به عمر۔ (ریاض:۳۷۳/۱)

ترجمہ: اگر نہر فرات کے کنارے کوئی بکری کا بچہ کسی وجہ سے ہلاک ہو جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کی باز پرس کرے گا۔(حلیۃ:۶۳/۱)

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ اپنے کسی غلام کو کہہ دیتے کہ وہ یہ کام کرلیتا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ: مجھ سے بڑھ کر اور کون غلام ہوگا۔(تاریخ عمر:۸۹)

رعایا کے جان و مال کی حفاظت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی رعایا پر یہ بات واضح کردی تھی کہ جو شخص کسی دوسرے پر ظلم کرے گا، اسے اس کی پوری پوری سزا دی جائے گی۔اب کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ وہ محض حسب، نسب یا مال و دولت کے بل بوتے پر ظلم و زیادتی کرسکتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا:

''اے لوگو! میں تمہارا والی بنایا گیا ہوں اب جان لو کہ وہ تیزی کمزور کردی گئی ہے، لیکن وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کرنے والوں پر ضرور ظاہر ہوگی اور جہاں تک نیک لوگ اور صاحب فضیلت افراد کا تعلق ہے، تو میں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم خو ثابت ہوں گا، جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور اگر میں کسی ایسے شخص کو دیکھوں گا جو دوسروں پر ظلم و ستم کرتا ہوگا، اس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا پاؤں اس کے دوسرے رخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو

اچھی طرح سمجھ لے''۔(ازالۃ:٢٢٧/٣)

مجاہدین کے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک

سعید التابعین حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''بخدا! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے باپ بن گئے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ان مجاہدین کے گھروں کے دروازوں پر جاتے تھے اور دستک دے کر ان کو سلام کرتے، پھر کہتے: کیا تمہیں کوئی حاجت وضرورت ہے؟ آپ فرماتے کہ اگر تمہیں کوئی حاجت ہے تو مجھے بتاؤ میں بازار سے تمہارے لئے خرید کر لاؤں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ کوئی تمہیں خرید وفروخت میں دھوکا دے جائے۔

چنانچہ جس کو جو ضرورت ہوتی وہ اپنے بچے آپؓ کے ساتھ بھیج دیتے اور آپؓ ان کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدتے۔ اگر کسی کے گھر کوئی بچہ نہ ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ان کے لئے سامان خریدتے تھے، اسی طرح میدان جہاد سے اگر کسی کا کوئی خط آتا تو آپ خود وہ خط لے کر مجاہدین کے گھر جاتے اور ان کو خط دے آتے اور پھر ان سے بھی کہتے: کہ تمہارے شوہر اللہ کی راہ میں گئے ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو، اگر تمہارے پاس کوئی آدمی ایسا ہے جو تمہیں ان کا خط پڑھ کر سنا دے تو ٹھیک ہے، ورنہ میں حاضر ہوں مجھے کہو تو میں پڑھ کر سنا دوں اور پھر فرماتے کہ یہاں سے فلاں دن ایک آدمی جائے گا اگر کوئی خط بھیجنا ہو تو دے دینا۔ آپ اسی طرح

ہر دروازے پر جاتے تھے۔" (ازالۃ: ۲۲۸/۳)

قافلے کی حفاظت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ تاجروں کا قافلہ آیا اور عیدگاہ میں ٹھہرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ کیا آپؓ آج ہمارا ساتھ دیں گے؟ ان کے پوچھنے پر فرمایا: کہ ہم رات بھر اس قافلے اور ان کے ساز و سامان کی حفاظت کریں گے، چنانچہ آپؓ ان کو لے کر گئے اور رات بھر اس قافلہ کی حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے۔

(ازالۃ: ۲۷۴/۳)

ایک مرتبہ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے اور فرمایا: کہ ایک قافلہ مدینہ کے باہر اترا ہوا ہے اور قافلہ والے سفر کی تھکان کی وجہ سے گہری نیند سو گئے ہیں۔ چلو ہم ان کی اور ان کے ساز و سامان کی حفاظت کریں۔ چنانچہ یہ دونوں وہاں گئے اور صبح تک ان کی حفاظت کرتے رہے۔

(تاریخ عمر: ۸۴ لابن جوزی، البدایہ: ۱۳۵/ ۷)

کمزوروں کا خیال

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ تھی کہ آپؐ نے ہمیشہ کمزوروں کا خیال رکھا ان کا بوجھ اٹھایا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم نے ہمیشہ ان کی مدد فرمائی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اس

سیرت پر کس جذبہ سے چلے اسے دیکھئے:

حضرت امام اوزاعیؒ ۱۵۷ھ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رات کے اندھیرے میں گشت کرتے ہوئے ایک گھر میں جاتے اور تھوڑی دیر بعد واپس آتے دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس گھر میں گئے تاکہ معلوم کریں کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک ضعیف بڑھیا ہے جو آنکھوں سے اور پاؤں سے بھی معذور ہے۔ آپؓ نے اس خاتون سے پوچھا: کہ وہ شخص جو آپ کے پاس آتا ہے کیا کرتا ہے؟ خاتون نے کہا کہ وہ ایک عرصہ سے میری خبر گیری کرتا رہتا ہے۔ جس چیز کی مجھے ضرورت ہوتی ہے وہ لا دیتا ہے اور گھر کی صفائی وغیرہ بھی کر دیا کرتا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی، تو انہیں بڑا افسوس ہوا اور اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا: کہ اے طلحہ! تو عمر کی لغزشوں کو معلوم کرنے کے لئے آیا، مگر یہاں معاملہ تو اس کے بالکل برعکس ہے، تو کہاں اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

ثكلتك امك يا طلحه أعثرات عمر تتبع۔

(البدايه: ۷/۱۳۵، ازالة: ۳/۲۷۸، تاريخ عمر: ۸٤، لابن جوزی)

فقراء کی خدمت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غرباء اور فقراء کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں آپؓ نے کبھی کوئی کوتاہی نہیں فرمائی۔ کسی کے بارے میں پتہ چلتا کہ وہ فقر و غربت کا مارا ہوا ہے، تو آپؓ تڑپ جاتے اور اس کی بڑھ چڑھ کر امداد فرماتے تھے۔

عمیر بن سلمہ کہتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیہاتی عورت آئی اور اس نے اپنی مسکنت اور بچوں کی غربت کا اظہار کیا۔......تو آپ نے اسے آٹے سے بھری ہوئی بوری اور تیل دیا اور کہا کہ ہم سے خیبر میں بھی مل لینا چنانچہ جب وہ خیبر میں ملی تو آپؓ نے اسے دو بوری آٹے کی اور منگوا کردی تا کہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت پوری کرے۔
(حیاۃ الصحابہ:۲/۱۹۰)

بیوہ کی خدمت

ایک مرتبہ ایک بچوں والی خاتون نے آپؓ سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ یہ عورت بیوہ تھی۔ آپؓ اپنے گھر گئے اور وہاں سے اس کیلئے بھرے ہوئے غلے کے دو تھیلے، کپڑے اور دوسری چیزوں کو اپنے اونٹ پر رکھا اور اس کی نکیل پکڑ کر عورت کے ہاتھ میں تھما دی۔ اور فرمایا: اسے لے جا انشاء اللہ یہ ختم نہ ہو پائے گا کہ اس سے پہلے اللہ اور بھیج دے گا۔ وہاں کھڑے ایک شخص نے یہ منظر دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا اور کہا: آپ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسے اس قدر دے دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس کا والد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھا۔ بخدا میں نے اس عورت کے بھائی اور باپ کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے وہاں ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رکھا تھا، پھر ہم لوگوں نے اس کو فتح کیا تھا۔ (ایضاً:۲/۱۹۱، بحوالہ بخاری وبیہقی)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم خاص اور غلام اسلم کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ پختہ کار اور سخی کسی کو نہیں پایا۔

ما رأيت أحدا قط بعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من حين قبض كان أجد وأجود حتى انتهى من عمر بن الخطاب۔ (بخاری: ۱/۵۲۱)

مسلم معاشرہ کی تربیت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو سر بازار ایک عورت سے باتیں کرتے دیکھا تو درہ لے کر لپکے اس نے کہا: کہ یہ تو میری بیوی ہے۔ فرمایا: کیا تو دنیا بھر کے آدمیوں سے کہنے جائے گا کہ یہ میری بیوی ہے۔ لوگوں کو تو تجھ پر تعلق بالاجنبیہ ہی کا شبہ ہوگا۔ پھر بلا وجہ مسلمانوں کو بدظنی میں کیوں مبتلا کرتے ہو۔ خبردار! جو آج کے بعد سر بازار کسی عورت سے بھی بات کی چاہے وہ بیوی ہو یا باندی ہی کیوں نہ ہو“۔ (کیمیائے سعادت: ۳۱۳، وعظ النور: ۹۴۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شان سے خلافت کی کہ نہ خدا کا حق ضائع ہونے دیا اور نہ اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کبھی کوئی کوتاہی ہونے دی جہاں تک ہوسکا ہر ممکن طریقہ سے مخلوق خدا کی خدمت اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا اپنا فرض منصبی جانا۔

مسافر عورت کی دردزہ میں خدمت

حضرت حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ جنگل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گشت کر رہے تھے، کہ یکا یک ایک خیمہ میں کچھ روشنی نظر آئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ درد کی وجہ سے کوئی رو رہا ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک مسافر ہے، کسی جگہ کو جا رہا تھا، راستہ میں اس کی بیوی کے دردزہ شروع ہوگیا۔ اس لئے یہیں خیمہ کھڑا کر لیا ہے اور اس کی بیوی درد کی وجہ سے بے چین ہے، اور کوئی عورت ساتھ نہیں ہے، جو اس کام کو انجام دے سکے، اس وجہ سے اور زیادہ پریشانی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں پیروں گھر لوٹ آئے اور اپنی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا: کہ تم یہاں آرام سے سوتی ہو اور تمہاری ایک بہن جنگل میں درد کی وجہ سے بے چین ہے۔ جلد چل کر اس کام کو انجام دو۔ اہلیہ بھی ایسی مطیع اور خدا ترس تھیں کہ فوراً ساتھ ہولیں۔ جب خیمہ پر پہنچے، آپ نے اس شخص سے کہا: کہ اب تم باہر آجاؤ، میرے ساتھ یہ بی بی اس کام کے لئے آگئی ہے۔ اب کوئی فکر کی بات نہیں ہے، چنانچہ اہلیہ محترمہ نے اندر جا کر تدابیر وضع حمل اختیار کیں۔ لڑکا پیدا ہوا تو فرط خوشی میں آواز دی: **"یا امیر المؤمنین بشر صاحبک بغلام"** [امیر المومنین! اپنے دوست کو لڑکے کی خوشخبری سنا دو۔] اور اس کا خیال نہ رہا کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع کیا تھا کہ انہیں خبر نہ ہونے پائے کہ آپ امیر المؤمنین ہیں۔ وہ شخص امیر المؤمنین کا نام سن کر گھبرا گیا۔ آپؓ نے اس کو بہت تسلی تشفی کی اور اس کو کہا: کہ صبح ہمارے پاس

آنا پھر مکان پر واپس تشریف لے آئے۔ جب صبح ہوئی اور وہ آیا تو
آپ نے اس کے بچے کے لئے وظیفہ مقرر کردیا اوراس کو عطا کیا''۔
(ملحوظات:۲۱۵، ریاض:۳۸۹/۱، البدایہ:۱۳۶/۷)

بچوں کے وظائف

آپؓ ایک مرتبہ گشت کررہے تھے کہ ایک بچے کے رونے کی آواز سنی تو وہاں گئے اوراس کی ماں سے کہا: کہ اللہ سے ڈراوراس کے ساتھ اچھا برتاؤ کر۔ پھر واپس اپنی جگہ آگئے، تھوڑی دیر بعد پھر رونے کی آواز آئی تو آپ پھر گئے اوراسے سمجھایا، رات کے آخری حصہ میں جب دوبارہ گشت کرتے اس جگہ سے گزرے تو پھر بچہ کے رونے کی آواز آئی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی ماں سے سختی سے بات کی کہ بچہ بے قرار ہے اور روئے جارہا ہے اور تو کچھ نہیں کررہی ہے۔ اس نے کہا: اللہ کے بندے! تونے بھی مجھے آج تنگ کردیا ہے، میں تو اس کو دودھ چھڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں ہے، آپ نے پوچھا: کہ تو ایسا کیوں کررہی ہے؟ اس نے کہا: کہ امیر المؤمنین عمر اسی بچہ کا وظیفہ دیتا ہے جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ آپؓ نے اس بچہ کی عمر پوچھی تو اس نے عمر بتائی۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: اس کے ساتھ جلدی نہ کرو، چنانچہ آپ گھر آئے اور نماز پڑھی اور خوب روئے کہ معلوم نہیں اس حکم کے تحت کتنے بچے بھوک سے تڑپے ہوں گے۔ پھر آپؓ نے اعلان کرایا: کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو، اب مسلمانوں کے ہر بچہ کا وظیفہ مقرر کیا جائے گا۔ اور پھر آپؓ نے یہ حکم جاری کردیا: کہ اسلام میں ہر بچے کا پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ مقرر کردیا جائے۔ (البدایہ:۱۳۶/۷، ازالۃ:۲۷۴/۳)

غریب عورتوں اور بچوں کی فریادرسی

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گشت کر رہے تھے اور غلام بھی آپؓ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک خیمہ میں سے بچوں کے رونے کی آوازیں آئیں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان کو سخت بھوک اور فاقہ ہے اور ماں نے چولھے پر ہانڈی چڑھائی ہے اور وہ انہیں سمجھا رہی ہے کہ گھبراؤ نہیں اب کھانا تیار ہوا جاتا ہے، ذرا صبر کرو، آپؓ نے یہ حالت دیکھ کر ان سے فرمایا: کہ تم نے امیر المؤمنین کو اطلاع کیوں نہیں کی؟ اس نے کہا: کہ کیا اطلاع کرنا ہمارا کام ہے؟ آخر امیر المؤمنین کیوں بنے ہوئے ہیں۔ آپ خاموش ہو کر مکان تشریف لے گئے اور کچھ غلہ کچھ ستو سر پر رکھ کر چلے۔ غلام نے عرض کیا: کہ میں لے چلوں۔ آپؓ نے فرمایا: کہ قیامت میں عمر کی طرف سے تو جواب دہ تھوڑا ہی ہے۔ جواب طلب ہوگا تو عمر سے ہوگا، سارا سامان اس کے خیمہ پر پہنچا کر اس کے حوالہ کیا۔ غلام نے عرض کیا: کہ واپس چلئے۔ فرمایا: ابھی نہیں چلوں گا، جس طرح میں نے ان بچوں کو روتا دیکھا ہے، جب تک ہنستا ہوا نہ دیکھ لوں گا، اس وقت تک نہیں جاؤں گا۔ اور آپ اس خیمہ کے ادھر ادھر ٹہلنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب کھانا تیار ہو گیا اور بچے کھانے کو بیٹھے، تو خوشی میں ایک دوسرے پر چھینا جھپٹی کرتے تھے، جب یہ حالت آپ دیکھ چکے، تو ان سے

فرمایا: یہ بڑی بے انصافی ہے کہ امیر المؤمنین تنہا ایک شخص ہے، وہ سب کی نگرانی کیسے کر سکتا ہے، لوگوں کو چاہئے کہ اس کی مدد کریں۔ یعنی اپنی حاجات کی اسے جا کر اطلاع کیا کریں‘‘۔

حافظ ابن کثیرؒ نقل کرتے ہیں کہ:

آپ نے وہ کھانے پینے کا سامان اپنی پیٹھ پر لادا۔ تو غلام کہنے لگا: کہ میں اسے اٹھا لیتا ہوں، آپؓ نے فرمایا: نہیں! پھر آپؓ اسے اس جگہ تک اٹھا کر آئے۔ آٹا نکالا، ہنڈیا میں ڈالا اور آگ سلگائی اور اسے پکایا، دھواں آپؓ کے منہ تک آرہا تھا، جب کھانا پک گیا تو آپؓ نے پلیٹ مانگی اور اسے کھانے سے بھرا اور بچوں کو کھلایا اور پھر وہ بچے کھا پی کر سیر ہو گئے اور جب وہ سو گئے، تو پھر آپؓ ان کو مزید اخراجات دے کر واپس آئے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ اسلم بھوک کی وجہ سے بچے سو نہیں پا رہے تھے۔ (البدایہ: ۶/۱۳۶/۷)

آپ کا یہ حال تھا کہ کوڑا لے کر تمام رات گشت کرتے تھے اور مخلوق آرام سے سوتی تھی، جنگلوں میں جہاں جگہ مل جاتی پتھروں پر سو جاتے مشکوں سے پانی بھر بھر کر گھروں کو پہنچاتے تھے۔ (ملحوظات: ۲۴۱)

قحط سالی میں بے چینی

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک مرتبہ شدید قحط پڑا۔ جسے عام الرمادۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ لوگ کھانے پینے کو ترس گئے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راتوں کو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے آگے سربسجود ہو

جاتے اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کی خیر وعافیت طلب کرتے اور فرماتے: اے اللہ! ہمیں اس قحط میں برباد نہ کرنا۔ اے اللہ! ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دے۔ جب دن چڑھتا تو آپؓ ایک ایک مسلمان گھرانے کی فکر اور غرباء ومساکین کی خبر گیری میں گذارتے تھے۔ آپؓ کو خود کھانے پینے کا کوئی ہوش تھا نہ راحت وآرام کا کوئی خیال تھا۔ ہر وقت امت محمدیہ کی فکر وغم میں آپ پریشان حال رہتے تھے۔ ان دنوں اگر کوئی آپؓ کے پاس گوشت کھانے کے لئے لاتا، تو آپؓ فرماتے: کہ جب تک مسلمانوں کو کھانے پینے کی سہولت نہیں ہوجاتی عمر گوشت کس طرح کھا سکتا ہے۔ آپؓ کے خادم خاص حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ قحط ہم سے دور نہ کرتا تو ہم یقین کر بیٹھے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی فکر وغم میں مر جائیں گے۔

لو لم يرفع الله المحل عام الرماة لظننا أن عمر يموت هما بأمر المسلمين۔ (طبقات ابن سعد:۳، کنزالعمال:۱۲/٦١١)

ان ہی دنوں ایک دن سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بچے کے ہاتھ میں ایک پھل دیکھا تو اس سے وہ پھل لے لیا اور فرمایا: کہ تم پھل کھا رہے ہو اور تم نے نہ دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کس حال سے دوچار ہے۔ (ایضاً:٦١٢)

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قاتلانہ حملہ میں زخمی ہوئے تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپؓ کی عیادت کیلئے آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بشارت اور تسلی دیتے رہے۔ تاہم آپ کے چہرہ پر پریشانی کے آثار بھی واضح تھے۔ یہ پریشانی آپؓ کو اپنے بارے میں نہ تھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے

بارے میں تھی۔ جس نے آپ کو بے چین کئے رکھا تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت فرمایا:

واما ماتری من جزعی فهو من أجلك ومن أجل أصحابك۔ (رواه البخاری، مشکوٰۃ:۵۵۹)

ترجمہ: اور یہ جو کچھ تم میری بے چینی دیکھتے ہو اس کا سبب تم اور تمہارے لوگ ہیں۔

یعنی مجھے اس بات کی فکر کھائے جا رہی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کسی آزمائش اور سختی میں نہ آجائے کیونکہ آپؓ کا وجود تمام فتنوں اور آزمائشوں کے لئے ایک بند دروازہ کی طرح تھا۔

دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ لکھتے ہیں:

''سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوائے ایک درد کے دوسرا کوئی درد نہ تھا وہ ہر وقت ایک ہی فکر میں مشغول تھے۔ اپنی زندگی صحت اور عافیت کے زمانہ میں بھی وہی خیال تھا، جو سب خیالوں پر غالب تھا اور زخموں کی بے چینی میں جب کہ موت سامنے کھڑی تھی، وہی ایک مسلمانوں کی بہبودی اور خیر خواہی کا خیال پیش نظر تھا، اپنی تکلیف کا احساس نہیں تھا''۔ (اشاعت اسلام:۲۳۵)

وفائے عہد کی حیرت انگیز مثال

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''ہرمزان نے مسلمانوں کو بہت ایذائیں پہنچائی تھیں، آخر حضرت عمرؓ

کے پاس گرفتار کر کے لایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا، اس نے نہ مانا، چنانچہ اس کے قتل کا حکم دیا، اس نے ایک چال چلی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ آپ مجھے قتل تو کرتے ہیں تھوڑا سا پانی منگوا دیجئے۔ آپؓ نے پانی منگوایا، جب پانی آیا تو اس نے کہا: کہ مجھے اندیشہ ہے کہ پانی نہ پی سکوں اور جلاد مجھ پر تلوار چلا دے۔ آپ نے فرمایا جب تک تم پانی نہ پی چکو قتل نہ کئے جاؤ گے۔ "**لا بأس عليك حتى تشربه**" پانی پینے تک کچھ اندیشہ نہیں۔

(اشاعت اسلام:۲۲۴)

یہ سن کر اس نے پانی فوراً زمین پر پھینک دیا اور کہا: کہ اب آپ مجھ کو قتل نہیں کر سکتے، کیونکہ اب یہ پانی پینا ممکن نہیں ہے اور اس کے پینے تک مجھ کو امن تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو آزاد کر دیا۔ ہر مزان کو اپنی چال پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ خوب جانتا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر کہ تم جب تک پانی نہ پی چکو قتل نہ کئے جاؤ گے ہرگز قتل نہ کریں گے، یہ واقعہ دیکھ کر ہر مزان فوراً اسلام لے آیا کہ واقعی یہ دین برحق ہے۔ جس میں مخالف کے ساتھ بھی اتنا اچھا سلوک کیا جاتا ہے"۔ (پسندیدہ واقعات:۲۴۴)

جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اگر اس وقت جب کہ آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا تھا مسلمان ہو جاتا تو لوگ سمجھتے کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوا ہے۔ اس لئے پہلے میں نے آپ کو بے دست و پا کر دیا کہ میرے اوپر کسی طرح آپ کا زور نہیں چل سکتا۔ اب بخوشی مسلمان ہوتا ہوں، دیکھا آپؓ نے اسلام کی تعلیم کو کہ اس تعلیم

وفائے عہد پر اتنا بھروسہ تھا کہ امن دینے کے بعد امیر المؤمنین ہرگز بد عہدی نہ کریں گے وعدہ کر کے خلاف وعدہ کبھی نہ کریں گے۔(الاتمام لنعمۃ الاسلام: ۷۹)

عدل فاروقی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل و انصاف اور آپؓ کے عادلانہ اور منصفانہ نظام کی ایک دنیا گواہ ہے اور تاریخ میں عدل فاروقی کو بطور مثال کے جگہ جگہ بیان کیا جاتا ہے۔ آپؓ نے عدل و انصاف کرنے میں کبھی چھوٹے بڑے اور اپنے اور دوسرے میں فرق نہیں رکھا۔ ہر جگہ انصاف کے تقاضے پورے فرمائے، اگر آپؓ کسی قاضی کے بارے میں دیکھتے کہ عدل یا متعلقات عدل میں وہ کسی کوتاہی کا مرتکب ہوا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے نہ صرف یہ کہ باز پرس کرتے بلکہ اسے سختی کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپؓ کے ہیبت و جلال سے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متاثر تھے اور آپؓ کے عدل و انصاف کا خوف سب پر طاری رہتا تھا۔(الوشیعہ:۱۲۹)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان تھا کہ:

''قضا ایک ضروری فرض ہے لوگوں کو اپنے حضور میں اپنی مجلس میں اپنے انصاف میں برابر رکھو، تاکہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو اور روادار کو تمہاری رورعایت کی امید نہ پیدا ہو''۔(الفاروق:۲۱۴)

حضرت عمرؓ اور ابی ابن کعبؓ کا مقدمہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے

درمیان ایک باغ کے معاملے میں تنازعہ ہوا دونوں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آے اور کہا کہ ہم ایک معاملے کے فیصلے کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں کہ فریقین کو حاکم اور ثالث کے پاس جانا چاہیئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ یہاں بیٹھیں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا زید! تم نے ابتداء ہی ظلم سے کی ہے تم مجھے میرے فریق کے ساتھ بٹھاؤ، چنانچہ جب یہ دونوں بیٹھ گئے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا دعویٰ پیش کیا امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکار کیا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گواہ طلب کئے، انہوں نے کہا میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہے، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلف اٹھانا ہوگا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کہ تم امیر المؤمنین سے حلف نہ اٹھواؤ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا سبھی لوگوں کے مقدمات میں تم اس طرح کرتے ہو، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جس طرح دوسرے لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہو اسی طرح ہمارے درمیان بھی فیصلہ کرو، چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حلف اٹھائیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جس چیز کو کھانے میں میں حرج نہیں محسوس کرتا کیا اس پر حلف اٹھانے میں حرج محسوس کروں گا۔ اس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میری اس زمین پر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا کوئی حق نہیں ہے اس طرح یہ مقدمہ فیصل ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر یہ تاریخی جملہ بھی ارشاد فرمایا جو جملہ قضاۃ کی تربیت کے لئے بہترین

مثال ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لایدرك زید القضاء حتی یكون عمرؓ و رجل من عرض المسلمین عنده سواء۔ (اخبار القضاة: ۱/۱۱۰، ازامام وکیع)

زید اس وقت تک منصب قضاء کے اہل نہیں ہو سکتے جب تک عمر (یعنی امیر المؤمنین) اور عام مسلمانوں میں سے معمولی آدمی ان کے نزدیک برابر نہ ہوں''۔ (ماخوذ از اسلامی عدالت: ۱۸)

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

''بزرجمہر نے اپنا ایک قاصد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہاں اس لئے بھیجا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مشاہدہ کر کے آئے جب وہ مدینہ منورہ آیا تو اس نے مسلمانوں سے پوچھا کہ آپ کا بادشاہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: کہ ہمارے یہاں بادشاہ کوئی نہیں امیر ہوتا ہے اور وہ ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں وہ آپ کو تلاش کرتے جب مدینہ طیبہ سے باہر پہنچا تو دیکھا کہ آپ دھوپ میں سوئے ہیں سر کے نیچے درہ رکھا ہوا ہے اور ماتھے سے اس قدر پسینہ بہہ رہا ہے کہ نیچے مٹی بھی گیلی ہے جب اس نے یہ منظر دیکھا تو بڑا متاثر ہوا اور تعجب کرنے لگا کہ اس آدمی کی ہیبت سے ساری دنیا کانپتی ہے پھر کہنے لگا کہ آپ عدل کرتے ہیں اسلئے بے ڈھرک سوتے ہیں اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے اسلئے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ آپ کا دین سچا ہے اگر میں قاصد بن کر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہو جاتا میں

واپس آؤں گا اور اسلام قبول کروں گا''۔ (کیمیائے سعادت:۳۹۸)

عدلیہ میں چھوٹے بڑے کا عدم امتیاز

مخالف تو مخالف رہے اپنوں نے بھی اگر کوئی ظلم کیا خواہ وہ کسی علاقہ کا حاکم ہی کیوں نہ ہوتا آپ وہاں بھی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے اور اس میں کسی کی رورعایت نہ کرتے تھے نہ کسی بڑے چھوٹے کا کوئی لحاظ اس سلسلے میں آپ کو مانع ہوتا تھا۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

جبلہ ایہم غسانی کا واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جبلہ ایہم غسانی جو کہ ملوک غسان میں سے تھا مسلمان ہوا موسم حج میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا ایک دوسرا غریب آدمی بھی ساتھ طواف کر رہا تھا اتفاق سے اس غریب آدمی کے پیر تلے اس کے ازار کا کنارہ دب گیا جبلہ آگے بڑھا تو اس کی لنگی کھل گئی اور وہ برہنہ ہو گیا چونکہ وہ اپنے کو بہت بڑا آدمی سمجھتا تھا اور دوسرا شخص نہایت غریب تھا لہٰذا اس کو بہت غصہ آیا اور اس نے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ اس بے چارہ کا دانت ٹوٹ گیا وہ شخص اس حالت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا امیر المؤمنین جبلہ نے میرا دانت توڑ دیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جبلہ کو ہمارے پاس لاؤ۔ جب وہ لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یا تو تم مدعی کو رضامند کرو ورنہ قصاص دینے پر رضامند ہو جاؤ جبلہ کو خلاف توقع فیصلہ سخت ناگوار گذرا اس نے کہا: ایک معمولی شخص کے عوض مجھ سے قصاص لیا جائیگا میں بادشاہ ہوں اور وہ عام رعیت کا ایک فرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: کہ اسلام نے تم کو اور اس کو بادشاہ اور رعیت کو اپنے احکام میں مساوی کر دیا ہے کسی کو کسی پر فضیلت ہے تو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہے جبلہ نے کہا میں تو یہ سمجھ کر مسلمان ہوا تھا کہ پہلے سے زیادہ باعزت ومحترم ہو کر رہوں گا آپؓ نے فرمایا اسلامی قانون کا فیصلہ تو یہی ہے جس کی پابندی ہم پر اور تم پر لازمی ہے اس کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا عزت قائم رکھنی ہے تو اس کو راضی کر لو ورنہ مجمع عام میں بدلہ دینے کو تیار ہو جاؤ۔ (اشاعت اسلام:۲۷۴)

اس نے کہا: کہ اچھا مجھے ایک دن کی مہلت مل سکتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص مہلت دے تو ہو سکتی ہے صاحب حق سے پوچھا گیا وہ بے چارہ اس قدر نیک دل تھا کہ اس نے اجازت دے دی جبلہ موقع پا کر رات کو بھاگ گیا اور رومیوں سے جا ملا اور بدستور سابق نصرانی ہو گیا۔

دیکھئے اس کو طلب صادق اور محبت واقعی دین سے نہ تھی کہ ذرا وہمی ذلت کے خوف سے دین چھوڑ دیا جس کا نتیجہ ابدالاباد کی ذلت ہے۔ (امثال عبرت:۷۷)

امیر غریب میں برابری

پھر مساوات محض اس حد تک نہیں کہ ضعیف کو قوی کے ساتھ حقوق میں برابر کر دیا بلکہ یہاں تک رعایت کی کہ مجلس حکومت وقضاء میں کوئی امتیاز سلطان ورعیت امیر وغریب رئیس ومرؤس میں نہیں رکھا۔

شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

رعیت کے تمام انواع واصناف میں مساوات کو ملحوظ رکھا جائے کسی کو کسی پر اس کے مرتبہ یا حال کی وجہ سے تقدیم وترجیح نہ دے قاضی کو

چاہئے کہ مدعی مدعیٰ علیہ میں کسی بات کا فرق نہ کرے نہ ان کی مجلس میں نہ ان کی طرف دیکھنے میں اور نہ گفتگو میں...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک معاملہ پیش ہوا جس میں ایک فریق مسلمان تھا اور ایک یہودی آپ کو ثابت ہو گیا کہ حق یہودی کا ہے آپ نے اس کی ڈگری فرما دی۔ (اشاعت اسلام: ۵۶۴)

امیر فوج کے نام مکتوب

آپ نے عراق کے فوج کے امیر کے نام ایک خط میں لکھا:

فالناس شریفهم و وضیعهم فی ذات اللّٰه سواء اللّٰه ربهم وهم عباده۔ (البدایه: ۷/۳۵)

[لوگ اونچے طبقہ کے ہوں یا نچلے طبقہ کے اللہ کے نزدیک سب برابر ہیں، اللہ ان کا پروردگار اور فرمانروا ہے اور وہ اس کے بندے اور رعایا ہیں۔]

اس میں آپ نے یہ ہدایت دی کہ عدل وانصاف کے معاملے میں یہ نہ دیکھا جائے کہ کون بڑا یا چھوٹا ہے قانون عدل سب کے لئے یکساں ہوگا۔

عامل کو سزا

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کر رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ آپ کے فلاں عامل نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے اور مجھے مارا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ میں اسے

ضرور سزا دوں گا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود تھے کہنے لگے: حضور! کیا آپ فلاں عامل کو سب کے سامنے سزا دیں گے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں واللہ میں سزا دئے بغیر نہ رہوں گا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور صورت بھی ہو تو؟ آپؓ نے پوچھا وہ کیا صورت؟ کہا: کہ اگر وہ اسے راضی کر لے۔ آپؓ نے فرمایا: کہ ہاں پھر ٹھیک ہے۔ (کنز العمال: ۶۷۰/۱۲)

غیر مسلموں کو اطمینان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسی عدل کی وجہ سے مسلمان تو در کنار کافروں کو بھی اطمینان تھا کہ دور فاروقی میں ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گا اور اگر کسی نے ظلم و زیادتی کا ارتکاب کیا تو اسے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عدالت سے انصاف ضرور ملے گا اور ظالم اس ظلم کی سزا پائے گا۔

ایک غیر مسلم کا قبول اسلام

حضرت امام اوزاعیؒ ۱۵۷ھ کہتے ہیں:

''ایک مرتبہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے لوگوں کا حال چال معلوم کرنے کے لئے نکلے اور دور نکل گئے۔ دوپہر کا وقت تھا، آپ نے ظہر کی نماز ادا کی اور ایک درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ اتنے میں وہاں سے ایک غیر مسلم کا گزر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو رہے ہیں وہ آپؓ کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:

أحسنت يا عمر عدلت فنمت

اے عمر خوب! آپ نے انصاف کیا اور بےفکر ہوکر سو گئے۔

یعنی اگر آپؓ نے کسی کے ساتھ کوئی ظلم کیا ہوتا تو آپ کبھی اس طرح بے خوف وخطر ہوکر یہاں اکیلے نہ سو سکتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس کی آواز سنی تو جاگ پڑے اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروں کو بوسہ دیا اور وہیں اسلام لے آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس منظر کو دیکھ کر رو پڑے اور کہا: اے میرے رب! اگر آپ عمر پر رحم نہ فرمائیں تو عمر ہلاک ہی ہو جائے۔

يا رب هلك عمر ان لم ترحمه۔ (رياض: ۱/۳۹۱)

بوقت شہادت وصیت

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس وقت بھی عدل وانصاف کا دامن تھامنے کی نصیحت ووصیت فرما رہے تھے۔ جب ان پر قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا اور میری انگلی ان کے زخم پر تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے قریش کی جماعت! مجھے تمہارے بارے میں لوگوں سے خطرہ نہیں البتہ مجھے تم سے لوگوں کے بارے میں اندیشہ ہے میں نے تمہارے درمیان دو باتیں چھوڑی ہیں اگر تم ان پر جمے رہو گے تو خیر پر قائم رہو گے، حکومت میں انصاف اور تقسیم میں انصاف، میں تمہیں علم کی ایسی بلند سطح پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جو سیدھے راستے سے ہٹنے والے کو اور ہٹا دے گا۔ (المصنف لابن ابی شیبہ: ۲/۱۷۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری وقتوں میں

جب حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے آپؓ کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ آپؓ نے پورے عدل وانصاف کے ساتھ خلافت کی ہے اور امانت کا حق پوری طرح ادا کر دیا ہے۔

ابشر بالجنة يا امير المؤمنين صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطلت صحبته ثم وليت لعدلت وأديت الامانة۔ (كنز العمال:١٢/٦٧٦)

اصول عدل

جناب علامہ شبلی نعمانی مرحوم لکھتے ہیں:

''قضاۃ اور ان کی کاروائیوں کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس قسم کے اصول اختیار کئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے عہد خلافت میں بلکہ بنو امیہ کے دور تک عموماً قضاۃ ظلم وانصافی کے الزام سے پاک رہے۔...... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے آئین واصول مقرر کئے لیکن یہ سب تک وہیں تھا جہاں انصاف کی ارزانی اور آسانی میں کوئی خلل نہیں پڑتا تھا ورنہ سب سے مقدم ان کو جس چیز کا لحاظ تھا وہ انصاف کا ارزاں اور آسان ہونا تھا آج کل مہذب ملکوں نے انصاف اور دادرسی کو ایسی قیود میں جکڑ دیا اور داد خواہوں کو دعویٰ سے باز آنا اس کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصول وآئین اس قدر سہل اور آسان تھے کہ انصاف حاصل کرنے میں ذرا بھی دقت نہیں ہوسکتی تھی اور

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص اس بات کا ہمیشہ لحاظ رہتا تھا......
عدالت کے دروازے پر کسی قسم کی روک ٹوک نہ تھی تمام قضاۃ کو تاکید تھی کہ جب کوئی غریب شخص مقدمہ کا فریق بن کر آئے تو اس سے نرمی اور کشادہ روئی سے پیش آئیں تاکہ اظہار مدعا میں اس پر مطلق خوف کا اثر نہ ہو"۔(الفاروق:٢٢٠)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھنا

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کو یہ شان اور مقبولیت عطا فرمائی کہ اگر کوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں بھی دیکھ لے تو یہ اس کے عادل ہونے کی شہادت ہوگی۔

حضرت امام محمد بن سیرین ١١٠ھ لکھتے ہیں کہ:

"اگر کوئی شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ وہ شخص عادل اور منصف ہے اور اگر آپ کو کسی شہر میں کشادہ رو اور خوش طبیعت دیکھیں تو یہ اس امر کی دلیل ہوگی کہ اس شہر میں عدل اور انصاف ظاہر ہوگا"۔(تعبیر الرؤیا:٧٥)

شیخ عبدالغنی نابلسی ١١٤٣ھ بھی لکھتے ہیں کہ:

"اگر کسی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کسی ایسے شہر میں دیکھا ہے جہاں ظلم ہوتا تو اب وہاں عدل کا نفاذ ہوگا"۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں:

ومن راه فی بلد فیها قحط أمطرت مطرا جیدا

وكانت بها بركات وفتوحات وان كان بها جور نزل بهأ عدل۔ (تعطير الانام:۲۹۷)

ترجمہ: جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ایسے شہر میں دیکھا جہاں قحط ہے تو وہاں اچھی بارش برسے گی جس سے برکتیں اور فتوحات کے دروازے کھلیں گے اور اگر وہاں ظلم کا بازار گرم ہے تو عدل وانصاف ہوگا۔

عقل کا اعلیٰ معیار

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ: اے عمر! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم قبر میں تن تنہا رکھے جاؤ گے اور دو نہایت عجیب الخلقت فرشتے تم سے آ کر توحید، نبوت کے بارے میں سوال کریں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور کس قدر پیارا جواب عرض کیا اور اگر وہ جواب نہ دیتے تو کون دیتا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیے کہ اس وقت ہماری عقل رہے گی یا نہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسل نے فرمایا کہ: ہاں عقل رہے گی بلکہ عقل میں اور ترقی ہو جائے گی کیونکہ ہیولانی حجاب اس وقت باقی نہ رہیں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر عقل باقی رہے گی تو کوئی خوف نہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب معاملہ درست ہوگا۔ (وعظ، اکمال الصوم: ۹)

غیروں کا اعتراف

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وفد سے ہرقل نے پوچھا کہ

تمہارا خلیفہ کیسا ہے فرمایا: ﴿لایَخدع ولایُخدع﴾ نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے ہرقل ان جملوں کو سن کر ششدر اور حیران رہ گیا اور دربار عام میں یہی بات کہی کہ جملہ اول سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا دین کامل ہے اور جملہ ثانی سے معلوم ہوتا کہ اس کی عقل کامل ہے پھر کہا کہ جس میں یہ دو باتیں جمع ہوں گی ایسے شخص کا مقابلہ مشکل ہے‘‘۔

(وعظ، رفع الموانع:۱۷، ضرورت العلماء:۱۵، الکلام الحسن:۱۹۲/۲، افاضات:۲۴۰/۳)

انگریز حاکم کا اعتراف

ایک انگریز حاکم نے ایک مسلمان سے کہا کہ ہماری ایک بڑی جماعت منتظمین کی ڈیڑھ سو برس میں وہ انتظام نہیں کرسکی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تیرہ چودہ برس میں کردیا اس پر آپ نے کہا کہ اب تو مانو گے کہ ان کے ساتھ تائید غیبی تھی اس نے کہا کہ تائید غیبی کیا ہوتی ان کو عقل بڑی دی گئی تھی انہوں نے کہا کہ عقل کے اس درجہ کا نام ہی تائید غیبی ہے، دیکھئے یہ شہادت ہے مخالفین کی اور یہ زیادہ باوقعت اسلئے ہے کہ جاننے والے کی شہادت ہے۔

k\Farooq-e-Aazam\f
03.tif not found.

فتوحات

شان عبرت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عراق اور قادسیہ کی لڑائی کے زمانہ میں آفتاب نکلنے پر مدینہ سے باہر نکل جاتے تھے اور قاصد کی راہ دیکھتے کہ کیا خبر لایا ہے ایک دن آپ معمول کے موافق جب نکلے تو دور سے ایک سوار آتا نظر آیا وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا قاصد تھا اس نے فتح کی خوشخبری دی تاہم اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق ہیں وہ اپنی سواری پر ہی رہا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا حال تھا؟۔

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اس نے کہا خدا نے مسلمانوں کو کامیاب کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رکاب کے برابر دوڑے جاتے تھے اور حالات پوچھتے جاتے تھے جب سوار شہر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ جو شخص آتا ہے وہ انہیں امیر المؤمنین کہہ کر پکارتا ہے تو ڈر سے کانپ اٹھا اور کہا کہ حضرت نے مجھے

اپنا نام کیوں نہ بتایا کہ یہ میں گستاخی تو نہ کرتا آپ نے فرمایا نہیں کچھ حرج نہیں تم سلسلہ کلام جاری رکھو۔ (البدایہ: ۱۰۸/ ۷)

چنانچہ آپ اسی طرح اس کے رکاب کے ساتھ ساتھ گھر تک آئے مدینہ طیبہ پہنچ کر آپ نے مجمع میں فتح کی بشارت دی اور وہاں ایک نہایت پراثر تقریر فرمائی جس کا اخیر فقرہ یہ تھا۔

مسلمانو! میں بادشاہ نہیں ہوں کہ تم کو غلام بنانا چاہتا ہوں میں خدا کا غلام ہوں البتہ خلافت کا بار میرے سر پر رکھا گیا ہے اگر میں اسی طرح تمہارا کام کروں کہ تم چین سے گھروں میں سوؤ تو میری سعادت ہے اور اگر یہ میری خواہش ہو کہ تم میرے دروازے پر حاضری دیا کرو تو یہ میری بدنصیبی ہے میں تم کو تعلیم دینا چاہتا ہوں لیکن باتوں سے نہیں عمل سے"۔ (البدایہ: ۱۱۳/ ۷، الفاروق: ۱۰۶)

کسریٰ کے خزانے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قدموں میں

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جب مدائن میں داخل ہوئے تو ہر طرف سناٹا تھا، کچھ قلعہ میں چھپے ہوئے تھے۔ یزدگرا اپنے اہل وعیال اور جتنا سامان وہ آسانی کے ساتھ لے جاسکتا تھا لے کر حلوان فرار ہوگیا۔ جو لوگ قلعہ میں چھپے ہوئے تھے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں باہر آنے کا حکم دیا اس کے بعد آپ اپنے لشکر کو لے کر قلعہ میں داخل ہوئے اور کسری کے عظیم الشان محل اور ان کے ساز وسامان پر ایک سرسری نظر ڈالی تو نہایت عبرت ہوئی اور بے اختیار زبان پر یہ آیتیں آگئیں۔

كم تركوا من جنات وعيون، وزروع ومقام كريم، ونعمة كانوا فيها فاكهين، كذلك وأورثنها قوما آخرين۔
(پ:۲۵، سوره الدخان:۲۵ تا۲۸)

ترجمہ: بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے اور کھیتیاں اور گھر عمدہ اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے۔

یہ کسریٰ اور اس کا عظیم الشان محل تھا جس کا رعب و دبدبہ اور اس کے خزانوں کا چرچا پورے عرب میں ہو رہا تھا اور آج یہ سب کچھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فوج کے قدموں کے نیچے تھا۔

مسلمانوں کی اعلیٰ درجہ کی امانت

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

ایوان کسری میں تخت شاہی کے بجائے منبر نصب ہوا جمعہ کی نماز وہیں ادا کی گئی اور یہ پہلا جمعہ تھا جو عراق میں ادا کیا گیا......اس محل میں شاہی خزانہ اور نوادرات کی ایک بڑی تعداد تھی، زرہیں، تلواریں، خنجر کے ساتھ ساتھ سونے چاندی کے زیورات، شاہی ملبوسات، سونے سے بنایا گیا ایک گھوڑا، جس پر چاندی کا زین بھی کسا ہوا تھا اور سینے پر زمرد، یاقوت اور موتی جڑے ہوئے تھے۔ چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کی پالان تھی۔ ایک عجیب وغریب سونے کا فرش تھا۔ اس پر زمرد کا سبزہ پکھراج، کی جدولیں، سونے چاندی کے درخت، حریر کے پتے، جواہرات کے پھل سجائے تھے۔ مسلمانوں کی فوج نے یہ سب کچھ افسر کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ کسی

کے دل میں خیانت کا خیال تک نہ آیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ:

''جن لوگوں نے ان نوادرات کو ہاتھ نہیں لگایا بلاشبہ انتہاء درجہ کے ایماندار ہیں''۔ (الفاروق:۱۰۹)

پھر جب یہ سامان فوج میں تقسیم ہو کر اس کا پانچواں حصہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا گیا اور اس فتح کے واقعات اتنی تفصیل کے ساتھ بیان گئے۔ گویا سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنی آنکھوں سے اس کو ملاحظہ کر رہے ہوں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت کی کثرت اور مسلمانوں کی دیانت و امانت دیکھی تو حیران رہ گئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا جن لوگوں نے یہ سب چیزیں لا کر حاضر کیں ہیں وہ واقعی بڑے امانت دار ہیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

''چونکہ آپ کا دامن پاک ہے اسلئے آپ کی رعایا بھی پاک دامن ہے اگر آپ کی نیت ٹھیک نہ ہوتی تو ان کی نیت میں بھی فتور آجاتا''۔

سونے کا فرش

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سونے کے فرش کی بابت بتایا گیا تو آپ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا، بعض نے کہا: اسے نہ توڑا جائے اور نہ ہی تقسیم کیا جائے، تاہم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ تھا کہ اسے توڑ دیا جائے، چنانچہ آپؓ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل کرنے کا حکم دیا اور نوشیروان کا یہ فرش ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا گیا اور اس طرح عراق

اپنی پوری فتح کے ساتھ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔

مال غنیمت کی کثرت سے رونا

پھر مال غنیمت صحن مسجد میں رکھا گیا اور اس پر ایک چادر ڈال دی گئی صبح کے وقت جب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مال غنیمت پر نظر ڈالی تو بے ساختہ رو پڑے لوگوں کے پوچھنے پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کہ آج تو خوشی کا دن ہے اور آپؓ رو رہے ہیں آپؓ نے کہا یہ تو ٹھیک ہے کہ آج ہم نے یہ دن دیکھا ہے مگر جہاں دولت کا قدم آتا ہے رشک وحسد اور باہم عداوت وبغض بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین: ۲۵۶)

"خدا کی قسم جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو یہ چیزیں دی ہیں تو وہ آپس میں حسد وبغض کرنے لگتے ہیں اور جب وہ آپس میں حسد کرتے ہیں تو ان کے درمیان لڑائی شروع ہو جاتی ہے"۔

(البدایہ لابن کثیر: ۷/۱۵۷)

فتح شام

فتح کی بشارت

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک کی تفصیل سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا ادھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جنگ کا نتیجہ سننے کے لئے بڑے بے تاب تھے۔ آپؓ نے قاصد کے آنے سے ایک دو رات قبل ایک خواب دیکھا تھا جس سے آپؓ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار

کر دیا ہے۔

مؤرخ شام علامہ واقدی (۲۰۷ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رومیوں کی شب ہزیمت میں یہ خواب دیکھا کہ گویا حضرت آقائے دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روضہ اقدس میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو سلام کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ! میری تمام تر توجہ مسلمانوں کی جانب مرکوز ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ رومیوں کی تعداد آٹھ لاکھ ساٹھ ہزار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

یاعمر أبشر فقد فتح اللّٰہ علی المسلمین وقد انھزم عدوھم وقتل کذا و کذا ثم تلا رسول اللّٰہ ﴿تلک الدار الآخرۃ نجعلھا۔ (الآیۃ﴾

عمر! خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح بخشی ہے اور ان کے دشمنوں کو ہزیمت دی ہے۔ ان کے بہت سے لوگ مارے گئے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علوا

فی الارض ولافسادا والعاقبة للمتقین﴾
[اور آخرت والا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کردیں گے جو زمین میں نہ تو بڑائی چاہتے ہیں، اور نہ فساد، اور آخری انجام پرہیزگاروں کے حق میں ہوگا۔] (آسان ترجمہ)

صبح کے وقت جب مسلمان نماز فجر کیلئے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھا کر انہیں اس خواب سے مطلع کیا۔ اہل اسلام اس سے بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ شیطان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل کبھی نہیں بنا سکتا جواب اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ ہو۔ (فتوح الشام:۴۰۹)

فتح بیت المقدس

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق ایک لشکر تیار کر کے بیت المقدس کی جانب رخ کیا اور وہاں پہنچ کر اس شہر کا محاصرہ کرلیا آپ کے ساتھ ۳۰ ہزار کا لشکر تھا مسلمان فوج وہاں تین دن تک کھڑی رہی مگر اہل شہر میں سے کسی نے بھی ان کے ساتھ گفتگو نہیں کی تاہم انہوں نے اپنے شہر کو چاروں طرف سے مختلف ہتھیاروں کے ذریعہ محفوظ بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی کہ یہ جنگ مسلمانوں کے لئے آسان نہ ہو پائے۔

چوتھے یا پانچویں دن حضرت یزید بن ابی سفیان نے شہر کے دروازہ کے بالکل قریب ہو کر اس طرح آواز دی کہ اندر کے لوگ سن لیں آپ نے وہاں کھڑے

ہو کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور کہا کہ اگر تم مسلمان نہیں ہوتے تو پھر جزیہ دینا قبول کر و اور اس طرح شہر اور اہل شہر کو بچالو اور اگر جزیہ نہ دو گے تو پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ انشاء اللہ شکست تمہارے مقدر میں ہے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان کا یہ بیان جب اہل شہر نے سنا تو کہا کہ ہم مر جائیں گے مگر اسلام قبول نہ کریں گے حضرے یزید بن ابی سفیان کو جب پتہ چلا کہ شہر والے نہ اسلام لانے کیلئے تیار ہیں نہ جزیہ دینا قبول کر رہے ہیں تو آپ اپنے ساتھیوں کے پاس مشورہ کے لئے آئے آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ چونکہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہاں جنگ کیلئے نہیں بھیجا ہے اس لئے جنگ سے پہلے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صورت حال سے مطلع کر دیا جائے پھر جیسا آپ حکم دیں گے عمل کر لیا جائے گا، چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جہاد کی اجازت دے دی جب مسلمانوں کو پتہ چلا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جہاد کی اجازت دے دی ہے تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔

مؤرخ شام علامہ واقدیؒ لکھتے ہیں:

''مسلمان جنگ کے لئے اتنے تیار تھے کہ یہ رات انہوں نے اس طرح گزاری جیسے کوئی کسی آنے والے کے انتظار میں گزارتا ہے ہر امیر کی یہ خواہش تھی کہ بیت المقدس کی فتح کا سہرا ان کے سر بندھے اور وہی سب سے پہلے بیت المقدس میں داخل ہو اور نماز پڑھے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے آثار کی زیارت کرے''۔

و کل أمیر یرید ان یفتح علی یدیه فیتمتع به لصلاة فیه والنظر الی آثار الأنبیاء۔ (فتوح الشام:۱٤٥)

نماز فجر کے بعد مختلف جماعتوں کے امیر دعاؤں میں مصروف رہے اور مقابلہ کے لئے تیاری ہونے لگی حضرت یزید بن سفیان نے اس وقت قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے بیت المقدس کے بارے میں کہی تھی:

یاقوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب اللّٰہ لکم ولاترتدو علی أدبارکم فتنقلوا خاسرین۔ (پ:٦ المائد:٢١)

[اے قوم داخل ہو جاؤ! پاک زمین میں جو مقرر کردی ہے اللہ نے تمہارے لئے اور نہ لوٹو اپنی پیٹھ کی طرف پھر نقصان میں جا پڑو گے۔]

مسلمان جب مقابلہ کیلئے آگے بڑھے تو دوسری جانب سے تیروں کی بارش ہونے لگی نہ مسلمان اس شہر پر قابض ہو سکے اور نہ وہ مسلمانوں کو بھاگنے پر مجبور کر سکے دس دن سے زائد اس جنگ کو ہو گئے مگر اب تک کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا اسی دوران حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ یہاں تشریف لے آئے آپ کے آنے پر مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی کہ پورا علاقہ ”اللہ اکبر“ کی صدا سے گونج اٹھا مسلمانوں کے اس جم غفیر اور ان کے آنے کی خبر سن کر بیت المقدس والے سخت خوف میں مبتلا ہو گئے اور ان کے تمام سردار اور جنرل اپنے مذہبی پیشوا پوپ کے پاس آئے پوپ نے ان کے آنے اور ایک شور بپا ہونے کا سبب معلوم کیا تو اسے بتایا گیا کہ مسلمانوں کا امیر اپنی ایک بڑی فوج کے ساتھ آ گیا ہے یہ خبر سنتے ہی پوپ کا رنگ فق ہو گیا اور افسوس کرتے ہوئے کہا کہ ہائے اب کیا ہوگا، جب پوپ سے پوچھا گیا کہ وہ کیا بات ہے جس نے اسے اس قدر پریشان کر دیا تو اس نے کہا:

”انجیل مقدس کی قسم اگر فی الواقع آنے والا ان کا امیر اور

سردار ہے تو اب تمہاری ہلاکت کو کوئی نہیں روک سکتا جو بات ہمیں پرانی کتابوں اور پیشواؤں سے ملیں ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمین کا فاتح ایک گندم گوں رنگ اور کالی کالی آنکھوں والا ایک شخص ہوگا جس کا نام عمر ہوگا وہ ان کے نبی کا صحابی ہوگا یاد رکھو اگر یہ وہی ہوا تو پھر تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو اور نہ تم میں اس کی طاقت ہے اس لئے اچھا ہوگا کہ میں پہلے جا کر اس امیر کی شکل وصورت دیکھ آؤں اگر وہ وہی ہوا جس کی خبر ہماری کتابوں میں دی گئی ہے تو پھر تم اس کے ساتھ مصالحت کر لینا اور اس کے مطالبات تسلیم کر لینا اور اگر وہ نہ ہوا تو پھر فکر کی کوئی بات نہیں اس شخص کے سوا اس شہر کو کوئی اور فتح نہیں کر سکتا اس لئے میں یہ شہر کسی دوسرے کو ہرگز نہیں دوں گا''۔

(فتوح الشام: ۱۴۶)

چنانچہ پوپ اپنے دوسرے مذہبی رہنماؤں اور سرداروں کو لے کر شہر کے دروازے پر آیا اور انہوں نے چھپ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مسلمان فوج حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے اردگرد جمع ہے اور بڑی عزت کے ساتھ ان کو سلام کر کے ایک طرف ہو جاتے ہیں پوپ نے اپنے آدمی کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو آواز دیں اور ان سے کہیں کہ وہ فی الحال لڑائی روک دیں ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں اور وہ یہ کہ یہ شہر جس کے ہاتھوں فتح ہونیوالا ہے چونکہ اس کی پوری علامتیں ہمارے پاس موجود ہیں اسلئے اگر تمہارا یہ سردار وہی ہے تو ہم بغیر کسی لڑائی کے یہ شہر ان کے حوالہ کرنے کو تیار ہیں اور اگر یہ وہ نہیں تو پھر ہم قیامت تک یہ شہر تمہیں نہیں دیں گے جو چاہو کر لو یہ شہر تمہارے ہاتھ نہیں آ سکتا۔

مسلمانوں نے جب یہ آواز سنی تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی اور آپؓ نے انہیں ملاقات کی اجازت دی، چنانچہ پوپ اپنے آدمیوں سمیت آپؓ کے پاس آیا اور آپ کو بغور دیکھ کر کہا کہ یہ وہ آدمی نہیں ہے اور پھر اس نے اپنے لوگوں کو خوشخبری دی کہ فکر کی کوئی بات نہیں ان سے لڑو کیونکہ یہ وہ نہیں ہیں جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں، چنانچہ لڑائی کا میدان پھر سے گرم ہو گیا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے ضرور کوئی ایسا راز ہے جو ہو سکتا ہے کہ بعد میں کسی وقت ہم پر کھلے اس لئے سر دست ان کے ساتھ مقابلہ کی تیاری میں کوئی کمی نہ ہونی چاہئے۔

مسلمانوں نے چار ماہ تک بیت المقدس کا محاصرہ جاری رکھا اہل شہر اندر سے مسلمانوں پر تیر برسا رہے تھے ان کی کوشش تھی کہ مسلمان کسی طرح محاصرہ ختم کر دیں اور علاقے سے نکل جائیں مگر مسلمانوں نے بھی ہمت نہ ہاری اور مقابلہ کے دوران پیچھے نہ ہٹے بیت المقدس کے لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ معاملہ کسی طرح بھی ختم نہیں ہو رہا ہے تو وہ ایک بار پھر اپنے مذہبی پیشوا کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عرب کے باشندے ہم سے بھی زیادہ سخت جان اور لڑائی کے شوقین معلوم ہوتے ہیں اس لڑائی میں طرفین کا نقصان ہو رہا ہے یہ لوگ ہمارا محاصرہ کئے ہوئے ہیں ہم ان سے بات نہیں کر رہے ہیں۔ آخر کب تک ہم ان حالات کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور کب ہماری جان اس سے چھوٹے گی اس لئے آپ ان کے پاس جایئے اور ان سے بات کیجئے کہ وہ چاہتے کیا ہیں؟ اگر ان کا مطالبہ معقول ہے تو آپ وہ پورا کر دیں اگر یہ مطالبہ درست نہیں تو پھر روز روز کی لڑائی سے اچھا ہے کہ ہم ان کے ساتھ ایک فیصلہ کن

جنگ لڑیں اور انہیں ختم کر دیں یا ہم پھر ختم ہو جائیں، چنانچہ اہل شہر کی درخواست پر پوپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گفتگو کی دعوت دی جب آپ وہاں تشریف لائے تو پوپ نے بیت المقدس کی عظمت و تقدس اور اس کا ادب و احترام بیان کیا اور کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کی طرف میلی نگاہ کرنے والا برباد ہو جائے گا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں!...... ہمیں اس شہر کی عظمت و وقار کا بخوبی علم ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہیں سے معراج پر گئے تھے۔ یہ علاقہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن ومعدن ہے ہمارا حق اس پر تم سے زیادہ ہے اس لئے ہم اس کا محاصرہ کئے رکھیں گے جب تک کہ اللہ ہمیں یہ شہر نہ دے دے۔

جب گفتگو نے طول پکڑا اور بات وہیں کی وہیں رہی تو پوپ نے کہا کہ اگر تم بیس سال تک بھی یہاں پڑے رہو گے اور اس کا محاصرہ کئے رہو گے تب بھی تم اس شہر پر قبضہ نہیں کر سکتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اسے وہی شخص فتح کر سکے گا جس میں کچھ خاص قسم کی علامات پائی جائیں گی اور وہ علامتین ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ اور اس وقت تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس میں یہ علامتیں موجود ہوں، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ بتایئے وہ کونسی علامات ہیں جو اس شخص میں پائی جائیں گی؟ تو پوپ نے تفصیل میں جائے بغیر کہا:

انه یفتح هذه البلدة صاحب محمد اسمه عمر یعرف بالفاروق وهو رجل شدید لاتاخذه فی اللّٰه لومة لائم ولسنا نری صفته فیکم۔ (فتوح الشام:۱۴۷)

[وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوگا اور اس کا نام عمر اور لقب فاروق ہوگا وہ خدا کے بارے میں نہایت سخت اور اللہ کے کاموں میں

کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرے گا اور یہ شان میں تمہارے اندر نہیں دیکھ رہا ہوں۔]

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو آپ مسکرا اٹھے اور فرمایا: کہ رب کعبہ کی قسم اب ہم نے یہ شہر فتح کرلیا۔ ﴿**یبسم ضاحکا وقال فتحنا البلد ورب الکعبۃ**﴾ اور پوپ سے کہا کہ بتاؤ اگر تم اسے دیکھ لو تو کیا تم اسے پہچان لو گے؟ اس نے کہا چونکہ ہم اس کی تفصیل اپنی کتابوں میں پاتے ہیں اس لئے ضرور پہچان لیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے جس آدمی کا نام بتایا ہے بخدا وہ ہم مسلمانوں کا خلیفہ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے پوپ نے کہا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو اسے خبر بھیج دو کہ وہ ہمارے پاس آئے تا کہ یہ لڑائی اور خون ریزی بند ہو جائے اور ہم انہیں پہچان کر یہ شہر بھی ان کے حوالہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے محض آزمانے کیلئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کچھ زیادہ مشابہت رکھتے تھے اس کے لئے تیار کیا کہ وہ شہر کے قریب چند ساتھیوں کے ساتھ جائیں تا کہ دیکھیں کہ پوپ انہیں دیکھ کر کیا رائے قائم کرتا ہے، چنانچہ جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شہر کے دروازہ کے پاس آئے اور آواز دی کہ آپ لوگ جسے دیکھنے کے منتظر ہیں وہ آگئے ہیں، چنانچہ پوپ نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہا: مسیح کی قسم...... یہ اس کے مشابہ ضرور ہیں مگر یہ وہ نہیں ہیں کیونکہ بعض علامات ان میں نہیں ہیں۔

وحق المسیح کانه هو ولکن باقی العلامات ماهی فیه۔

پھراس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں ان کے ساتھیوں میں سے ایک ہوں پوپ نے کہا آپ لوگ ایسا نہ کریں بیشک تم لوگ بیس سال تک اس شہر کا محاصرہ کئے رکھو مگر یہ شہر تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا اس کا فاتح کوئی اور ہے یہ کہہ کر پوپ واپس چلا گیا۔

ولا یرجع منا احد یکلمکم ولو اقمتم علینا عشرین سنة ثم ولی۔ (فتوح الشام:۱۴۸)

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے یہ ساری تفصیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجی اور عرض کیا کہ چونکہ معاملہ اب آپ کی ذات پر آگیا ہے اس لئے اگر آپ تشریف لے آویں تو مسلمانوں کو عزت نصیب ہوگی اور یہ شہر بھی فتح ہو جائے گا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا یہ خط فتوح الشام کے :۲۲۴ پر موجود ہے۔

جناب میسرہ بن مسروق یہ خط لے کر مدینہ منورہ آئے تو رات ہو چکی تھی آپ مسجد نبوی میں آئے نماز ادا کی اور روضہ اقدس پر حاضری دی چونکہ تھکاوٹ تھی اس لئے آپ سو گئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز فجر کے لئے آئے تو آپ نے انہیں سلام کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے شام کے حالات پوچھے تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا خط آپ کی خدمت میں کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے یہ خط حاضرین کو سنایا اور پھر ان سے مشورہ مانگا کچھ لوگوں نے آپ کو سفر نہ کرنے کا مشورہ دیا تاہم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ آپ کو بیت المقدس کا سفر کرنا چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر آپ تشریف لے جائیں گے تو مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ

آپ کے ہاتھ سے اس شہر کو ضرور فتح کرا دیں گے اور اس سفر میں پیش آنے والی تکلیف پر اللہ آپ کو بہترین جزا دے گا آپ کے جانے سے مسلمانوں کو ہمت ہوگی اور انہیں فتح نصیب ہوگی اور اگر آپ نہ گئے تو خطرہ ہے کہ مسلمانوں کو صلح کرنی پڑے کیونکہ عیسائی اس جگہ کو چھوڑ کر جانے والے نہیں ان کے نزدیک وہ ایک مقدس مقام ہے ہوسکتا ہے کہ پھر وہ اپنی مدد کے لئے دوسرے لوگوں سے بھی مدد طلب کریں اس لئے آپ کا جانا مناسب ہے''۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رائے پسند کی اور فرمایا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ پر عمل کروں گا میں انہیں محمود المشورہ اور مبارک صورت دیکھ رہا ہوں۔

ولست آخذ الا بمشورة علی فما عرفناه الا محمود المشوره میمون الغرة۔ (فتوح الشام:۱٤۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب بیت المقدس کے سفر کا ارادہ فرمالیا تو آپ سب سے پہلے مسجد نبوی تشریف لائے نماز ادا کی روضہ اقدس پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا اور امور خلافت ان کے حوالے کر کے رجب ۱۶ ہجری کو آپ بیت المقدس کے لئے نکل پڑے۔

واستخلفت علی المدینة علی بن أبی طالب۔ (البدایه والنهایه:۷/۵۵)

سفر کے دوران جہاں رات آجاتی آپ وہاں پڑاؤ کرتے اور نماز صبح کے بعد دعا فرماتے اور سفر پھر سے شروع کر دیتے اسی سفر میں ایک مقام پر دو اہم مقدمات اور

تنازعات آپ کے پاس لائے گئے اور آپ نے فریقین کا مقدمہ سن کر اس کا فیصلہ کیا اور پھر سختی سے دونوں کو ہدایت دی کہ آئندہ ایسا نہ کرنا ورنہ سزا دی جائے گی۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاں جہاں سے گذرتے اس علاقے کے مسلمان اپنے گھروں اور علاقوں سے دیوانہ وار آپؓ کی زیارت کے لئے نکل آتے اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ان کا ایمان اور تازہ ہو جاتا تھا۔

عمدہ کپڑے پہننے پر عمال سے ناراضگی

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ میں آپ کا استقبال کیا ملک شام کے بعض عمال جب آپ سے ملنے آئے تو آپ نے دیکھا کہ انکے بدن پر نئے کپڑے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں اس حال میں دیکھا تو ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں کیا ہوگیا؟ تم نے بڑی جلدی عجمی عادتیں اپنالیں؟ جب انہوں نے کہا: کہ یہ محض ظاہر میں ہے ورنہ ان کپڑوں کے نیچے تلواریں بھی ہیں تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ پھر کچھ حرج نہیں۔(اشاعت اسلام:۴۳۱)

مقام جابیہ میں اذان بلالؓ

آپؓ نے مقام جابیہ میں قیام فرمایا مسلمان کی ایک بڑی جماعت آپؓ کے پاس جمع تھی۔آپ نے ان سب کو نصیحتیں فرمائیں۔ جب نماز کا وقت ہوا تو آپؓ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ وہ اذان دیں انہوں نے کہا کہ میں نے یہ عزم کرلیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے اذان نہ دوں گا۔لیکن آج آپؓ نے چونکہ حکم فرمایا ہے اس لئے ضرور دوں گا۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے

جوں ہی اذان شروع کی وہاں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر رقت طاری ہوگئی اور وہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور اقدس میں کھو گئے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''أشھد ان محمدا رسول اللہ'' پر پہنچے تو ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر نہ ہوئی ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رو پڑے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے روتے بے تاب ہو گئے۔

﴿بکی الناس بکاء شدیدا حتی کادت قلوبھم ان تتصدع عند ذکر اللہ ورسولہ﴾

بیت المقدس میں داخلہ کے وقت کیفیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھا کر حاضرین مجلس کی باتوں اور شکایتوں کو سنا اور متعلقہ اداروں کو ان شکایات کے دور کرنے کی تاکید فرمائی اور علاقے کے عمال کو نصیحتیں کیں۔

جب آپؓ بیت المقدس کی جانب چلنے لگے تو آپ کے بدن پر ایک پھٹا پرانا کپڑا تھا جس میں تقریباً چودہ پندرہ پیوند لگے ہوئے تھے، مسلمانوں نے کہا کہ اگر آپ اونٹ کے بجائے گھوڑے پر سوار ہو جائیں اور اس پھٹے پرانے کپڑے کو اتار کر نیا کپڑا زیب تن فرمالیں تو اس سے دشمنوں پر اچھا خاصا اثر پڑے گا، آپؓ نے مسلمانوں کی درخواست پر نئے کپڑے پہن لئے اور ایک عمدہ نسل کا گھوڑا جو آپؓ کے لئے تیار تھا اس پر تشریف فرما ہوئے ابھی تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ گھوڑا شوخی کرتے ہوئے نزاکت سے چلنے لگا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھوڑے سے مخاطب ہوئے اور کہا: ''یہ غرور کی چال تم نے کب سے سیکھ لی ہے؟ قریب تھا کہ میرے دل میں بھی اس

عجب وتکبر کا کوئی اثر آجاتا اور قیامت کے دن یہ میری ہلاکت کا سبب بن جاتا‘‘۔
(فتوح الشام:۱۵۱)

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کے قریب پہنچے اور اس پر نظر پڑی تو آپ کی زبان پر یہ دعا آگئی۔

اللّٰہ اکبر اللھم افتح لنا فتحا یسیرا و اجعل من لدنك سلطانا نصیرا۔

[اے اللہ! آپ سب سے بڑے ہیں اے اللہ ہمارے لئے اس فتح کو آسان کردیں اور اپنی جانب سے ہمارے لئے مدد دینے والا غلبہ عنایت فرمائیں۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کہ بیت المقدس کے حاکموں کو ہمارے یہاں آنے کی انہیں اطلاع کردو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل فرمائی۔

پوپ اپنے تمام سرداروں اور مذہبی ساز وسامان کے ساتھ باہر آیا بیت المقدس کا حاکم اور والی بھی اس کے ساتھ تھا۔ پوپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ اگر واقعی تمہارے امیر آگئے ہیں تو انہیں کہا جائے کہ وہ ہمارے سامنے اس طرح آئیں کہ وہ تنہا اور علیحدہ ہوں سب کے ساتھ ملے جلے نہ ہوں تاکہ ہم انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں اگر تمہارے امیر وہی ہوئے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں تو یہ شہر آپ کے حوالے ہے۔ اگر نہیں تو اب آگے تلوار ہی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے اسی اونٹ پر سوار ہوئے اپنی پرانی چادر اپنے اوپر لی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اسی درویشانہ اور فقیرانہ ادا میں

چل پڑے ادھر پوپ اور دیگر سرکاری اور مذہبی رہنما مسلمانوں کے امیر کی زیارت کرنے کو بے تاب تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب پوپ کے قریب پہنچے تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کہ یہ ہمارے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

پوپ چیخ پڑا

پوب نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا تو چیخ پڑا اور کہا:

واللّٰہ الذی نجد صفته و نعته فی کتبنا و من فتح بلادنا علی یدیه بلامحالة ثم انه قال لاهل بیت المقدس یا ویحکم انزلوا الیه و استقدموا معه الامان و الذمة هذا واللّٰہ صاحب محمد بن عبداللّٰہ۔ (فتوح الشام:۱۵۲)

[خدا کی قسم یہ شخص وہی ہے جس کی صفت وخوبیاں اور نشانیاں ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شہر فتح ہوگا اور یہ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔] (فتوح الشام:۴۳۸)

پھر پوپ اپنے ساتھیوں کی جانب متوجہ ہوکر کہنے لگا:

دوڑو! اور اس شخص کے پاس جاؤ اور امن وامان اور ذمہ کا عہد لے لو واللہ یہ وہی آدمی ہے محمد بن عبداللہ کا صحابی یہی شخص ہے۔ (ایضا:۴۳۸)

چنانچہ رومی لوگ اپنے دروازے کی جانب بھاگے اور دروازہ کھول کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے امن وامان کی درخواست کرتے ہوئے جزیہ دینے کا اقرار کیا اور پھر شہر کی چابیاں آپ کے حوالہ کردیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو آپؓ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپؓ اونٹ پر ہی اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہو گئے اور ان سے کہا کہ:

''جس طرح تم چاہتے ہو اسی طرح ہو گا اگر تم نے یہ اقرار کیا تو تمہارے لئے ذمہ اور امان ہو گا جاؤ اب شہر کی طرف لوٹ جاؤ''۔

گرجا گھر میں نماز پڑھنے سے انکار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیت المقدس میں عیسائیوں کے گرجا گھر بھی گئے اور وہاں کی ہر چیز کا معائنہ کیا جب نماز کا وقت آیا تو پوپ نے کہا کہ آپ نماز یہاں ادا کر لیں آپ نے معذوری ظاہر کر دی اور باہر زینہ پر آ کر نماز ادا کی اور کہا کہ اگر آج میں تمہارے اس گرجا میں نماز پڑھ لیتا تو کل مسلمان اس پر یہ کہہ کر قبضہ جما لیتے کہ یہاں ہمارے خلیفہ نے نماز ادا کی ہے۔

بیت المقدس میں امامت

بیت المقدس انبیاء کرام علیہم السلام کا مسکن و مدفن ہے اور دنیا کے تینوں بڑے مذاہب اس کا ادب واحترام کرتے ہیں۔قرآن کریم میں اسے بابرکت زمین کہا گیا ہے اور یہ مسلمانوں کا قبلہ اول بھی رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی فتح کا سہرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر سجا دیا، اور آپ فاتح بیت المقدس کہلائے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں معراج کی رات انبیاء کرام علیہم السلام کی نماز میں امامت فرمائی تھی اور آپؐ کے بعد یہ شرف سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نصیب میں آیا اور آپ رضی اللہ عنہ سب مسلمانوں کے امام ہوئے۔ آپؓ اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ٹھہرے۔ ❁❁❁

چوتھا باب

not found.

احادیث مبارکہ میں خلافت کے اشارات

(۱)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں بنو مصطلق کے لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک وفد کو اس سوال کے ساتھ بھیجا کہ آپ کے بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو بھیجیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجیں۔ میرے بعد اپنی زکوٰۃ ابوبکر کو بھیجنا۔ انہوں نے کہا کہ حضور سے پوچھیں کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ رہیں تو پھر کس کو ہم بھیجا کریں؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجنا۔ (مستدرک حاکم: ۲/۸۲)

(۲)......امام اسماعیلی نے معجم میں سہل بن ابی حثمہ سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی بعد ازاں اس نے پوچھا کہ اب اگر میں کسی کام کے لئے آؤں

تو میرا کام کون کریگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ اس نے پھر پوچھا کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ ہوں تو ان کے بعد کس کے پاس جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا۔

فسالہ ان اتی علیہ اجلہ من یقضیہ فقال ابو بکر ثم سالہ من یقضیہ بعدہ قال عمر رضی اللّٰہ عنہ۔الحدیث

(عمدۃ القاری بشرح صحیح البخاری:١٦/١٧٩)

(۳)......حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

”شواہد النبوت میں ایک شخص کا واقعہ مذکور ہے کہ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اونٹوں کے بوجھ کی مقدار کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اور عمر کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ تجھے دیتے رہیں گے“۔

(۴)......اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ کسی نے چند اونٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کئے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا: کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی قیمت دے گا اور اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حادثہ پڑ جائے تو عمر رضی اللہ عنہ دے گا۔(ازالۃ الخفاء:۲/۴۰۵)

صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کی اقتداء کا حکم

(۵)......حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں تم لوگوں میں کب تک (زندہ)

رہوں سو تم ان کی (آپ نے ایک جانب اشارہ کیا) پیروی کرنا جو میرے بعد ہوں گے۔(مسند احمد:۶/۵۵۳)

یہ کون ہیں؟ جن کی طرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

وأشار الى أبى بكر وعمر۔ (جامع ترمذی:۲/۲۰۷، مسند احمد:۶/۵۵۸)

اقتدوا بالذين بعدى أبو بكر وعمر۔

(مسند الامام الطحاوی:۲/۲۴۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ نے یہ بھی فرمایا:

فانهما حبل الله الممدود من تمسك بهما فقد تمسك بالعروة الوثقى التى لاانفصام لها۔ (مرقات:۱۱/۳۱۶، كنز العمال:۱۱/۵۶۰)

[اس لئے کہ یہ دونوں اللہ کی لمبی (پھیلائی ہوئی مضبوط) رسی ہیں سو جس نے ان دونوں سے تمسک کیا اس نے ایک ایسے مضبوط کڑے کو پکڑ لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔]

کنویں سے ڈول کھینچنا

(۶)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا: کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک کنویں پر تھا۔ پانی نکال رہا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) آئے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ڈول لیا ایک دو ڈول کھینچے وہ بھی کمزوری کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ان کو بخشے، اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول لے لیا وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ہو کر چرس سا بن گیا پھر میں نے تو ایسا طاقت ور آدمی لوگوں میں نہیں دیکھا جو ان کا سا کام کرے (یعنی اتنا پانی کھینچا اور لوگوں کو پلایا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو خوب پلا کر بٹھلانے کی جگہ میں لے گئے۔

(صحیح بخاری:۲/۱۰۳۹)

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں:

"اس حدیث میں صریح اشارہ شیخین کے خلافت کی طرف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی قوت اور کثرت فتوحات کا بھی بیان ہے اور بمقابلہ ان کے حضرت صدیق کی خلافت میں کچھ ضعف اضافی بھی بتایا گیا ہے تو واقعی یہی بات ہے کہ ان کے عہد میں یہ شوکت وقوت اور یہ کثرت فتوحات نہیں ہے گو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو (خلافت کی) مدت کم ملی دو برس کئی ماہ صرف ان کی خلافت رہی۔

(تفسیر آیت استخلاف:۱۷)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب دیکھا تھا اور پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے اس میں غلطی یا وہم کا شائبہ تک نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ انہوں نے ایک یا دو ڈول لیا

اس میں آپ کے دو سال مدت خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت کم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیادہ ہوگی اور ایسا ہی واقع بھی ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کا ارشاد دیکھئے۔

﴿فلم ارعبقريا من الناس ينزع نزع ابن الخطاب حتى ضرب الناس بعطن﴾

اس میں آپ کو ایک عبقری شخصیت بتایا اور اس میں آپ کے دور خلافت کے طویل ہونے اور لوگوں کے اس سے بھرپور نفع پانے کی خبر دی گئی آپ کا دور خلافت دس سال سے زائد رہا اور دور دور تک کے لوگ اسلام کی برکات سے مالا مال ہوئے اور آپ نے ایک ایسا معاشرہ برپا کیا جس سے سب نے اطمینان وسکون اور عدل وانصاف پایا تھا۔

آسمانی ڈول مضبوطی سے پکڑنا

(۷)......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں ایک سائبان دیکھا جس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے لوگ ہاتھ نیچے کئے ہوئے ہیں کوئی زیادہ لے رہا ہے کوئی کم لے رہا ہے میں نے دیکھا کہ ایک رسہ زمین سے آسمان تک ہے آپ اس کے ذریعہ آسمان پر چڑھ گئے پھر دوسرے مرد نے اسے پکڑا وہ بھی چڑھ گیا پھر ایک اور مرد نے اسے پکڑا وہ وہ بھی چڑھ گیا پھر دوسروں نے اسے پکڑا مگر وہ ٹوٹ گیا۔ (صحیح بخاری: ۲/۱۰۴۳)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ایک آسمانی ڈول کا ذکر

ہے اس نے کہا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے۔ اور اس کے کنڈے کو پکڑا اور آہستہ سے پانی پیا۔ پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ اس نے کنڈے کو پکڑا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ اور خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور اس کے کنڈے پکڑے پھر ڈول ہل گیا۔ اور اس کے کچھ چھینٹے ان پر گرے۔ (سنن ابوداؤد: ۲/۲۸۹)

اس میں بھی خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت اور اس کی ترتیب کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے کم ہونے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے مضبوط اور زیادہ نافع ہونے کی بھی خبر دی گئی ہے۔

سب سے محبوب شخصیت

(۸)......حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ پوچھا: کہ آپ کو مردوں میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے۔ پوچھا: پھر کس سے؟ ارشاد فرمایا: کہ عمر (رضی اللہ عنہ) سے۔ پھر آپؐ نے اس کے بعد اور بھی نام لئے۔

ای الناس احب الیك قال عائشه فقلت من الرجال قال ابوها قلت ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعد رجالا۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۱۶)

عظیم شخصیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ زمانہ نبوی میں یہ بات عام طور پر کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگوں میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

کنا نتحدث فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس ابوبکر ثم عمر۔ (مسند الامام الطحاوی: ۵/۵۱۱)

خود سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی یہ بات برسر منبر فرمائی ہے۔ عبد خیر ہمدانی کہتے ہیں:

سمعت علیا علی المنبر ألا أخبرکم بخیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر ابابکر ثم عمر۔(الفتح الربانی: ۲۲/۱۸۰)

ایک مرتبہ امیر المومنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے پوچھا: کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ وہب شوائی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: کہ اے امیر المؤمنین! آپ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔(الفتح الربانی: ۲۲/۱۸۱)

بلکہ آپ نے فرمایا: یہ تو عطائے الٰہی ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اس کو بہتر بنا دیتا ہے۔

﴿قال يجعل الله تعالیٰ الخير حيث أحب﴾

(ایضا:۱۸۲)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات میں کوئی شک وشبہ نہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اوران کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔(کنز العمال:۱۳/۲۲)

آپ کے صاحبزادے امام محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب لوگوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کون بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ فرمایا: کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں ڈرا کہ اب اگر میں پوچھوں گا تو وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیں گے اس لئے خود ہی کہہ دیا کہ ان کے بعد پھر آپ ہیں۔آپ نے اس پر فرمایا کہ میں تو مسلمانوں کا ایک فرد ہوں''۔

﴿ما أنا الا رجل من المسلمين﴾

(صحيح بخاری:۱/۵۱۸)

مسجد قباء کے سنگ بنیاد میں پتھر رکھنا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مسجد قباء کی تعمیر شروع ہوئی تو سب سے پہلا پتھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا اوراس کی بنیاد میں رکھا۔

ثم قال ليضع أبوبكر حجرا الى جنب حجرى ثم قال ليضع عمر حجرا الى جنب حجر ابى بكر ثم قال ليضع عثمان حجرا الى جنب حجر عثمان ثم قال هؤلاء الخلفاء من بعدى۔ (ازالة الخفاء: ١/١١١)

فقلت يا رسول الله الاترى هؤلاء كيف يسعدونك فقال عائشة هؤلاء الخلفاء من بعدى۔

(مستدرك حاكم: ٣/٩٦، قال هذه حديث صحيح)

ألاترى هؤلاء يتبعونك؟ فقال أمراء الخلافة بعدى۔

(مسند الامام الطحاوى: ١٠/٢٩٥)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے رکھے ہوئے پتھر کے ساتھ اپنا پتھر رکھے (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ پتھر رکھا) پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے رکھے ہوئے پتھر کے ساتھ اپنا پتھر رکھے (چنانچہ آپ نے بھی وہ پتھر رکھا) پھر فرمایا: کہ عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رکھے ہوئے پتھر کے ساتھ اپنا پتھر رکھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ سے کہا کہ حضور یہ لوگ کس طرح آپ کی موافقت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

آسمانی ترازو سے خلافت کا اشارہ

(۹)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ مجھے مقالید (کنجیاں) اور

موازین (ترازوئیں) دی گئی ہیں، چنانچہ ترازو کے ایک طرف مجھے رکھا گیا اور دوسری جانب میری ساری امت رکھی گئی اور وزن کیا گیا تو میرا ہی پلہ بھاری رہا اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ لائے گئے انہیں ترازو کے ایک طرف رکھا گیا اور دوسری طرف باقی ساری امت رکھی گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری رہا پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک پلڑے میں رکھا گیا اور دوسری جانب پوری امت رکھی گئی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پلڑا بھاری رہا۔......
اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی۔ (مسند الامام الطحاوی:۳۸۹/۷، سنن ابوداؤد:۲/۲۹۰، ازالۃ الخفاء:۱/۱۰۸)

جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام امت سے افضل واعلیٰ ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باقی تمام امت پر بھاری ہیں۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانشین ہوں گے۔ کیونکہ ان کا مقام پوری امت پر بھاری ہے ان کے بعد اگر کوئی اس مقام کا حامل ہے تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں، اسلئے وہی خلیفہ ہونے کے لائق ہیں۔

صدیقؓ کے بعد عمرؓ کو خطبہ دینے کا حکم

(۱۰)......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو ارشاد فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو اور خطبہ دو، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم نبوی کی تعمیل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر خطبہ ارشاد فرمایا جب آپؓ خطبہ دے چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عمر!

آپ اٹھیں اور خطبہ دیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے سامنے ایک نہایت ہی مختصر خطبہ ارشاد فرمایا:

یاعمر قم فاخطب فقام عمر رضی اللّٰہ عنہ فخطب فقصر دون النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ودون ابی بکر۔

(مستدرك حاكم:۳/۹۳)

فائدہ: اس سے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

(۱۱)......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے تشریف فرما تھے۔ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے، سلام کیا اور بیٹھ گئے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، وہ بھی سلام کر کے بیٹھ گئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ کنکریاں پڑی ہوئیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں اپنی ہتھیلی پر رکھیں، تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان سے شہد کی مکھی کی آواز جیسی آواز سنی۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں زمین پر رکھیں۔ تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں وہ کنکریاں رکھیں، تو کنکریوں نے اسی طرح تسبیح پڑھی۔ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو زمین پر رکھا، تو وہ

خاموش ہوگئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں رکھیں، تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب انہیں زمین پر رکھا، تو وہ خاموش ہوگئیں، پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دیں، تو ان کنکریوں نے تسبیح پڑھنا شروع کر دیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو زمین پر رکھا، تو وہ خاموش ہوگئیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ازاں ارشاد فرمایا: ''هذه خلافة نبوة'' یہ خلافت نبوت (کی نشانی) ہے۔ (دلائل النبوۃ: ۶/۶۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ:

''ابن عساکر کی روایت میں ہیکہ وہاں بیٹھے ہوئے دوسرے لوگوں نے جب ان کنکریوں کو اپنے ہاتھ میں لیا تو ان میں سے کسی کنکری سے بھی تسبیح پڑھنے کی آواز نہ آئی''۔ (ازالۃ الخفاء: ۱/۱۱۳)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر

(۱۲)......سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹے بڑے کام کے سلسلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے برابر مشورہ لیتے رہے جس طرح کوئی بادشاہ اور حاکم چھوٹے بڑے امور کیلئے اپنے وزیروں سے مشورے کرتا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے وزیر تھے اور اس کی خبر خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

ما من نبی الا وله وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر۔

(جامع ترمذی:۲/۲۰۸)

ترجمہ: *ہر نبی کے دو آسمانی وزیر اور دو زمینی وزیر ہوتے ہیں میرے آسمانی وزیر حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔*

جہاں تک دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تعلق ہے وہ سب بھی آپ کے مدد و معاون اور مرید و خادم اور اسلام کے سچے خیر خواہ تھے تاہم آپ نے ان دونوں کو سب سے زیادہ اہمیت کے ساتھ ہمیشہ سب سے آگے رکھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے فرمانے پر آگے رکھا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

ما قدمت أبابکر وعمر ولکن اللّٰه قدمهما۔

(جامع صغیر:٤٨٦، کنزالعمال:١١/٥٦٤)

میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو آگے نہیں رکھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو آگے رکھا ہے۔

علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی (۹۷۵ھ) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس سے آگے یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے:

ومن بهما علی فأطیعوهما واقتدوهما ومن أرادهما

بسوء فانما یریدنی والاسلام۔ (کنزالعمال:۱۱/۵۷۲)

اللہ نے ان دونوں کے ساتھ مجھ پر احسان کیا ہے پس تم ان دونوں کی بات مانو اوران کی اقتداء کرو اور جس نے بھی ان دونوں کی طرف بری نگاہ ڈالی اس کی اصل غرض مجھے اور اسلام کو نقصان پہنچانا ہے۔

توافق بالوحی

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا ایسا قصہ پیش آیا کہ وحی سے ان کو توافق ہوگیا، بعض دفعہ تو وحی ان کی رائے کے موافق نازل ہوئی اور بعض دفعہ بلفظہ توافق ہوا کہ وحی انہیں الفاظ میں نازل ہوئی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلے تھے مگر ایک دفعہ بھی ان کو خیال نہ ہوا کہ میں کچھ ہوں اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے، بلکہ وہ اس حقیقت کو سمجھتے تھے کہ یہ محض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل پیدا ہوگئی ہے کہ بعض دفعہ وہی بات دل میں آجاتی ہے جس کے موافق وحی نازل ہونے والی ہے، بلکہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر ناز تو کیا ہوتا بلکہ بعض دفعہ کسی واقعہ میں جب ان کی رائے میں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رائے میں اختلاف ہوتا اور وحی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوجاتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بجائے خوش ہونے کے شرمندہ ہوتے اور کئی کئی دن تک شرمندہ رہتے، چنانچہ رئیس المنافقین کے موت کے قصہ میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی پھر وحی نازل ہوئی جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی موافقت تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر! حق تعالیٰ نے تمہاری رائے قبول فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت ہی شرمندہ ہوئے کہ یہ کیا ہوا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں اختلاف کیا تھا روایات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول آتا ہے کہ:

فعجبت من جرأتی علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔
(رواہ البخاری)

[میں حیران ہوا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف بات کہنے کی کس طرح جرات ہوئی۔]

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کے دل میں جو بات ہوتی ہے پاس بیٹھنے والے کے دل پر اس کا عکس پڑ جاتا ہے اور اس کی زبان سے وہی بات نکل جاتی ہے جو پہلے شخص کے دل میں تھی، چنانچہ ایسے موقع پر کہا کرتے ہیں کہ میاں تم نے تو میرے دل کی ہی بات کہہ دی (جامع) مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ بھی اس پر ناز نہ ہوا بلکہ وہ اس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی صحبت کی برکت سمجھتے تھے"۔ (وعظ الرفع والوضع: ۳۸ تا ۴۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے فیض نبوی کا ہی ثمرہ تھی

حکیم الامت حضرت تھانویؒ ایک اور وعظ میں فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رائے تھی۔ وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا فیض تھا۔ کیونکہ کفار و منافقین پر غیظ اور ان سے نفرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی برکت سے نصیب ہوئی۔ ورنہ آپ کی صحبت سے پہلے تو وہ خود ہی خالی تھے اور قتل رسول کا معاذ اللہ منصوبہ باندھ کر آئے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے ان کو کفار و منافقین سے نفرت وغیظ عطا فرمایا۔ عبداللہ بن ابی گو منافق تھا مگر کھلم کھلا کافر نہ تھا اور منافقوں کے احکام کفار معلنین کے احکام سے جدا تھے اس کے ساتھ احکام حیات میں وہی برتاؤ ہوتا تھا جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور موت کے احکام ہنوز نازل نہ ہوئے تھے اس لئے بوجہ غلبہ رحمت کے آپ نے احکام حیات پر قیاس کر کے اس کے ساتھ اموات مسلمین جیسا برتاؤ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوجہ غیظ وشدت کے احکام حیات کو ضرورت و مصلحت پر مبنی سمجھ کر احکام ممات میں منافقین کو کفار معلنین پر قیاس کیا اور یہ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض تھا۔ (وعظ، المرابطہ:۳۹، اشرف الجواب:۲/۲۴۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے علم نبوی سے بھی ماثور تھی

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''اس کا اصل جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وہ

علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے حاصل ہوا اور وہ شق بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن میں تھی مگر بعض دفعہ اقتضاء وقت کے لحاظ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک طرف زیادہ ہوتی تھی اور دوسری طرف نہ ہوتی تھی اس طرف بعض خادموں کے ذریعہ حاضر کردی جاتی تھی اس کی ایسی مثال ہے جیسے استاد کی جو تصنیف بھی ہو وہ اپنے کسی شاگرد کے روبرو کسی مقام کو حل کررہا ہو اور شاگرد اس موقع پر متنبہ کردے کہ حضرت آپ نے تو فلاں جگہ اس کو دوسری تقریر سے حل کیا ہے اور فوراً اس کی نظر اس طرف چلی جائے تو اس کو یوں نہ کہا جائے گا کہ شاگرد استاد سے بڑھ گیا بلکہ یوں کہا جائے گا کہ یہ استاد ہی کا ظل ہے جو اس کو یاد آ گیا اس نے متنبہ کیا ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اندر مشکوٰۃ نبوت ہی کے انوار و برکات تھے کہ وہ شق حاضر ہوگئی۔

جس کو توافق بالوحی ہوگا تو حقیقت میں وہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رائے تھی جیسے ایک آتشی آئینہ ہے اگر بلا سورج کے مقابل کئے کپڑے کی طرف کرو تو نہیں جلا سکتا اور اگر سورج کے مقابل کر کے کپڑے کی طرف کرو تو کپڑا فوراً جلنے لگتا ہے۔ (کیونکہ آفتاب کی حرارت ایک جگہ اس میں مجتمع ہوگئی ہے۔ (جامع) اور خود آفتاب سے بوجہ بعد نہیں جل سکتا کیونکہ آتشی شیشہ میں استعداد جذب حرارت کی ہے اس لئے اس میں اثر کرتی ہے اور وہ دوسروں میں اثر کرتا ہے ایسے ہی ہم بلا واسطہ رسول حق تعالیٰ تک پہنچ ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ ہم بلا واسطہ فیوض کے متحمل نہیں ہوسکتے پھر جتنا رسول سے بعد ہوا ہماری

قوت روحانی اور کمزور ہوگئی۔(ملحوظات جدید ملفوظات:۱۱۵)

حضرت عمرؓ نے منافق کی گردن اڑا دی

ایک مرتبہ ایک یہودی اور ایک منافق کے درمیان کسی بات پر تنازعہ پیدا ہوگیا یہودی نے اپنا مقدمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا (وہ جانتا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ ہمیشہ سچ اور حق بات کہیں گے کسی کی طرفداری نہ کریں گے) اور منافق نے (بجائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے) کعب الاشرف کے سامنے مقدمہ رکھنا چاہا پھر دونوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم بنالیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ کیا اس پر منافق راضی نہ ہوا (اور کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تو نرم دل ہیں ہوسکتا ہے کہ تمہارے اسلام کے لئے انہوں نے تمہارے ساتھ نرمی کرلی ہو گویا یہ فیصلہ درست نہیں ہوا) اس نے یہودی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ مقدمہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاؤں تاکہ وہ بات پوری طرح سنیں اور فیصلہ کریں، یہودی نے کہا تم جہاں چاہو لے چلو۔ چونکہ میں سچ پر ہوں اسلئے مجھے کوئی فکر نہیں۔ جب یہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ یہ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت سے ہوکر آئے ہیں تو آپ نے منافق سے اس کی تصدیق چاہی جب اس نے تصدیق کی تو فرمایا کہ یہیں ٹھہریئے میں ابھی آتا ہوں آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر آئے اور منافق کی گردن اڑا دی پھر آپ نے فرمایا کہ میں ایسا ہی فیصلہ کرتا ہوں اس کا جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی نہ ہو۔

هكذا أقضى لمن لم يرض بقضاء اللّٰه ورسوله صلى اللّٰه عليه وسلم۔ (ازالة الخفاء:٤٧/٢)

اس کے کسی ساتھی نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مؤمن کے قتل کی جرات کرے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اتاری۔(صواعق محرقہ:۳۵۱)

فلا وربك لايؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لايجدوا فى انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما۔ (پ:٥، النساء:٦٥)

[سوقسم ہے تیرے رب کی وہ مؤمن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔]

اس وحی کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کی تصویب وتائید کی گئی اور بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا ہے وہی اصل ہے کسی بھی روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی مقدمہ قائم کیا ہو اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایمانی غیرت اور محبت رسول کی اعلیٰ ترین گواہی نہیں تو اور کیا ہے۔

شراب کی حرمت کی ابتداء

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور چند انصاری صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور کہا: کہ شراب اور قمار انسان کی عقل کو خراب کرتے ہیں اور اس سے مال بھی برباد ہوتا ہے اسلئے ان کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ سے دعا بھی کی:

اللھم بین لنا فی الخمر فانھا تذھب المال و العقل۔ (ریاض:۲۹۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی خواہش تھی کہ اب مسلمانوں کو اس سے رک جانا چاہئے تا کہ نہ عقل خراب ہو نہ مال برباد ہو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا:

قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس۔ (پ ۲، البقرہ:۲۰۹)

[کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور فائدہ بھی ہے لوگوں کیلئے۔]

گو اس سے اشارہ تحریم خمر کی طرف تھا مگر چونکہ صاف طور پر اس کے حرام ہونے اور چھوڑنے کا حکم نہ تھا اسلئے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی:

اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

یا ایھا الذین آمنوا لاتقربوا الصلوٰۃ و انتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون۔ (پ:۵، سورۃ النساء:۴۲)

[اے ایمان والو! نزدیک نہ جاؤ نماز کے جس وقت کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو۔

اس میں بھی شراب کے حرام ہونے کی تصریح نہ تھی گو نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوگئی اور یہ قرینہ اسی کا تھا کہ غالبا یہ چیز اب عنقریب حرام ہونے والی ہے......

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دوسری آیت سن کر پھر اللہ کے حضور عرض کی:

اللهم بين لنا فی الخمر بيانا شافيا فلما نزلت هذه الاية قال عمر انتهينا يارب۔(تفسير كبير:۱۲/٦٨)

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں سورہ مائدہ کی آیتیں اتاریں اور فرمایا کہ:

رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه۔

(پ:۲، سورة المائده: ۹۰)

[یہ سب گندے کام ہیں شیطان کے سوان سے بچتے رہو۔]

اس آیت میں صاف صاف بت پرستی کی طرح شراب جیسی گندی چیز سے بھی اجتناب کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ﴿فهل انتم منتهون﴾ سنتے ہی پکار اٹھے:﴿انتهينا انتهينا﴾ فقال عمر رضی الله عنه انتهينا يارب. (روح المعانی:۱/۵۰٦)اب لوگوں نے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے خم خانے برباد کردئے۔(فوائد القرآن:۱۵۸،ریاض:۲۹٦)

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کس طرح سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلی مراد کو پورا فرمایا اور مسلمانوں کو جس چیز سے روحانی اور اخلاقی نقصان پہنچ رہا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مخلصانہ پکار نے اس سے مسلمانوں کو محفوظ کردیا۔

امام سیوطی نے امام نووی (٦٧٦ھ) سے نقل کیا ہے کہ:

''آپ کی رائے کے موافق ہی اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرادیا ہے''۔(تاریخ الخلفاء:۱۲۵)

امام علی بن الواحدی کہتے ہیں: کہ یہ آیت عمر بن خطاب، معاذ بن جبل اور انصار کی ایک جماعت کے بارے میں اتری۔

(اسباب نزول قرآن:٦٤، روح المعانی:١/٥٠٦)

مفسر قرآن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے انہیں صفائے باطن اور عقل سلیم اس قدر عطا کی تھی کہ بیس مواقع سے زیادہ ان کی رائے کے مطابق آیات قرآن نازل ہوئیں''۔(سیف مسلول:۴۵۹)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 04.tif not found.

پانچواں باب

Farooqi.tif not found.

احادیث نبوی کی روشنی میں

مقام فاروق رضی اللہ عنہ

احادیث نبوی کی روشنی میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام محدثیت

(۱)......ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لقد كان فيمن خلا من قبلكم من الامم ناس يحدثون فان يكن فى امتى منهم احد فهو عمر بن الخطاب۔ (مسند الامام الطحاوی:۹/۲۲۲)

كان فى الأمم محدثون فان يكن فى أمتى أحد فعمر بن الخطاب۔(مستدرك حاكم:۹۳)

گزشتہ امتوں میں محدث ہوتے تھے پس اگر میں امت میں سے کوئی ہے تو

وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قد کان فیما قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یك فی امتی احد فعمر۔

(صحیح بخاری: ۱/۵۲۱، المصنف لابن ابی شیبه: ٦/٣٥٦)

[بیشک تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی ہوئے تھے جنہوں نے خدا سے شرف ہمکلامی پایا لیکن وہ نبی نہ ہوئے میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔]

محدّث وہ لوگ ہوتے ہیں جو پیغمبر تو نہیں ہوتے مگر وہ پیغمبروں کے بعد اللہ کی زبان بنتے ہیں خدا تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر خدا کے ارادے اترتے ہیں اور ان کی زبان بسا اوقات پہلے ہی وہ بات کہہ دیتی ہے جو حقیقت میں کلام الٰہی ہوتا ہے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس امت کے پہلے محدّث ہونیکا شرف حاصل ہوا اور آپ کے محدّث ہونے پر لسان نبوت نے گواہی دی ہے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے باعث آپ کے مقام محدثیت کو ماننا لازم ہے اور یہی اہل حق کا اعتقاد ہے۔

صفات نبوت کے حامل

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لو کان بعدی نبی کان عمر بن الخطاب۔

(مستدرك: ۹۲)

[میرے بعد اگر کوئی نبہ ہوتا تو عمر ابن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔]

نشان حق

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ۔

(مشکوٰۃ:۵۵۷)

[یقیناً اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق کو رکھ دیا ہے وہ حق بات ہی کہتے ہیں۔]

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ صرف زبان تک کی بات ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دل کی بھی خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کے دل پر بھی حق رکھ دیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ۔

(جامع ترمذی:۲/۲۰۹، مشکوٰۃ:۵۵۷)

[بے شک اللہ تعالیٰ نے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی زبان اور دل پر حق کو رکھ دیا ہے۔]

منافق کی زبان اور اس کا دل ایک نہیں ہوتا اس کی زبان کچھ اور کہتی ہے اور دل میں کچھ اور ہوتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دل اور ان کی زبان ایک تھی اور اس سے صرف حق ہی نکلتا تھا اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر حق کا الہام فرماتے اور زبان جو کچھ بولتی وہ حق کا عنوان ہوتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ حق ہی کہیں گے اگرچہ وہ کسی کو کتنا ہی کڑوا کیوں نہ لگے۔

رحم اللّٰہ عمر یقول الحق وان کان مرا ترکہ حق

وماله من صدیق۔ (جامع ترمذی:۲/۲۱۳)

[اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رحم کرے وہ حق بات کہتا ہے اگر چہ وہ کڑوی ہو اس کو حق گوئی نے ایسے حال میں چھوڑا کہ اس کا کوئی ہمراز نہیں رہا۔]

اور یہ بھی کوئی وقتی اور عارضی نعمت نہ تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بھی بشارت دی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ حق سے الگ ہوں گے اور نہ حق آپ سے کبھی جدا ہوگا یہ دونوں ہمیشہ اکٹھے رہیں گے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحق بعدی مع عمر حیث کان۔ (اخرجه الحكيم الترمذی درالسحابة:۱۵۶ اللشوكانی)

[میرے بعد حق عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ ہوگا۔ وہ جہاں بھی ہوں۔]

عمل کے اعلیٰ مقام کے حامل

حضرت ابوحمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا اور اس کی سیرابی میرے ناخنوں تک ہونے لگی پھر میں نے وہ دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا...... ثم ناولت عمر. (صحیح بخاری:۱/۵۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میں نے وہ دودھ پیا اور اپنا بچا ہوا دودھ میں نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔

(جامع ترمذی:۲/۲۰۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب اس خواب کی تعبیر پوچھی گئی تو آپ نے اس کی تعبیر علم سے دی۔

قالوا فما اولته یارسول اللّٰہ! قال العلم۔

(صحیح بخاری: ۱/۵۲۰، ترمذی:۲۰۹)

مولانا قاضی سلیمان منصور پوری لکھتے ہیں:

''یہ حدیث بہت بڑی شان کی ہے اور صحت کے لحاظ سے ذروہ اعلیٰ پر ہے''۔

ایک روایت میں دودھ کے بجائے شہد کا ذکر کیا گیا ہے۔(مستدرک)

تنبیه: میٹھے دودھ کو شہد سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر علم سے دی ہے آپ کی اس تعبیر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم کے بہت اونچے مقام پر فائز تھے اللہ تعالیٰ نے جو علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس علم سے ایک وافر حصہ پایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کو واقعی آپ نے اس علم سے سنبھالا اور تاریخ بتاتی ہے کہ آپ ان حالات کو سنبھالنے میں پوری طرح کامیاب ہوئے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے علم کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ میں پختگی فراست اور علم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا''۔

(تاریخ الخلفاء:۹۵)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس باب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے ثانی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے ہیں محدث العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے تھے: کہ جب کسی مسئلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکٹھے ہو جائیں تو میں اس مسئلہ میں کسی تیسرے کی نہیں سنتا۔

یہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے علم کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ایک میزان میں رکھا جائے اور دوسرے میزان میں تمام لوگوں کا علم رکھا جائے تو بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا علم کا پلڑا بھاری رہے گا۔(مستدرک:۳/۹۲)

شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہونے کی بشارت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

والذی نفسی بیدہ مالقیك الشیطان قط سالكا فجا الا سلك فجا غیر فج۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۲۰)

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب بھی شیطان کا تم سے آمنا سامنا ہوتا ہے تو وہ اس راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ لے لیتا ہے۔

شیطان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آہٹ سے بھی بھاگتا ہے۔

ان الشیطان لیفر من حس عمر۔ (ریاض: ۳۰۱)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

ان الشیطان لیخاف منك یاعمر۔ (جامع ترمذی: ۲/۲۱۰)

[اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔]

حضرت عمر فاروقؓ سے شیطان فطرت انسانوں کا فرار

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صرف شیاطین ہی نہیں شیطان صفت انسان اور جنات بھی مارے خوف کے راستہ بدل لیتے اور بھاگ جاتے تھے ان میں اتنی جرأت ہی نہ تھی کہ وہ آپ کا سامنا کر پائیں اس بات کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان لأنظر الی شیاطین الجن و الانس قد فروا من عمرؓ۔

(جامع ترمذی: ۲/۲۰۱، درالسحابۃ: ۱۵۸، ریاض: ۳۰۰، مشکوٰۃ)

البتہ میں نے انسانوں جنوں اور شیطانوں کو دیکھا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خوف سے بھاگ گئے۔

آپ کا یہ فرمانا کہ وہ بھاگ گئے بتلاتا ہے کہ یہ صرف ایک پیشگوئی نہیں بلکہ امر واقعہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دیکھا کہ شیاطین الانس والجن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگے تھے یہ نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شیطان سے بچتے تھے خود شیطان آپ سے بھاگتا تھا اسے اس طرح سمجھئے جیسے قرآن کریم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برائی اور بے حیائی کو حضرت یوسف علیہ السلام سے دور رکھا یہ نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اس سے بچایا تا کہ کوئی گمان نہ کر سکیں کہ شاید آپ کا ادھر دھیان ہوا اور آپ کو اللہ نے بچا لیا قرآن کریم میں ہے۔

"کذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين۔" (پ:۱۲ یوسف:۲٤)

[ہم نے ایسا اس لئے کیا تا کہ ان سے برائی اور بے حیائی کا رخ پھیر دیں۔ بے شک وہ ہمارے منتخب بندوں میں سے تھے۔]

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا اونچا مقام عطا فرمایا تھا اور آپ کی روحانیت اتنی صاف وشفاف تھی کہ باطل کبھی آپ کے سامنے سر اٹھا کر نہ چل سکتا تھا اور نہ شیطان آپ کو اپنے داؤ میں لا سکتا تھا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں لانے کی اپنے اندر ہمت ہی نہ پاتا تھا۔

کنا نری ان شیطان عمر یخافه ان یجره الی معصیة اللّٰه تعالیٰ۔ (ریاض:۳۰۱)

[ہم یہ خیال کرتے تھے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا شیطان اس سے ڈرتا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے۔]

واللّٰه انه کنا لنری ان شیطان عمرهابه ان یامره بالخطیئة۔ (ریاض:۳۰۰)

[قسم بخدا ہم خیال کرتے تھے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا شیطان ان کو کسی خطا کا حکم کرنے سے بھی ڈرتا ہے۔]

یہ شیطان کی مداخلت سے محفوظ ہونے کی مرتضوی گواہی آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر دین کا غلبہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں ایک رات سو رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے لائے جا رہے ہیں جن پر قمیصیں ہیں ان میں سے بعض کی قمیص چھاتی تک ہے بعض کی اس سے بھی کم اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے سامنے لائے گئے تو میں نے دیکھا کہ ان پر ایسی قمیص ہے جو زمین پر گھسٹتی جا رہی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: یہ دین ہے جو مجھ پر قمیص کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔

قالوا فما أولت ذلك يارسول الله! قال الدين۔

(صحيح مسلم: ٢/٢٧٤)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دینی رتبہ کو بیان کیا گیا ہے جس طرح چادر اور قمیص انسانی بدن کو چاروں طرف سے بچائے رکھتی ہے اسی طرح قبائے دین نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بدن کو پوری طرح گھیر رکھا تھا آپ سراپا دین تھے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) نے اس حدیث پر یہ عنوان باندھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فاروق میں دین کی زیادتی دیکھنا۔

(ازالۃ الخفاء:۲/۴۹۲)

یہ زیادتی وہی ہے جو امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلحۃً چھوڑی ہوئی سنتوں کو پھر سے قائم فرمایا۔ جیسے نماز تراویح وغیرہ......واللہ اعلم۔

دین کی قوت وترقی اور کثرت فتوحات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک کنویں سے پانی نکال رہا تھا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آئے اور ابوبکر نے ڈول لیا ایک دو ڈول کھینچے وہ بھی کمزوری کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ان کو بخشے، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ڈول لے لیا وہ ڈول ان کے ہاتھ میں بڑا ہوکر چرسہ سا بن گیا پھر میں نے تو ایسا طاقت ور آدمی لوگوں میں نہیں دیکھا جو ان کا سا کام کرے (یعنی اتنا پانی کھینچا اور لوگوں کو پلایا) کہ لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو خوب پلا کر بٹھلانے کی جگہ میں لے گئے۔

ثم أخذها ابن الخطاب من يد ابى بكر فاستحالت في يده غربا فلم ارعبقر يامن الناس يفرى فريه فنزع حتى ضرب الناس بعطن قال وهب مبرك الابل يقول حتى رويت الابل فاناخت۔ (صحيح بخاري:۲/۱۰۳۹)

اس حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ڈول لینے اور ان کے ہاتھوں سے

پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ڈول لینا اور اس سے ایک بڑی مخلوق خدا کو نفع پانے میں بھی اس جانب اشارہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین ہوں گے۔ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے ڈول لینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ظاہر ہے کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ہی اشارہ نہیں بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور خلافت بلافصل کا بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں صریح اشارہ شیخین کی خلافت کی طرف ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی قوت اور کثرت فتوحات کا بھی بیان ہے''۔(تفسیر آیت استخلاف:۱۷)

شارح مشکوٰۃ نواب قطب الدین محدث دہلویؒ (۱۲۸۹ھ) اس پر لکھتے ہیں:

''اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے ایام خلافت میں دین کی تعظیم ہوگی اور ان کے دور خلافت میں اسلام کا بول بالا ہوگا اور قوت سے کھینچنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ وہ دین کی ترقی اور اس کو مشرق و مغرب میں پھیلانے کی کوشش کریں گے، کہ ایسی کوشش اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی نے کی ہوگی''۔(دیکھئے مظاہر حق:۱۰۱/۵)

فتنوں سے مامون ہونا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

سے میری ملاقات ہوئی۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ بڑی مضبوطی سے پکڑا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت قوت والے شخص تھے۔ میں نے کہا کہ میرے ہاتھ چھوڑ دیجئے اے فتنہ کے تالے! (أرسل يدی يا قفل الفتنة) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو پوچھا کہ مجھے فتنہ کا تالا کیوں کہا؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجمع میں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مجلس میں فرمایا جب تک تم میں یہ آدمی (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ہیں وہاں تک تم فتنہ سے بچے رہو گے۔

لاتصيبكم فتنة مادام هذا فيكم اخرجه المخلص الذهبی والرازی۔ (رياض:٦ ٣٠، اخرجه الطبرانی فی الاوسط)

اور واقعی ایسا ہی ہوا جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حیات رہے فتنوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ آنے والے فتنے کی راہ روک رکھی تھی اور جوں ہی آپ نے سفر آخرت اختیار کیا فتنوں کا بند دروازہ کچھ اس طرح کھلا کہ وہ پھر کبھی بند نہ ہو سکا۔

ایک مرتبہ آپ کی اہلیہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بات جب حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی زبانی سنی تو وہ رو پڑیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر انہوں نے کعب احبار کی بات بتا دی آپ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا تو پھر انہوں نے اس کی تفصیل بتائی اور کہا کہ ہم نے سابقہ کتابوں میں آپ کے بارے میں یہ پڑھا ہے کہ آپ دوزخ کے دروازے پر کھڑے لوگوں کو اس میں گرنے سے روک رہے ہیں جب آپ نہ رہیں گے تو پھر لوگ قیامت تک اس میں گرتے رہیں گے۔ (کنز العمال: ۱۲/۵۷۱)

حضرت امام مجاہد تابعی (۱۰۰ھ) کہتے ہیں:

''ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں شیاطین مقید رہے اور ان کے بعد روئے زمین میں پھیل گئے''۔ (تاریخ عمر:۲۸۱، تاریخ الخلفاء:۱۲۴)

کون نہیں جانتا کہ جس دن سے یہ دروازہ ٹوٹا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جہاں فانی سے گئے مسلمان روزانہ کسی نہ کسی فتنہ اور آزمائش میں مبتلا ہوتے گئے ہیں جناب عصمۃ بن مالک کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کہ جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) دنیا سے گزر جائے تو اگر تم بھی اس دنیا سے گزر سکتے ہو تو گذر جانا کیونکہ پھر اس کے بعد آنے والا وقت بہت کڑی آزمائش کا ہوگا۔

اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت۔

(درالسحابة:۱۶۳)

[جب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو جائیں تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم بھی مرجاؤ تو مرجانا۔]

آنکھ اور کان کے برابر ہونا

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ دور دراز علاقوں میں کسی کو اس مقصد کے لئے بھیجیں کہ وہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سکھائیں۔

﴿قوما فی الناس معلمین یعلمونهم السنة﴾

(کنز العمال:۱۱/۵۶۵)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو بھیج دیں کہ وہ آپ کی سنت لوگوں کو سکھائیں آپ نے فرمایا: کہ میں ان کو کیسے بھیج سکتا ہوں کہ یہ دونوں تو میری آنکھ اور کان کے برابر ہیں کہ ان دونوں کی مجھے ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔

عبداللہ بن حطب کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

هذان السمع والبصر۔

(جامع ترمذی:۲/۲۰۸، کنز العمال:۱۳/۱۶)

[یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں۔]

ابوبکر وعمر منی بمنزلة السمع والبصر من الرأس۔

(صواعق محرقه:۲۷۸ عن ابن عباس وجابر)

[ابوبکر وعمر میرے لئے ایسے ہیں جیسے سر میں کان اور آنکھ۔]

اس میں آپ نے ان دونوں کے ساتھ اپنا انتہائی قرب بتایا کہ جس طرح آنکھ اور کان سر کے بالکل قریب ہیں اور ان کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں اسی طرح ان دونوں کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب کا رشتہ ہے اور پھر یہ دونوں بھی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں دور نہیں۔

مجلس نبوی میں مقام فاروقی

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا نقشہ کس طرح کا ہوتا تھا اور اس مجلس میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کہاں بیٹھا کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کان لأبی بکر وعمر مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یجلس هذا عن یمینه وهذا عن شماله فاذا غابا لم یجلس ذلك المجلس احد۔ (کنزالعمال:۱۳/۱۳)

[حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں بیٹھا کرتے تھے اور جب وہ دونوں کسی مجلس میں نہ ہوتے تو ان کی جگہ کوئی نہ بیٹھتا تھا۔]

حسنات فاروقی

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاندنی رات میں اپنا سر مبارک میری گود میں رکھے ہوئے آرام فرما تھے۔ (اس وقت آسمانوں میں بے حساب تارے چمک رہے تھے ان کو دیکھتے ہوئے) میں نے کہا:

هل تکون لاحد من الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنة واحدة من حسنات ابی بکر۔ (رواہ رزین مشکوٰۃ:۵۶۰)

[کیا کسی کی نیکیاں آسمان میں چمکتے تاروں کے برابر ہوں گی؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ میں نے عرض کیا: پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کہاں گئیں؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: عمر رضی اللہ عنہ کی ساری نیکیاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں۔]

اس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں اور انکے صالح اعمال کے بارے میں بتایا: کہ جس طرح آسمان پر چمکنے والے تاروں کو کوئی شمار نہیں کر سکتا اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں اور ان کے اعمال صالحہ کا شمار بھی نہیں ہوسکتا۔

رہی بات امیر المومنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں کی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واضح فرما دیا کہ ان کا مقام تو ان سے بہت بلند وبالا ہے۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری نیکیاں (جس کے بارے میں پیغمبر بتا چکے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کی طرح ہیں تو آپ خود ہی سوچیں کہ خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کس قدر اور کس کمال درجہ کی ہوں گی خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ چکے ہیں کہ اگر میری زندگی کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لے لیں اور بدلے میں اپنی وہ ایک نیکی جو انہوں نے ہجرت کے وقت کمائی مجھے دے دیں تو میں سمجھوں گا کہ میں نے بڑا اچھا اور نفع بخش سودا کیا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیشک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کو نہ پا سکے لیکن اسے پوری طرح سمجھ ضرور پائے تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی مقام ہے اور آپ یہ شرف پا چکے ہیں کوئی دوسرا

اس میں آپ کا شریک نہیں ہے۔

اسلام کی کنجی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھتے ہوئے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اے ابن الخطاب! تمہیں پتہ ہے میں نے کیوں تبسم کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر نظر رحمت وشفقت فرمائی ہے اور تجھے اسلام کی کنجی بنایا ہے۔

ان اللّٰہ عزوجل نظر الیک بالشفقة والرحمة لیلة عرفة وجعلک مفتاح الاسلام۔ (ریاض:۱/۳۰۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی فرمانا

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمرہ اداء کرنے کا ارادہ کیا تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

یا أخی اشرکنا فی صالح دعائک ولاتنسانا۔

(مسند احمد:۱/۴۹، درالسحابة:۶۲)

[اے میرے بھائی! مجھے بھی اپنی دعا میں شریک رکھنا بھولنا نہیں۔]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی اس لئے نہیں کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے حقیقی بھائی تھے اور نہ اس لئے کہا کہ

آپ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک درجہ کے تھے ہرگز نہیں۔

درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے خاص تعلق کی خبر دی ہے اور بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا مقام ورتبہ ہے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب بھائی کہہ کر بلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس وقت کیا کیفیت طاری ہوئی اسے خود آپ کی زبانی سنئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

ما أحب أن يكون لی بها ماطلعت الشمس لقوله ياأخي۔ (مسند احمد:۱/٤۹، رياض:۳۲۰)

میرے لئے زیادہ محبوب ترین وہ وقت تھا جب آپ نے مجھے کہا: اے میرے بھائی!۔

میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد ''اے میرے بھائی'' کے مقابلہ میں ان تمام چیزوں کو بھی پسند نہیں کروں گا جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے بھی ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی کہہ کر بلایا تھا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک دن جبرئیل امین کے ساتھ مسجد میں محو گفتگو تھا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا:

أليس هذا أخوك عمر بن الخطاب فقلت بلى يا أخي۔ (رياض:۳۱۸)

[کیا یہ آپ کے بھائی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نہیں آپ نے کہا
جی ہاں اے میرے بھائی۔]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے محبوب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر قریب تھے۔

أشدھم فی أمر اللّٰہ عمرؓ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أشد أمتی فی أمر اللّٰہ عمرؓ۔

(طبقات ابن سعد: ۳/۲۲۰، مشکوٰۃ:۵۶۶)

میری امت میں اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کے بارے میں سخت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔

ایک روایت میں "وأشدھم فی دین اللّٰہ عمر" بھی آیا ہے۔
(صواعق محرقہ:۲۸۳)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان جمال پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا۔تو شان جلال پر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کوئی اللہ اور اس کے رسول اور اس کے دین کے بارے میں کسی طرح کی کوئی غلط بات کہے۔آپ کی دینی غیرت جوش میں آجاتی تھی،"اشداء علی الکفار" اپنی پوری شان کے ساتھ آپ میں جلوہ گر تھی۔آپ کی یہ شان سابقہ صحائف میں بھی بیان ہوئی ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وان تؤمروا عمر رضی اللّٰہ عنہ تجدوہ قویا امینا
لایخاف فی اللّٰہ لومۃ لائم۔ الحدیث

(مسند احمد، الفتح الربانی:۲۳/۵)

[اور اگر تم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امیر بناؤ گے تو تم اس کو قوی اور امانت دار پاؤ گے وہ احکام خدا میں کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈرتا۔]

حضرت حسن بصریؒ تابعی (۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گو اول اسلام لانے والوں میں نہ تھے لیکن دنیا سے بے رغبتی اور اللہ کے کام میں جری اور اشد ہونے کی وجہ سے وہ سب پر سبقت لے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں کرتے تھے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ، ازالۃ:۲/۵۳۲)

زبان پر سکینہ کا بولنا

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ما کنا نبعد ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر۔

(المصنف لابن ابی شیبہ۶/۳۵۷، مشکوٰۃ:۵۵۷)

ہم صحابہ (رضی اللہ عنہم) اس بات میں کوئی شک نہ کرتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر سکینت جاری ہوجاتی ہے۔

(المصنف لعبد الرزاق:۱۱/۲۲۲، حلیۃ:۴/۱۵۲، تاریخ الخلفاء:۸۴، ریاض:۲۷۰)

سکینہ سکون قلب کو کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے اس کے معنی رحمت الٰہی کیا

ہے۔ بعض اسے متانت اور سنجیدگی کے معنی میں لیتے ہیں۔ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تائید ایزدی تھی آپ جب بھی بولتے لوگ اس سے سکون قلب کی دولت پاتے اور اس بات کی سچائی ہر ایک پر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی تھی اور ان میں سے کسی کو آپ کی بات میں شک وشبہ نہیں رہتا تھا اور لوگوں میں یہ بات بہت معروف تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صاحب الہام بزرگ ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی بات ان کے دل پر اتارتا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ سکینہ ایک فرشتہ کا نام ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زبان پر بولتا تھا۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہوتا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے۔ (دیکھئے مظاہر حق: ۱۰۱/ ۵، المصنف لابن ابی شیبہ: ۳۵۷/ ۶)

غصہ میں جلال خداوندی

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا غضب عمر فان اللّٰہ یغضب لغضبه ...... وفی روایة لاتغضبوا عمر فان اللّٰہ یغضب اذا لغضب۔ (ریاض: ۳۲۰)

[حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غصہ سے بچو جب وہ ناراض ہوتا ہے تو اللہ بھی ناراض ہو جاتے ہیں۔]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن ہونیکی پیشگوئی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح مسجد میں داخل ہوئے کہ دونوں آپ کے دائیں بائیں تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا ہاتھ تھاما ہوا تھا اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن بھی ہم اکٹھے اٹھیں گے۔

هکذا نبعث یوم القیامة۔ (جامع ترمذی:۲۰۸/۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اکٹھے اٹھنے کی خبر دی تو اس میں یہ بات خود بخود سمجھا دی گئی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب دفن کئے جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حین حیات اس کی پیشگوئی کی تھی اور دنیا نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ پیشگوئی کس شان سے پوری ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا:

هکذا نموت وهکذا ندفن وهکذا ندخل الجنة۔

(کنز العمال:۱۸/۱۳)

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل درجہ کے مؤمن تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس باب میں جس مقام پر کھڑے تھے، اس سے اوپر اگر کسی کو دیکھا گیا تو وہ صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أنا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبكر ثم عمر ثم أتى أهل البقيع فيحشرون معي۔ (جامع ترمذی:۳/۵۶۶)

[میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پھر عمر رضی اللہ عنہ کی، پھر اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور یہ سب میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے۔]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کو ساتھ ملا کر فرمایا کہ ہم تینوں اس طرح اکٹھے اٹھیں گے۔

أحشر أنا وابوبكر وعمر يوم القيامة هكذا وأخرج السنابة والوسطى والبنصر۔ (كنز العمال: ۱۱/۵۷۰)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے روضۂ مبارک سے اٹھیں گے تو آپ کے ساتھ اٹھنے والوں میں کون ہوں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس سے بڑی سعادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اور کیا ہوسکتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ہمراہ اٹھیں گے۔

میدانِ آخرت میں شانِ فاروقی

حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن جب سارے لوگ میدان حشر میں جمع ہوں گے اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اپنی جگہ ہوں گے۔اس وقت وہاں ایک ایسی چیز آئے گی جو ان سے بہت مشابہ ہوگی اور کہے گی اللہ تجھے میری طرف سے بہترین بدلہ عطا کرے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پوچھیں گے کہ تو کون ہے؟ وہ کہے گا: میں اسلام ہوں اے عمرؓ!......اللہ تجھے اچھا بدلہ عطا کرے۔

أنا الاسلام جزاك اللّٰه ياعمر! عنى خيرا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دائیں ہاتھ میں ان کی کتاب دی جائے گی اور انہیں جنت میں جانے کے لئے کہا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو آپ رو پڑے اور اس وقت آپ کے پاس صرف نو (درہم یا دینار) تھے آپ نے وہ سب اللہ کے راستے میں دے دیئے۔(ریاض:۳۰۸)

اس سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اس دن اسلام جو ایک معنوی حقیقت ہے جسدی پیرائے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صورت میں متمثل ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

حق کا مصافحہ و معانقہ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن حق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سب سے پہلے معانقہ اور مصافحہ کرے گا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں جنت میں داخل فرمائے گا''۔

أول من يعانقه الحق يوم القيامة عمر وأول من يصافحه الحق يوم القيامة عمر وأول من يؤخذ بيده فينطلق به الى الجنة عمر بن الخطاب۔ (مستدرك: ۳/۹۰، ازالة الخفاء: ۲/۴۹۵)

علامہ شوکانی نے درالسحابۃ میں ﴿وأول من يسلم عليه﴾ کے الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔ (دیکھئے: ۱۶۲)

حق کا معانقہ اور مصافحہ کرنا کس طرح ہوگا ہمیں اس کا علم نہیں نہ ہمیں اس کی کوئی کیفیت بتائی اور سمجھائی گئی ہے، حافظ ابن حجر مکی شافعی (۹۷۳ھ) نے لکھا ہے کہ یہاں مصافحہ سے مراد مزید انعام واقبال ہے۔ (دیکھئے صواعق محرقہ: ۳۳۸)

یہاں حق سے اگر مراد اسلام ہے تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کو سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ناز ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ سے مانگا تھا کہ وہ اسلام کی عزت بنیں، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے آنے پر اسلام کو عزت اور دبدبہ ملا قیامت کے دن اسلام بھی چاہے گا کہ ساری کائنات کے روبرو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ بتایا جائے آپ کو سب کے سامنے سلام کرے گا وہ آپ سے مصافحہ ومعانقہ کرے گا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائے گا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے دنیا میں اللہ کے گھر عزت کے ساتھ لائے تھے اور اس کو اعزاز بخشا تھا۔

اس بات کی تائید حضرت بصریؒ کے اس بیان سے بھی ہوتی آپ کہتے ہیں قیامت کے دن اسلام آئے گا اور لوگوں سے مصافحہ کرے گا، یہاں تک کہ وہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے گا پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر عرش

کے پاس آئے گا اور کہے گا قسم پروردگار کی میں چھپا ہوا اور کمزور تھا اس نے (یعنی حضرت عمرؓ نے) مجھے سب کے سامنے ظاہر کیا، چنانچہ اللہ کے فرشتے آپ کی طرف بڑھیں گے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے اس وقت دوسرے لوگ ابھی حساب کتاب میں مشغول ہوں گے۔

یجئی الاسلام یوم القیامة فیتصفح الخلق حتی یجئی الی عمر فیأخذ بیده فیصد به الی بطنان العرش فیقول ای رب انی کنت خفیا وأھان وھذا اظھرنی فکافئه فتجئی ملائکة من عنداللّٰه فتأخذ بیده فتدخله الجنان والناس فی الحساب۔ (تاریخ عمر: ۲۰)

مرحبا یا ابا حفص

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ کھڑے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "مرحبا یا ابا حفص" یہ تمہارا نامۂ اعمال ہے اگر تم چاہو تو اسے دیکھو نہ چاہو نہ دیکھو میں نے تو تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

ھذا کتابك فان شئت فأقراه وان شئت فلا فقد غفرت لك۔ (ریاض: ۲۷۳)

جنتی ہونے کی شہادت

قرآن کریم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام کیلئے (وہ مہاجرین ہوں یا انصار) حسنی کی بشارت سنائی ہے ﴿و کلا وعداللہ الحسنی﴾ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ جہنم کی آگ سے دور رکھے جائیں گے پھر آپ نے ان میں سے بعض صحابہ کرام کا نام لے کر ان کے جنتی ہونے کو موقع بموقع بیان فرمایا پھر ان میں سے بھی خاص دن آدمیوں کے جنتی ہونے شہادت دی ان دس خوش نصیبوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابو بکر فی الجنة وعمر فی الجنة۔

(جامع ترمذی:۲/۲۱٦، مشکوٰۃ:٥٦٦)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں آپ نے فرمایا کہ ابھی تھوڑی دیر میں کھجوروں کے ان گھنے درختوں میں سے ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ (حضرت جابرؓ کہتے ہیں) ہم نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو ہم نے انہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق جنت کی مبارک باد دی۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا: تو ہم نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تم ہم نے انہیں بھی جنت کی مبارک باد دی۔

فاطلع عمر رضی اللّٰہ عنہ قال فھنأ ناہ بما قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ...... الحدیث (رواہ احمد)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے کی بشارت دی ہے اور آپ کو اس اعزاز پر صحابہ مبارک باد دیتے تھے۔

جنت میں ادھیڑ عمر لوگوں کے سردار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات شیخین ؓ کے متعلق فرمایا:

ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین۔ (جامع ترمذی:۲/۲۰۷)

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جنت میں اھیڑ عمر کے لوگوں کے سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔

مقام فاروقی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ان اھل االجنۃ لیتراأون اھل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منھم وانعماء۔ (شرح السنۃ مشکوٰۃ:۵۵۹)

[اہل جنت علیین میں رہنے والوں کو دیکھیں اور دکھائیں گے جیسے تم آسمان کے کناروں میں چمکدار تاروں کو دیکھتے ہو اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما انہیں سے ہیں اور یہ دونوں بہت اچھے ہیں۔]

علیین روحانیت سے معمور ایک خاص جگہ ہے یہ اللہ کے ان مقبولین کا مقام ہے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے۔ نیک روحیں سب سے پہلے اسی مقام پر لائی جاتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلاشبہ محبوبان الٰہی اور مقربان ایزدی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص فضل وکرم سے نوازے گا اور جنات النعیم میں وہ انعامات الٰہیہ سے لطف اندوز ہوں گے۔

جنت میں محل

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رأيتنى دخلت الجنة فاذا انا بالرميصاء امرأة أبى طلحة وسمعت خشفة فقلت من هذا فقال هذا بلال ورأيت قصرا بفنائه فقلت لمن هذا فقالوا لعمر بن الخطاب فأردت أن أدخله فأنظر اليه فذكرت غيرتك فقال عمر بأبى وأمى يارسول الله! أعليك أغار۔

(صحيح بخارى: ۱/۵۲۰، صحيح مسلم: ۲/۲۷۵)

[میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں اور وہاں میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے

کسی کے قدموں کی آواز سنی میں نے پوچھا کون ہے؟ تو مجھے بتایا گیا: کہ وہ بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے سامنے ایک باندی کھڑی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے اس نے کہا: عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہے میں نے چاہا کہ اندر جا کر دیکھوں مگر اے عمر! مجھے تیری غیرت کا خیال آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن کر عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں۔]

جنت عدن میں محل

ایک مرتبہ آپ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے جنت عدن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ جنت کے وہ محلات ہیں جن میں سوائے انبیاء اور صدیق اور شہید اور عادل حکمراں کے اس میں کوئی نہ رہے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ جہاں تک نبوت کی بات ہے اس کا تو اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور جہاں تک صدیقوں کا تعلق ہے تو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ صدیق اور کون ہوگا اور جہاں تک عادل حکمراں کا تعلق ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ میں نے ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لیا ہے اور جہاں تک شہادت کی بات ہے تو یہ عمر کے نصیب میں کہاں؟۔

اما النبوة فقد مضت لأهلها واما الصديقون فقد صدقت الله ورسوله واما الحكم العدل فانى أرجو الله تعالىٰ ان لا احكم بشىء الا لم آل فيه عدلا واما الشهادة

فأنى لعمر بالشهادة۔ (كنز العمال: ١٢/٥٦١)

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے معراج اور ملاء اعلیٰ کی سیر کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتلایا کہ میں نے وہاں ایک بہت بڑا محل دیکھا جس کی لمبائی اور چوڑائی کی کوئی انتہا نہ تھی آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس محل میں کون رہے گا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ اس میں وہ رہے گا جو حق کہتا ہے اور حق پر چلتا ہے اور جب اس سے کوئی بات حق کی کہی جائے تو وہ غصہ میں نہیں آتا اور اس کا انتقال بھی حق پر ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کہ کیا تو ان میں سے کسی ایک کا نام بتا سکتا ہے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہاں ایک شخص کا نام بتا سکتا ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا: کیا وہ عمر بن الخطاب ہیں۔

قلت يا جبرئيل هل تسمى احدا قال نعم رجلا واحدا قلت من ذاك الواحد قال عمر بن الخطاب۔
(كنز العمال: ١٢/٥٩١)

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو آپ بے خود سے ہوگئے اور غشی کھا کر گر پڑے عبداللہ بن الحسن کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو موت تک کبھی ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ (ایضاً)

جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق

حضرت زید بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تو میرے ساتھ جنت میں ہے اور تین میں سے ایک ہے۔

قال لعمر بن الخطاب انت معی فی الحنة ثالث ثلاثة۔ (ریاض: ۳۱۰)

اس حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جنت میں آپ کی معیت کی بشارت دی ہے آپ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دو ہوئے یہ تیسرے کون ہیں؟ اس کے لئے امین الامت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا یہ بیان دیکھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کچھ لوگ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور چاہا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔تو آپ نے منع کر دیا اور ان سے کہا کہ:

فقال تاتونی وفیکم ثالث ثلاثة یعنی ابابکر۔
(اخرجه ابن ابی شیبه، ازالة الخفاء: ۲/۵۰۴)

[تم لوگ میرے پاس کیوں آئے ہو؟ حالانکہ تم میں تیسرا یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہے۔]

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت کی بات یاد دلائی جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غار ثور میں تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: ''لاتحزن ان اللہ معنا'' اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے اس واقعہ کے پیش نظر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو ثالث ثلاثہ کہا معلوم ہوا کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب ومعیت کی دولت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ نصیب ہوگی۔

اہل جنت کا چراغ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عمر بن الخطاب سراج أهل الجنة۔

(درالسحابة: ١٦١، معرفة الصحابة: ١/٧٤)

حضرت عمر اہل جنت کا چراغ ہیں۔

علامہ جاراللہ زمخشری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ کچھ صحابہ کرام کو لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اوران سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ بات سنی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کا چراغ ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ہاں میں نے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ: آپ مجھے یہ بات ایک کاغذ پر لکھ دیں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو یہ لکھ کر دیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذا ماضمن على بن أبى طالب لعمر بن الخطاب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن جبرئيل عن الله تعالىٰ أن عمر بن الخطاب سراج أهل الجنة فى الجنة۔

یہ وہ معاہدہ ہے جو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ رب العزت سے یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اہل جنت کا چراغ ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ پرچہ لیا اور اپنے ایک بیٹے کو دے دیا اور کہا کہ میرے مرنے کے بعد جب غسل کفن وغیرہ ہو جائے تو اس کو میرے کفن میں رکھ دینا تا کہ میں اپنے پروردگار کے پاس یہ لے کر حاضر ہوسکوں، چنانچہ آپ کی خواہش پر اسی طرح عمل کیا گیا۔ (ریاض:۱۳۱۲/۱، الموافقہ بین اہل البیت والصحابۃ:۱۱)

Work\Farooq-e-Aazam\fool
05.tif not found.

چھٹا باب

Farooqi.tif not found.

اکابر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں

اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر میں

مقام فاروقی

سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نظر میں

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی سب مخلوقات میں سے اعلیٰ اور سب سے افضل ہیں۔ آپ سید الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں بنی نوع انسان میں پیغمبروں کے بعد سب سے اونچا درجہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امت کی پہلی اینٹ ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کس نظر سے دیکھتے تھے؟

حکیم الامت حضرت مولانا تھانویؒ سے سنئے:

"جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تو ایک شخص نے کہا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تم نے مسلمانوں پر ایک سخت مزاج شخص کو خلیفہ بنا دیا خدا کو اس کا کیا جواب دو گے تو حضرت صدیق اکبر نے فخر کے ساتھ فرمایا کہ کیا تو مجھے ڈراتا

ہے اگر مجھ سے سوال ہوا تو میں حق تعالیٰ سے عرض کردوں گا کہ میں
نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا تھا کہ روئے زمین پر اس سے بہتر کوئی نہ
تھا''۔(وعظ خیر الارشاد:۱۱۵)

أللهم استخلفت عليهم خير خلقك۔

(ازالة الخفاء:٢٢٤)

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت سپرد کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے خلافت کی حاجت نہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ آپ کو خلافت کی ضرورت نہیں مگر خلافت کو آپ کی ضرورت ہے۔(مزید المجید:۹۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ماطلعت الشمس على رجل خير من عمر۔

(مستدرك حاكم:٣/٩٦)

[یعنی اس روئے زمین پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اچھا اور کوئی
نہ ملے گا۔]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

''واللہ......حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) روئے زمین پر سب سے
زیادہ مجھے عزیز ہیں''۔(ریاض:۱/۳۹۹،تاریخ الخلفاء:۱۲۲)

☆......پھر فرمایا:

اے عائشہ! بتاؤ؟ میں نے کس طرح کہا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قول دہرایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا:

اللهم أعز الولد الالوط۔ (كنز العما:١٤/٥٤٥)

[اے اللہ! میرے دل کے اس لڑکے کو اور عزت عطا فرما۔]

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی کے لئے کوئی بات لکھ کر دے دی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ قبل اس کے کہ تم وہ چیز لو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ خط پڑھوالو وہ شخص جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ نے وہ تحریر پڑھی تو اسے پھاڑ دیا اور مٹا دیا، (فشق الكتاب ومحاه) وہ شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کہ آپ مجھے دوبارہ وہ تحریر لکھ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس بات کو عمر رضی اللہ عنہ نے رد کر دیا ہے میں اب اس کی تجدید کیسے کروں؟

واللہ لا أجدد شيئا رده عمر۔ (كنزل العمال:١٢/٥٤٦)

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نظر میں

ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سامنے کچھ سامان پڑا تھا اتنے میں ان کا ایک بچہ آیا اور اس میں سے چاندی کا ایک سکہ لے کر جانے لگا کسی نے بچہ کو نہ روکا یہ دیکھ کر حضرت زیاد رو پڑے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک دن اسی طرح مال رکھا تھا وہاں ایک بچہ نے جب اس طرح کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہ چھین لیا تھا اور بچہ روتا رہا مگر آج کسی نے بھی اس بچہ کو نہیں روکا اس پر حضرت عثمان نے فرمایا:

ان عـمـر كـان يمنع أهله وأقاربه ابتغاء وجه اللّٰه وانی
اعطی اهلی واقربائی ابتغاء وجه اللّٰه ولن نلقی مثل عمر ولن
نلقی مثل عمر ولن نلقی مثل عمر۔ (تاریخ عمر: ۲۷۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے روکتے تھے اور میں اپنے گھر والوں کو اللہ ہی کی رضا حاصل کرنے کیلئے دیتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کون پہنچ سکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا کون بن سکتا ہے؟۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ آپ! حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے کیوں نہیں ہوجاتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں لقمان حکیم جیسا کس طرح بن سکتا ہوں؟"استطيع أن أكون مثل لقمان الحكيم. "(تاریخ عمر:۲۷۲)
اس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فہم ودانش پر غور کیجئے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ (عامر بن عبداللہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اورسابقین اولین میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو امین الامت فرمایا ہے۔آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔آپ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد دیکھئے:

ان مـات عـمـر رق الاسـلام مـاأحب ان لی ماتطلع
عليه الشمس أو تغرب وانی أبقی بعد عمر۔ (طبقات)

[حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے اسلام پر سخت وقت آپڑا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد اب مجھے زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ (۱۸ھ) کی نظر میں

یہ کون بزرگ ہیں؟ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجتہد ہونے کی سند عطا فرمائی اور آپ کو ''رسول رسول اللّٰہ'' کہا (رواہ الترمذی مشکوٰۃ: ۳۲۴)

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حلال وحرام اور فقہ کا سب سے بڑا عالم بتایا۔ (تذکرہ: ۲۰)

آپ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ان عمر فی الجنة۔ (المصنف: ۶/۳۵۸)

[حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنتی ہیں۔]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۳۲ھ) کی نظر میں

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آپ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت محبت اور بے حد عقیدت تھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت پر آپ بہت روئے تھے اور آپ ان کی شہادت سے بہت زیادہ متاثر تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم اور فقہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ایک ترازو میں رکھا جائے اور دوسرے میں سب لوگوں کا علم رکھ دیا جائے تو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کا پلڑا دوسروں سے وزن میں بھاری ہو جائے گا۔ (تاریخ الخلفاء:۱۲۲)

☆......آپ فرماتے ہیں کہ:

جس دن سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے ہم مسلمانوں کو عزت ووقار کی زندگی نصیب ہوئی۔

مازلنا أعزة منذ أسلم عمر۔

(المصنف لابن ابی شیبه:٦/٣٥٧، مستدرك:٣/٩٠)

آپ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے اور اللہ کی کتاب کو پڑھنے (اور سمجھنے) والے تھے۔

كان عمر أتقانا للرب وأقرانا لكتاب الله۔

(مستدرك:٩٢)

☆......آپ فرماتے ہیں کہ:

لان أجلس مع عمر ساعة خير عندى من عبادة سنة۔ (ازالة:١/٢٨٣، استيعاب:٢/٤٦٤)

میرا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صحبت میں ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک ایک سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

☆......آپ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مضبوط قلعہ کی طرح تھے اسلام اس میں اس طرح داخل ہوا کہ اس میں سے نہیں نکلا اور جب آپ مقام شہادت پر فائز ہو گئے تو گویا اس

قلعہ میں شگاف پڑ گیا اور اسلام پر سخت وقت آ پڑا جب تم لوگ نیک لوگوں کا تذکرہ کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یاد کرتے رہنا۔

ان كان عمر حصنا حصينا يدخل الاسلام فيه ولايخرج منه فلما اصيب عمر أنثلم الحصن فالاسلام يخرج منه ولايدخل فيه اذا ذكر الصالحون فحيهلا بعمر۔ (المصنف لابن ابی شيبه:٦/٣٥٧، مستدرك:٣/٩٩، ازالة:١/٢٨٤)

☆......آپ فرماتے تھے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا ہمارے لئے ایک فتح کی طرح تھا آپ کی ہجرت ہمارے لئے ایک بڑی مدد تھی اور آپ کی خلافت ہمارے لئے اللہ کی رحمت تھی قسم خدا کی ہم خانہ کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو ہم نے پھر کافروں سے مقابلہ کیا اور ہم نے پھر اللہ کے گھر میں نماز اداء کی۔ (درالسحابۃ:۱۶۵)

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ (۳۵ھ) کی نظر میں

آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رازداں صحابی کے طور پر معروف تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ آپ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ما كان الاسلام فى زمان عمر الا كالرجل المقبل مايزداد الا قربا فلما قتل عمر كان كالرجل المدبر لايزداد الا

بعدا۔ (مصنف لابن ابی شیبه: ٦/٣٦٢، درالسحابة: ٩٠)

[اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آنے والے شخص کی طرح تھا کہ اس کا قرب بڑھتا ہی رہتا ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہم سے رخصت ہو گئے تو اسلام اس شخص کی طرح ہو گیا جو پیٹھ پھیر کر جانے والا ہو کہ اس کی دوری برابر بڑھتی ہی رہتی ہے۔]

(تاریخ عمر: ۲۷٦، لابن جوزی، درالسحابۃ/۹۰، ازالۃ: ۱/۳۳۵)

☆......آپ فرماتے ہیں کہ:

تمام آدمیوں کا عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم میں پنہاں ہے آپ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں مشرکین کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۲۳)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۳٦ھ) کی نظر میں

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل المرتبت صحابی ہیں اور آپ بھی عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں بار ہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اس طرح فرماتے ہیں:

ما كان عمر باولنا اسلاما ولا أقدمنا هجرة ولكنه كان أزهدنا فى الدنيا وأرغبنا فى الاخرة۔ (رياض: ٣٦٥)

[حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے اسلام اور ہجرت کی وجہ سے آگے نہیں ہوئے بلکہ وہ زہد اور آخرت کی رغبت کی بناء پر ہم پر سبقت لے گئے۔]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۵۱ھ) کی نظر میں

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے ایمان لائے تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی بھی ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کو لوگوں نے دیکھا کہ بہت رو رہے ہیں ان میں سے کسی نے آپ سے اس قدر رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں تو اسلام پر رو رہا ہوں۔

☆......**پھر فرمایا:**

ان موت عمر ثلم الاسلام ثلمة لاترتق الی یوم القیامة۔ (طبقات: ۳/۲۸٤)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ گیا ہے جو قیامت تک بند ہوتا نظر نہیں آتا۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ: خدا کی قسم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمارے بعد اسلام لائے لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ کس بنیاد پر ہم سب پر فضیلت لے گئے۔

کان أزهدنا فی الدنیا یعنی عمر بن الخطاب۔ (المصنف لابن ابی شیبه: ٦/٣٦١)

[حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے بہت دور اور لاتعلق رہے تھے۔]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۵ھ) کی نظر میں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کا

جنتی ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا ہے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں۔

''خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لانے میں گو ہم سے پہلے نہیں اور نہ ہی ہجرت کرنے میں ہم پر مقدم ہوئے مگر میں خوب جانتا ہوں کہ کس چیز کے سبب وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سے آگے اس لئے بڑھ گئے کہ وہ سب سے زیادہ دنیا سے بے تعلق تھے''۔

(ازالۃ: ۱/۲۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (۶۳ھ) کی نظر میں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھنے کی سب سے زیادہ سعادت آپ کو نصیب ہوئی ہے۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''واللہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے اس مال ومتاع کو چھوڑ دیا تھا، حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھا شاید لوگ کہیں گے کہ دونوں کو فریب دیا گیا اور دونوں کی سمجھ ناقص تھی خدا کی قسم نہ وہ دونوں فریب خوردہ تھے اور نہ ناقص الرائے تھے۔''

(ازالۃ: ۱/۵۳۴)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فولادی شخصیت قرار دیتے تھے۔ (معرفۃ الصحابۃ: ۱/۷۱)

☆......آپ فرماتے تھے کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت بڑے آدمی تھے''۔ (تاریخ عمر:۲۷۷)

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے رحمت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا کسی کو نہیں پایا۔ (کنز العمال:۶۶۲/۱۲)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (۲۱ھ) کی نظر میں

یہ کون بزرگ ہیں؟ آپ وہ ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی تلوار کا لقب دیا تھا کفار کے بڑے بڑے سورما آپ کے نام سے لرزتے تھے جس میدان میں اترتے کامیابی آپ کے قدم چومتی تھی کسی میں اتنا حوصلہ نہ تھا کہ وہ اللہ کی تلوار کو کبھی نیچا دکھا سکے آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کس طرح کی عقیدت رکھتے تھے، اسے دیکھئے۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی بات پر کہا کہ فتنے ظاہر ہوگئے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا:

وأبن الخطاب حی انما ذلك بعده۔ (تاریخ عمر:۲۷۷)

[حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ایسا نہیں ہوسکتا ہاں ان کے بعد ممکن ہے۔]

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ (۶۰ھ) کی نظر میں

آپ کو کاتب قرآن ہونے کا شرف ملا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو

ہادی اور مہدی ہونے کی دعا دی تھی آپ کا شمار مجتہد صحابہ میں ہوتا ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ فقیہ درجے کی صحابی رسول ہیں۔

☆......آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دنیا آئی انہوں نے کبھی اسے طلب نہ کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی لیکن انہوں نے کبھی اس کی طرف التفات ہی نہ کیا''۔(تاریخ:۱۲۳)

☆......آپ فرماتے تھے:

''تم پران احادیث کا جمع کرنا ضروری ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں روایت کی جاتی تھیں کیونکہ وہ اللہ سے لوگوں کو ڈراتے تھے''۔(ازالۃ:۵۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (۶۸ھ) کی نظر میں

یہ کون بزرگ ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے فہم قرآن اور علم وفقہ کی خصوصی دعا فرمائی تھی آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کس نگاہ عقیدت سے دیکھتے تھے اسے دیکھئے۔

☆......آپ کہتے ہیں:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراپا خیر تھے اور فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مثال اس خوبصورت پرندے کی طرح ہے جسے دیکھنے والے کی تمنا یہ ہے کہ وہ جس طرح بھی ہو اسے اپنے جال میں لے لے''۔(تاریخ:۱۲۳)

☆......آپ کہتے ہیں کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ہوشیار اور محتاط تھے''۔

(ازالۃ:۲/۵۴۳)

☆......آپ نے فرمایا:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو جب تم ان کا تذکرہ کرتے رہو گے تو تمہیں عدل زیادہ یاد آئے گا اور جب تم عدل کا ذکر کرو گے تو پھر تم کو اللہ کا زیادہ ذکر کرنے کی سعادت ملے گی''۔

(اسد الغابۃ:۴/۱۵۳، کنز العمال:۲۱/۵۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۷۴ھ) کی نظر میں

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں یہ ایک بیٹے کی شہادت نہیں مدینہ منورہ کے حدیث کے سب سے بڑے عالم اور امام کا آپ کے حضور ایک احساس عقیدت ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ آپ کو اس امت کے بڑے عالم کہا کرتے تھے۔

☆......آپ کہتے ہیں کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ عقل وشعور اور بزرگ وبرتر ثابت ہوئے ہیں''۔(۱۲۲)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (۴۳ھ) کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور

تورات کے جلیل القدر عالم تھے آپ پچھلی کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پڑھ آئے تھے اور آپ کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عقیدت بہت زیادہ تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ میں آنے میں دیر ہوگئی اور جب پہنچے تو نماز ہو چکی تھی اس وقت آپ نے فرمایا کہ تم لوگ نماز میں تو مجھ پر سبقت لے گئے مگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف وتوصیف بیان کرنے میں تو مجھ پر آگے نہ بڑھو۔

پھر آپ کھڑے ہوگئے اور کہا:

”اے عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کتنے اچھے تھے آپ حق بات کہنے سننے میں کس قدر فراخ دل اور باطل کے خلاف کس قدر تنگ دل تھے آپ راضی ہونے کی جگہ راضی اور ناراض ہونے کی جگہ ناراض ہوتے تھے، آپ نہ کسی کی خوامخواہ تعریف کرنے والے تھے نہ کسی کی عیب جوئی کرنے والے آپ خوش مزاج اور فراخ طبیعت کے مالک تھے“۔(طبقات:۲۸۲/۳،تاریخ عمر:۲۷۷)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما من أهل بيت من العرب حاضر ولا باد الا قد دخل عليهم بقتل عمر نقص۔(طبقات:۲۸۵/۳)

عرب کے شہر اور دیہات میں کوئی ایک گھر ایسا نہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وہ متاثر نہ ہوا ہو۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (۵۷ھ) کی نظر میں

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت خلیفہ ہو گئے تو آپ اپنے دونوں صاحبوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدم بہ قدم دین کے کاموں میں ہمیشہ آمادہ اور تیار رہے تکبر وغرور کو پاس تک نہیں پھٹکنے دیا آپ کو جو کی روٹی اور نمک نے جلا کر رکھ دیا تھا، یعنی آپ بہت زیادہ ضعیف ہو گئے تھے زیت اور خشک چھوہاروں نے آپ کو بہت نقصان پہنچایا تھا کبھی کبھی آپ تھوڑا سا گھی بھی کھا لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو نمک اور زیت کا کھانا اور بھوکا رہنا اس سے آسان ہے کہ کل کو آگ میں ڈالا جائے جس میں نہ کبھی آدمی مرے گا اور نہ آرام پائے گا اور جس کی گہرائی بہت زیادہ عذاب سخت اور پانی پیپ ہے آپ حالانکہ طلب نہیں کرتے تھے نہ اجازت دیتے تھے مگر پھر بھی لشکر کے لشکر آپ کے پاس آتے تھے آپ نے مختلف ملکوں اور علاقوں میں لشکروں کو بھیجا اور مسلمانوں کو فتوحات ملیں آپ نے شہروں کو آباد فرمایا آپ عذاب دوزخ سے بہت زیادہ ڈرتے تھے''۔ (فتوح الشام: ۱۷۵)

☆......آپ فرماتی ہیں:

''خدا کی قسم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیز فہم اور دور بین

شخصیت تھے''(تاریخ:۱۲۳)

من رأى عمر بن الخطاب عرف أنه خلق غَنَاء للاسلام كان والله أحوذيا نسيج وحده قد أعد للامور أقرانها۔ (معرفة الصحابة: ۱/۷۱، منهاج السنة: ۲/۶۲)

[جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتا وہ سمجھ لیتا کہ آپ اسلام کیلئے سرمایہ بے نیازی بنائے گئے ہیں خدا کی قسم آپ بڑے عقلمند اور یکتائے روزگار تھے ہر کام کیلئے انہوں نے اس کام کے قابل آدمی مقرر کر رکھتے تھے۔]

☆......آپ ارشاد فرماتی ہیں کہ:

''تم اپنی مجلسوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر سے سجاؤ، جب تم عمر کا ذکر کرو گے مجلس تازہ ہو جائے گی''۔(تاریخ عمر:۲۷۸، کنز العمال:۱۲/۵۹۶)

یہ بات پیش نظر رہے کہ یہ صرف خلیفۃ الرسول اور عشرۂ مبشرہ اور دیگر جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی نہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عقیدت میں بیانات دئے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک صحابی ایسا نہیں جس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو زبردست خراج عقیدت نہ پیش کیا ہو اور ان کے دلوں میں ان دونوں بزرگوں کی عظمت ومحبت نہ پائی جاتی ہو۔

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نظر میں

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا:

☆......رجل مبارک (حضرت عمرؓ بابرکت شخص ہیں) (طبری: ۵/۱۵٦)

☆......نجیب امت (آپ شریف ومخلص ہیں) (مسند احمد: ۱/۵۴۱، حیلة: ۱)

☆......فاروق (آپ حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں) (ریاض: ۱/۲۴٦)

☆......خلیل وصدیق (آپ سچے اور پیارے دوست) (المصنف لابن ابی شیبه: ٦/۳٦۰)

☆......القوی الامین (آپ زبردست اور امانتدار ہیں) (تاریخ الامم طبری: ٦/۱۸)

☆......رشیدالامر (آپ صحیح الرائے تھے) (مصنف لابن ابی شیبه: ٦/۳٦۰)

☆......آپ امام ہدایت (راشد مصلح اور مرشد ہیں) (طبقات: ۳/۱۴۹)

ایک مرتبہ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ سے بات کرتے ہوئے فرمایا کہ:

> **"اے سعید! اپنے امام امیر المؤمنین کی وصیت دل کے کانوں سے سنو اور اسے خوب یاد رکھو یہ وہ شخص ہیں جن کے سبب اللہ نے مسلمانوں کی تعداد چالیس کی تھی انہیں کے سبب امت کا نام مؤمنین ٹھہرا اور انہیں کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿إن تطيعوه تهتدوا ترشدوا﴾ اگر تم نے ان کی بات مانی تو تم ہدایت پا جاؤ گے اور سیدھے رستہ پر لگ جاؤ گے"۔ (فتوح الشام: ۳۲۲)**

واقعی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت کے پہلے امیر المؤمنین تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے زیادہ موزوں لقب خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چادر اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بعد اس چادر اوڑھنے والے کے اقوال مجھے

سب سے زیادہ عزیز ہیں۔(تاریخ الخلفاء:۱۲۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقوال کی اہمیت اس لئے تھی کہ آپ! صاحب الہام بزرگ تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر حق جاری کیا تھا۔اس کی شہادت لسان نبوت نے دی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے واپس جانے لگے تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوگئی وہ کہتے ہیں کہ آپؓ نے مجھے آواز دی میں آپؓ کے پاس آیا،انہوں نے پوچھا کہ تم جارہے ہو؟ میں نے کہا: کہ جی ہاں مگر مجھے خطرہ ہے کہ سفر لمبا ہے،وقت پر میں پہنچ پاؤں گا یا نہیں،حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"تجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے سے کس سے روک رکھا ہے،تجھے ان سے گذارش کرنی چاہئے تھی۔

اے ابن قرط! کیا تو نہیں جانتا کہ ان کی دعا باب اجابت سے کبھی رد نہیں ہوتی،اور نہ ان کے اور درِ مستجاب کے درمیان پردہ حائل ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا ہے:"لو کان بعدی نبی لکان عمر"

کیا عمر رضی اللہ عنہ وہ شخص نہیں کہ ان کے حکم نے قرآن حکیم کے حکم کی موافقت کی۔

نیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ "اگر آسمان سے عذاب اترتا تو اس سے سوائے عمر کے اور کوئی نہ بچ پاتا۔"

اے ابن قرط! کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں آیات بینات نازل فرمائیں۔

اور کیا تجھے علم نہیں کہ وہ نہایت عابد، متقی اور زاہد شخص ہیں، اور عدوی قبیلہ کی نہایت پرہیزگار ہستی ہیں۔

اور کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام کے مشابہ نہیں؟

کیو وہ سلف صالحین کے متبع نہیں ہیں؟

کیا وہ مرتبہ قبولیت اور رضامندی تک نہیں پہنچے؟

کیا تو نے ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ نہیں سنا کہ ''جب انہوں نے ان سے کہا تھا کہ ابا جان آپؓ اپنے اوپر ترس کھائیں اور اپنے اوپر رحم کریں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو کشائش اور مال ومنال دیا ہے، غذا میں گیہوں کی روٹی کھانے لگیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

حفصہ! اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے سخت غصہ اور ملامت کرتا۔

پھر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عسر وفقر بیان کر کے کہا کہ کیا یہ دونوں حضرات میرے ساتھی نہ تھے، وہ ایک صاف اور سیدھے راستہ کو تشریف لے گئے، میں بھی چاہتا ہوں کہ ان کے طریقہ کی موافقت کروں اور ان کا وہاں بھی رفیق رہوں۔''

اے ابن قرط! اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تیرے لئے دعا

کردی ہے تو یاد رکھ ان شاء اللہ وہ درِاجابت تک ضرور پہنچے گی۔"

(فتوح الشام:۳۱۹)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں بار ہا برسر عام کہا کہ اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، آپؓ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ نے اپنے والد حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے؟

آپؓ نے فرمایا:

أبوبكر قال ثم من قال عمر وخشيت ان يقول عثمان قلت ثم أنت قال ما أنا الا رجل من المسلمين۔

(بخاری شریف:۵۱۸/۱)

[فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ان کے بعد عمر (رضی اللہ عنہ) سب سے بہتر ہیں، مجھے خیال ہوا کہ عمر کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) کا نام لیں گے تو میں نے خود ہی کہہ دیا کہ پھر آپؓ سب سے بہترین ہیں۔ فرمایا: کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔]

ایک مرتبہ آپؓ نے برسر منبر بھی یہ بات بیان کی تھی۔

(سنن ابن ماجہ:۱۱، مسند احمد:۱/۱۱۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بہترین آدمی بتاؤں؟ حاضرین نے کہا: کہ جی ہاں۔ آپؓ نے فرمایا: کہ وہ حضرت ابوبکر ہیں، پھر عمر

ہیں۔رضی اللہ عنہما (الموافقہ:۵۴)

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں، ان کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں، پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ تم سب میں کون بہتر ہے۔

خير هذه الامة أبو بكر وعمر ثم الله أعلم بخياركم۔
(كنزل العمال:۱۳/۸)

اوفیٰ بن حکیم کہتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل کر کے باہر آئے، آپ رضی اللہ عنہ بہت غمزدہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا:

لله در باكية عمر واعمراه قوم الاود وابرأ العمد
واعمراه مات نقى الثوب قليل العيب واعمراه ذهب السنة
وابقى الفتنة۔ (معرفة الصحابة:۱/۷٤)

[رونے والیوں نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ آہ عمر! تم نے ٹیڑھے کو سیدھا کر دیا، اور بیمار کو تندرست کر دیا۔ (یعنی بہت اچھی خلافت کی) آہ عمر! تم پاک صاف کپڑے کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے، آہ عمر! اپنے ساتھ سنت لے گئے اور ہمیں آزمائشوں میں چھوڑ گئے۔]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی میت چارپائی پر رکھی ہوئی تھی اور آپؓ کے قریب لوگ کھڑے اظہار تأسف کر رہے تھے، اس وقت میرے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا (یہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ

عنہ تھے) اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ رہے تھے:

یرحمك الله ان كنت لأرجو أن يجعلك الله مع صاحبيك لانی کثیر ا ما کنت اسمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم يقول كنت وابوبكر وعمر وفعلت وابوبكر وعمر وانطلقت وابوبكر وعمر ان كنت لارجو ان يجعلك الله معهما۔ (بخاری شریف:۱/۵۱۹)

[اللہ! آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی رحمت میں ہے۔ امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کردے گا اور ان سے ملا دے گا، میں نے بارہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تھے: میں نے اور ابوبکر وعمر نے اس طرح کام کیا میں اور ابوبکر وعمر اس طرح گئے اور میں اور ابوبکر وعمر اس طرح آئے۔] رضی الله عنهما.

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن پہنا کر چار پائی پر رکھا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے:

ما أحد أحب الى أن ألقى الله تعالىٰ بمثل صحيفته من هذا المسجى۔ (كتاب الآثار:٢١٦، از امام ابو یوسف)

[مجھے اس کفن پہنے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی اور شخص عزیز نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ان جیسا اعمال نامہ لے کر جاؤں۔]

یعنی جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اعمال نامہ نیکیوں سے لبریز ہے، میرا نامۂ اعمال بھی اسی طرح نیکیوں سے لبریز ہو، اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت علی اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ اس زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے بڑھ کر کسی کا عمل نہیں ہے۔
(فتح الباری: ۶۰/۷)

زید بن وہب کہتے ہیں کہ ایک دن سوید بن غفلۃ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے دور خلافت میں آئے اور کہا: اے امیر المومنین! میرا گذر ایک ایسے گروہ پر ہوا جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں انتہائی غلط باتیں کہہ رہے تھے، حضرت علی مرتضیٰ منبر پر تشریف لائے، آپؓ میرے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، آپؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کہ

''اللہ کی قسم ان دونوں سے سوائے مومن کے اور کوئی محبت نہیں رکھتا اور ان سے سوائے بدبخت اور دین سے نکل جانے والے کے اور کوئی بغض نہیں رکھتا ان دونوں کی محبت ثواب ہے، اور ان کا بغض گمراہی ہے، یہ دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھائی آپ کے وزیر آپ کے دوست قریش کے سردار اور مسلمانوں کے مائی باپ ہیں، میں اس شخص سے بری ہوں جو ان دونوں کو برا جانے اور ایسا آدمی قابل سزا ہے۔] (تاریخ عمر: ۵۰، لابن الجوزی)

حضرت امام زین العابدینؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفین سے لوٹے تو ایک نوجوان آپؓ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے آپؓ کو جمعہ کے خطبہ میں یہ دعا کرتے سنا ہے:

أللهم أصلحنا بما أصلحت به الخلفاء الراشدين۔

[اے اللہ! جس طرح آپؓ نے خلفائے راشدین کے کاموں کو درست کر دیا، ہمیں بھی یہ نعمت عطا فرما۔]

تو آپؓ فرمائیں یہ کون تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے اور کہا:

هما حبيباى وعماك أبوبكر وعمر اماما الهدى وشيخا الاسلام ورجلا قريش والمقتدى بهما بعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم من اقتدى بهما عصم ومن اتبع آثارهما هدى الى صراط مستقيم ومن تمسك بهما فهو من حزب اللّٰه وحزب اللّٰه هم المفلحون۔

(تاريخ عمر:٤٩، كنزالعمال:١١/١١، بحواله فضائل الصديق لأبى طالب العشار)

[وہ دونوں میرے محبوب اور تمہارے چچا حضرت ابوبکر و عمر ہیں، جو ہدایت کے امام اور مسلمانوں کے شیخ اور قریش کے دونوں بزرگ ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد یہ دونوں مسلمانوں کے رہبر و رہنما ہیں، جس نے ان دونوں کی اتباع کی وہ محفوظ رہا، اور جو ان دونوں کے نقش قدم پر چلا وہ صحیح راہ چلا اور جس نے ان دونوں کا دامن مضبوطی سے تھاما وہ اللہ تعالیٰ کے گروہ میں سے ہوا اور اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہونے والی ہے۔]

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپؓ سے حضرات شیخین کریمین کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا: کہ

''وہ دونوں امین ہادی مہدی مرشد فلاح یافتہ اور کامیاب ہونے

والے لوگوں میں سے تھے، دنیا سے سکڑے پیٹ رخصت ہوئے تھے۔'' (یعنی ان کو کوئی دنیوی لالچ وغیرہ نہ تھا۔)

کانا أمينين هاديين مهديين رشيدين مرشدين مفلحين منجحين خرجا من الدنيا خميصين۔ (كنز العمال:٦ ١٣/٢)

عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ

''قیامت تک جس قدر حکام وسلاطین آئیں گے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سب کے لئے رہبر اور حجت بنا دیا ہے، یہ حضرات بہت پہلے تشریف لے گئے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پیچھے آنے والوں کو خوب تھکا دیا ہے۔'' (الموافقة:۵۴)

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ

''حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوئے اور انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی اتباع کی، اور ان کی سنت پر چلے، اور انہوں نے سب سے اچھے طریق پر وفات پائی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے افضل ہیں۔'' (الموافقة:۴۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا دیا تھا، جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ پہنا کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپؓ وہ کپڑا پہنے باہر آئے تو کہنے لگے کہ:

''یہ میرے بھائی میرے دوست میرے ہمراز اور میرے مخلص امیرالمومنین نے مجھے پہنایا ہے۔'' (الموافقہ:۶۴)

ان حقائق وواقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے خلوص دل سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام کرتے تھے، اوران کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بری عظمت ومحبت موجود تھی۔ فرضی اللہ عنھما

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں وہ مجھے بھی پسند نہیں

حضرت علی مرتضیٰ کے دل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کتنی عظمت تھی اسے دیکھئے۔ جناب ابوحنیفہ دینوریؒ کہتے ہیں: کہ

''جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ کوفہ تشریف لائے تو آپؓ سے کہا گیا کہ کیا آپؓ! محل میں قیام فرمانا پسند کریں گے، حضرت علی نے اس کے جواب میں فرمایا: مجھے اس میں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند فرماتے تھے، میں تو چبوترہ میں ہی قیام کروں گا۔''

لا حاجة لی فی نزوله لان عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه کان یبغضه ولکنی نازل الرحبة۔ (الاخبار الطوال:۱۵۲)

حضرت زید امام زین العابدین سے نقل کرتے ہیں:

ان علیا کان یشبه بعمر فی السیرة۔ (ریاض النضرة:۲/۴۰۰)

[حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھی۔]

کیا اس میں اس بات کا کھلا اعلان نہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلے؟

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا اعلم علیاً خالف عمرؓ ولا غیر شیئا مما صنع حین قدم الکوفة۔ (ازالة: ۲/۵۲۲)

[میں نہیں جانتا کہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی ہو اور جب سے آپؓ کوفہ تشریف لائے آپؓ نے کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کئے ہوئے کاموں میں کوئی تغیر نہیں کیا۔]

مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ لکھتے ہیں:

"حضرت علی اپنے عہد خلافت میں کوفہ آئے، آپؓ نے کوفہ آ کر ان تمام باتوں کو بحال رکھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ تھیں، کیا یہ صریح طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت کی پابندی نہیں، اور پھر اس کی حد بندی کوفہ تک نہ تھی، آپؓ نے اسے ایک اصول کے طور پر قبول فرمایا ہوا تھا۔" (خلفائے راشدین: ۳۶۲)

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت اس لائق تھی کہ اس کی پیروی کی جائے، آپ کی کوشش رہی کہ آپؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بنائے خطوط پر آگے بڑھیں، آپؓ بار بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کاموں کا حوالہ دیتے اور آپؓ کے لئے دعائے رحمت کرتے تھے۔

معجزہ ثابت ہوا تیری خلافت کا پیام

حافظ نور محمد انور (لاہور)

اے عمر فاروق اعظم داعیٔ عدل و سلام
فیض سے تیرے ملا دنیا کو جمہوری نظام

تیرے دم سے دین حق پھیلا جہاں میں چارسو
جہد پیہم سے تری تھے شادماں خیر الانام

قتل کرنے ان کو آیا تھا مگر کیا تھی خبر
مصطفیٰؐ سے نوش فرمائے گا تو وحدت کا جام

تو ہوا اسلام میں داخل تو واقف ہوگیا
دین سے اور دین کی تبلیغ سے ہر خاص و عام

دی اذاں تو نے جو بے باکانہ بیت اللہ میں
ہوگئے حیران کافر دل لئے ہاتھوں سے تھام

تو نے منبر سے کیا تھا ساریہ کو باخبر
کام آئی دین کے تیری صدائے تیز گام

ہوگیا جاری تری تحریر سے دریائے نیل
معجزہ ثابت ہوا تیری خلافت کا پیام

حق نے تیری خدمتوں کا یہ صلہ تجھ کو دیا
مصطفیٰؐ کے قرب میں ہے حشر تک تیرا مقام

پرچم اسلام تیری ذات سے ہے سربلند
رہنمائے دین انور فاتح ایران وشام

❀❀❀

ساتواں باب

not found.

اولاد

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیرہ اولاد عطا فرمائیں، اور یہ مختلف ازواج سے تھیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ کے ۹ ؍بیٹے اور ۴؍ بیٹیاں تھیں، ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ شہرت ملی اور اسلام میں ان کو بڑا مقام نصیب ہوا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چہیتی صاحبزادی ہیں، آپؓ بعثت نبوی سے تقریباً پانچ سال قبل پیدا ہوئیں، تو ان کا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ بن قیس سے ہوا۔ (طبقات: ۳/۳۰۰)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے شروع دنوں میں مسلمان ہوگئے تھے، اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی انہیں کے ساتھ شرف اسلام سے مالا مال ہوئیں، حضرت خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حبشہ کی جانب ہجرت کی، بعد ازاں آپؓ

مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ گئے، غزوۂ بدر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے، اور پورے اسلامی جوش اور دینی غیرت کے ساتھ کافروں کا مقابلہ کیا تھا، جب غزوۂ احد پیش آیا تو آپؓ نے اس میں بھی شرکت کی، اور لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے، اسی حالت میں انہیں مدینہ منورہ لایا گیا، علاج کے باوجود آپؓ جانبر نہ ہو سکے، اوران کا انتقال ہو گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن ہوئے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا عین جوانی میں بیوہ ہوگئیں، انہیں اپنے شوہر کی وفات کا غم ہوا، تاہم انہوں نے اس پر صبر کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی کے پاس آتے اور انہیں صبر کرنے اور حوصلہ رکھنے کی تلقین کرتے رہتے، جب عدت کے ایام پورے ہوگئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے نکاح ثانی کی فکر ہوئی اور چاہا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا گھر پھر سے بس جائے آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، آپؓ خاموش رہے۔ پھر کچھ دنوں بعد جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپؓ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ ان کا ابھی نکاح کا ارادہ نہیں ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور تمام حالات بیان کر کے اپنی فکر بتائی، اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یتزوج حفصة (رضی اللّٰه عنها) من هو خیر من عثمان ویتزوج عثمان (رضی اللّٰه عنه) من هو خیر من حفصة ثم خطبها فزوجه عمر۔ (سیر اعلام النبلاء:۲/۲۲۸)

[حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی اس سے ہوگی جو عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے بہتر ہے، اور عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شادی اس سے ہوگی جو حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اچھی ہے۔]
(طبقات:۸/٦٦)

سید التابعین حضرت سعید بن مسیّب فرماتے تھے کہ:

''اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لئے منتخب فرمایا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر تھے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بہتر تھیں۔'' (طبقات ابن سعد:۸/٦٧)

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا۔

آپؓ کا مہر چار سو درہم رکھا گیا۔

اس نکاح سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ام المؤمنین ہونے کا مقام اور شرف پایا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس سے شادی فرمائیں اور جس کو اپنی بیٹی شادی کے لئے عطا فرمائیں ان سے بڑھ کر اور کون خوش نصیب ہوگا کیا یہ ان دونوں کے جنتی ہونے کی نبوی شہادت نہیں۔

من زوجنی وتزوج منی من الامة احد لا یدخل النار لانی سئلت اللّٰه عنه ووعدنی بذلك۔

(تفسیر لوامع التنزیل:٢/٤٧٦)

[جس نے میرے ساتھ شادی کی اور جس کو مجھ سے شادی ملی وہ
جہنم میں نہ جائے گا، اس لئے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا تھا
اوراس نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔]

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت خدا ترس خاتون تھیں، ان کا زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گذرتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صوم وصلوٰۃ میں کثرت رکھنے والی تھیں، اور یہ بات سب جانتے تھے، فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں کہا:

إنها صوامة قوامة وهی زوجتك فی الجنة۔ (طبقات:۸/۶۷)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم وفضل میں بڑا اونچا مقام تھا، حضور اقدس سے ساٹھ حدیثیں روایت کیں، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ان سے روایتیں مروی ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قران کریم کے تمام کتابت شدہ اجزاء ایک جگہ جمع کر کے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھوادئے تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ اجزاء موجود تھے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرآن کریم کی حافظہ بھی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع قرآن کے وقت ان کو بھی چنا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن کے وہ اجزاء جو مختلف ٹکڑوں پر لکھے ہوئے تھے، جمع کئے، آپؓ کے انتقال کے بعد وہ سب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپؓ نے اس امانت کو سنبھالنے کی ذمہ داری حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دے دی،

اور یہ اجزاء ان کے پاس ہی رہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مصحف کا کام شروع کیا تو آپؓ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ اجزاء منگوائے اور دوسرے مصاحف کی نقل اور تصحیح کر کے آپؓ کو واپس بھیج دیئے۔

بہت سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپؓ سے علم حاصل کرتے رہے، آپؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کے احوال معلوم کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر حضرت شفاء بنت عبداللہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے ان کو تعلیم دی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ تو حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو وہ عمل بھی بتادے جو چیونٹی کے کاٹنے پر کیا جاتا ہے۔ (المصنف لعبدالرزاق: ۱۱/۱۶)

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں بہت گہری دوستی بھی تھی، اور ان میں دوستانہ ان بن بھی رہتی تھی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"یہی وہ خاتون ہیں جو ازواج رسول میں سے میری برابری کرتی تھیں۔" (سیر اعلام النبلاء: ۲/۲۲۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کے بارے میں فرماتی ہیں:

"یہ اپنے باپ کی صاحبزادی ہیں، یعنی جس شان کا باپ حامل ہے ان کی بیٹی بھی ان سے کسی کم درجے میں نہیں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

خانہ نشین ہوگئیں، جہاں لوگ ان سے علم وفقہ کی باتیں پوچھتے رہتے تھے۔

حافظ ابونعیم نے آپؓ کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

القوامة الصوامة المزرية بنفسها اللوامة حفصة بنت عمر بن الخطاب وارثة الصحيفة الجامعة للكتاب رضى الله عنها۔ (حلية: ۲/۶۱)

[آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صوم وصلوٰۃ کی پابند اپنے نفس لوامہ کو ذلیل کرنے والی۔ حفصہ بنت عمر بن الخطاب جو قران کو جمع کئے ہوئے نسخوں کی وارث ہیں۔]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تقریباً ۳۲ رسال زندہ رہیں، ۴۵ رہجری میں روزے کی حالت میں آپؓ کا انتقال ہوا۔

(طبقات: ۸/۶۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت ۶۳ رسال کی تھیں، گورنر مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، حضرت ابو ہریرہ حضرت ابوسعید خدری اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی میت کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور جنت البقیع لائے، آپؓ کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ آپؓ کے تین بھتیجوں سالم، عبداللہ اور حمزہ نے آپ کو قبر میں اتارا تھا۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہا. آمین

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

آپؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے اور جلیل القدر

صحابیٔ رسول ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اس وقت آپؓ کی عمر پانچ چھ سال کی تھی، آپؓ اپنے والد کے ساتھ ہی اسلام کے حلقہ میں شامل ہوئے اور اپنے والد کے ساتھ ہی مدینہ منور ہجرت کی، غزوۂ بدر کے موقع پر آپؓ نے شریک ہونے کے لئے اپنے آپؓ کو پیش کیا تو حضور اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی عمر کے چھوٹی ہونے کی وجہ سے اس درخواست کو قبول نہ کیا، غزوہ احمد میں بھی آپؓ صغیر السن ہونے کے سبب شامل نہ ہو پائے، آپؓ نے سب سے پہلے غزوۂ خندق میں شرکت کی تھی، اس وقت آپؓ کی عمر ۱۵؍سال کی تھی۔ (طبقات: ۴/۱۰۶)

بیعت رضوان میں بھی آپ رضی اللہ عنہ! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ابھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بدن پر ہتھیار سجا رہے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل کر کے آ گئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ خیبر فتح مکہ غزوۂ حنین اور دوسرے معرکوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ شرکت کا شرف حاصل کیا تھا، اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بھی آپؓ مختلف معرکوں میں برابر شریک رہے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل وصورت میں اپنے والد کے بہت مشابہ تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ گندمی تھا، آپؓ معمولی لباس پہنتے تھے، سیاہ عمامہ استعمال فرماتے، اور زرد رنگ جو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پسند تھا استعمال کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بچپن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل رہا تھا، سفر وحضر میں آپؓ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے قریب رہتے اور آپ سے استفادہ کرتے رہتے تھے۔قرآن وتفسیر اور حدیث وفقہ پر آپؓ کی گہری نظر تھی، آپؓ کا شمار علمائے مدینہ میں ہوتا تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرنے اور ان کی نشر واشاعت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ آگے رہے ہیں، تقریباً ۱۶۳۰/حدیثیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہیں، جن میں سے ۸۱/صحیح بخاری اور ۳۱/صحیح مسلم میں ہیں۔اور ۱۷۰/متفق علیہ ہیں۔(تہذیب الکمال:۲۰۷)

آپؓ اگر کسی وجہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں غیر حاضر ہوتے تو حاضر رہنے والوں سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث معلوم کرتے، اسی طرح کوئی ایسی بات سنتے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں نہ ہوتی تو آپؓ فوراً تصدیق کے لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھی چلے جاتے تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپؓ تقریباً ساٹھ سال حیات رہے، اور ان سالوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشغلہ علم حدیث وفقہ ہی رہا ہے، آپؓ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث کو نہایت احتیاط سے بیان فرماتے تھے، اور اس میں تغیر کو پسند نہ کرتے تھے۔

کان اشد اتقاء للحدیث۔ (اصابہ:۲/۳۴۹)

امام محمد باقر کہتے ہیں کہ صحابہ میں سوائے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اور کوئی ایسا نہ تھا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سن کر اس میں کمی بیشی کرنے سے ان سے بڑھ کر ڈرنے والا ہو۔(تذکرۃ الحفاظ:۱/۵۳)

لوگ آپؓ کی درازئ عمر کے لئے دعا فرماتے تھے، اور کہتے کہ اے اللہ! ابن عمرؓ کو زندہ رکھنا کہ ان کی اقتداء سے ہم کو فائدہ ملتا رہے۔ کیونکہ ان سے زیادہ عہد

رسالت کا کوئی جاننے والا نہیں۔ (طبقات: ۴/۱۰۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر ادا بہت عزیز تھی، اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں آپؓ اسی عنوان سے زیادہ جانے پہچانے گئے ہیں۔ آپؓ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کام جس طرح کرتے دیکھا، آپؓ اسی طرح وہ کام کرتے تھے۔ (اصابہ: ۲/۳۴۹)

آپ رضی اللہ عنہ کی اسی ادا پر لوگوں کا کہنا تھا کہ آپؓ کو سنت رسولؐ کی پابندی کا والہانہ جنون تھا۔ (مستدرک حاکم: ۳/۶۴۷) حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جہاں جہاں رکتے رہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہیں رکا کرتے تھے، اور آپؐ نے جہاں جہاں وضو کیا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں وضو کرتے، آپؓ چاہتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی ادا مجھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بدعت اور بدعتی سے سخت نفرت تھی، اور آپؓ ان کے پاس ایک لمحہ کے لئے رکنا گوارانہ کرتے تھے، آپؓ کے شاگرد امام مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک روز نماز کے لئے مسجد میں آئے، اذان ہو چکی تھی تو ایک شخص نے اذان کے بعد ''الصلوٰۃ الصلوٰۃ'' کے الفاظ سے تثویب کی اور لوگوں کو نماز کے لئے پکارا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے یہاں سے لے چل اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ (ابوداؤد: ۱/۷۹) اور فرمایا: کہ مجھے اس بدعتی کے پاس نہیں رہنا۔ (دیکھئے ترمذی: ۱/۲۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی سفر سے واپس مدینہ منورہ آتے تو پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر صلوٰۃ وسلام کیلئے حاضری دیتے، بعد ازاں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سلام پیش کرتے اور کہتے:

السلام عليك يا رسول اللّٰه۔

السلام عليك يا أبابكر۔

السلام عليك يا أبتاه۔ (طبقات:١١٧/٤، حلية:١٨٥/١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زہد وتقویٰ میں اپنی مثال آپؓ تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اور والد گرامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تربیت نے آپؓ کی روحانی زندگی کو نکھارا ہوا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپؓ کو اچھا آدمی ہونے کی سند دی تھی۔

"ان عبداللّٰه رجل صالح۔" (الاحسان:١٠٤/٩)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا: کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا دامن کبھی دنیا سے آلودہ نہیں ہوا۔ (تذکرۃ الحفاظ:۵۳/۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی آپؓ کے بارے میں یہی بات کہی ہے، میمون بن مہران جب ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کرتے تو کہتے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ تقویٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ علم میں آگے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا وقت علم کی اشاعت اور اپنے رب کی عبادت میں گذرتا تھا، آپؓ کی مجلس مسجد نبوی میں صبح کو چاشت تک مستقل طور پر منعقد ہوتی تھی، جس میں آپؓ قبلہ رو ہوکر حدیث بیان کرتے تھے۔ (طبقات:۱۴۷/۴)

ایک مرتبہ کسی نے مجلس میں آپؓ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا، جس کے جواب میں آپؓ نے فرمایا: کہ میں نہیں جانتا ہوں اس شخص کے جانے کے بعد اپنے آپؓ سے مخاطب ہوکر کہا ابن عمر! تم نے خوب کیا کہ جو بات معلوم نہیں تھی اس کے بارے میں پوچھا گیا تو لاعلمی ظاہر کردی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم وفقہ پر بہت اعتماد تھا، آپؓ کوئی ایسی حدیث سنتے جو آپؓ کے علم میں نہ ہوتی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی تصدیق فرماتے تو آپؓ مطمئن ہو جاتے، عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپؓ کے سامنے ایک حدیث بیان کی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا تم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث سنی ہے، میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا: کہ تم دوبارہ معلوم کرو اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ مجھے لے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ یہ حدیث آپؓ نے بیان کی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہاں یہ حدیث میں نے ان سے بیان کی ہے۔ ابن عمر نے یہ بات سن کر کہا کہ ابن ام عبد (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں جھوٹ نہیں بول سکتے ہیں۔

(تاریخ کبیر: ۳/۳۴۸، خیر القرون کی درسگاہیں: ۲۰۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہجد گذار اور صائم النہار تھے، رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے تھے، اور آپؓ کے پاس جو مال آتا آپؓ اسے راہ خدا میں خرچ کر دیا کرتے تھے، آپؓ کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہوتی آپ اسے ہی خیرات میں دے دیتے تھے۔ (اصابہ: ۲/۳۴۸)

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت عمدہ اونٹ حج کے سفر کے لئے خریدا اور پھر اس پر سوار ہو کر جا رہے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ کی چال بہت پسند آئی، تو آپؓ اتر پڑے اور غلام سے کہا کہ سامان اتار لو اور اس کو قربانی کے جانوروں میں داخل کر دو۔ (بخاری شریف: ؟؟/؟، حلیۃ: ۱/۳۲۶)

آپ رضی اللہ عنہ نے کثرت سے غلاموں کو بھی آزاد کیا تھا۔(ریاض:۴۲۴م ۱)

جس غلام کے متعلق پتہ چل جاتا کہ وہ دینداری میں اگے آگے ہے، تو آپؓ اسے آزاد کردیتے تھے۔ آپؓ کے اس عمل کو دیکھ کر آپؓ کے غلام مسجد میں جا کر بیٹھ جاتے تا کہ آپؓ انہیں آزاد کردیں۔ بسا اوقات لوگ آپؓ کو کہتے کہ صرف آپؓ کو دھوکہ دیتے ہیں، آپؓ اس کے جواب میں فرماتے کہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے لئے دھوکہ دے گا ہم بھی اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے دھوکہ کھاتے رہیں گے۔(حلیۃ:۱۰۱/۱)

آپؓ کے پاس مال آتا تو اسی وقت راہ خدا میں صرف کردیا کرتے تھے، ایک مرتبہ شام کے وقت آپؓ کے پاس دس ہزار درہم آئے آپؓ نے راتوں رات سب کے سب خیرات کردیئے تھے۔(حلیۃ:۳۶۹/۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غریبوں اور مسکینوں کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے، گھر میں کھانا پکتا تو آپؓ کسی نہ کسی مسکین اور غریب کو کھلا دیا کرتے تھے، آپؓ کے کھانے کے لئے کوئی اچھی چیز پکتی اور کہیں کسی فقیر کی آواز آجاتی تو آپؓ یہ کھانا اسے دے دیا کرتے تھے۔(طبقات:۱۲۲/۴، حیاۃ الصحابۃ:۱۹۵/۲)

آپؓ کے دسترخوان پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی یتیم ہوا کرتا تھا۔(حلیۃ:۲۹۸/۱)

آپؓ نے گھر والوں سے کبھی کسی پسند کی چیز پکوائی اور اس دوران کوئی سائل آگیا تو باوجود خواہش کے آپؓ وہ کھانا سائل کو دے دیتے تھے، اور اہلیہ کے اصرار پر کہ آپؓ غریب کو کھانے کے بجائے درہم دے دیں، آپؓ انکار فرماتے اور وہی کھانا اسے دے دیتے تھے۔(حلیۃ:۳۷۰/۱)

آپؓ فرماتے تھے کہ جب سے میں اسلام لایا ہوں میں نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، آپؓ قلت طعام کی بناء پر جب کمزور ہوگئے تو کچھ لوگوں نے کہا کہ

آپؓ عمدہ اور اچھے کھانے کھائیں تو کیا حرج ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میری عمر کے اسی (۸۰) سال گذر چکے ہیں، میں نے کبھی شکم سیر ہوکر نہیں کھایا، اب تم چاہتے ہو کہ میں پیٹ بھر کر کھاؤں؟ ایک مرتبہ ایک عراقی شخص آپؓ کے لئے ہاضمہ کی دوائی بطور تحفہ لایا آپؓ نے فرمایا: کہ میں نے چار مہینوں سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا، سو مجھے اس کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں۔ (حلیۃ: ۱/۳۷۲)

کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سے کہا کہ آپ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا خیال رکھا کریں وہ کمزور ہوگئے ہیں، تو آپؓ کی اہلیہ نے کہا کہ میں ان کا کیا کروں جب کبھی ہم ان کے لئے کھانا بناتے ہیں یہ اس کھانے پر کسی نہ کسی کو بلا کر کھلا دیتے ہیں۔ (حیات الصحابۃ: ۲/۲۱۱)

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے ہیں نہ میں نے کوئی مکان بنایا اور نہ ہی کھجور کا کوئی باغ لگایا۔ (حلیۃ: ۱/۳۷۲)

آپؓ کے خوف وخشیت کا یہ حال تھا کہ جب کبھی ایسی آیت تلاوت کرتے جس میں قیامت اور دوزخ کا ذکر ہوتا تو آپؓ رو پڑتے تھے، آپؓ اپنی دعاؤں میں یہ بھی فرماتے تھے کہ اے اللہ! آپ نے جو اسلام کی نعمت مجھے دی ہے اسے کبھی نہ چھیننا اور نہ ہی مجھے اس نعمت سے دور کرنا، یہاں تک کہ مجھے موت آجائے اور مجھے موت اس وقت آئے جب میں دین اسلام پر سختی سے کاربند ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت عروہ بن زبیر، مصعب بن زبیر، عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے اپنی ایک ایک تمنا کا اظہار کیا، کسی نے خلافت کی آرزو کی، کسی نے علم کی، کسی نے نکاح

کی، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ مجھے تو بس مغفرت کی تمنا ہے۔

أما أنا فأتمنى المغفرة قال فنالوا كلهم ماتمنوا ولعل ابن عمر قد غفر له۔

ابوالزناد کہتے ہیں کہ ان تمام حضرات نے اپنی اپنی تمنا اور مراد پالی ہے، امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بھی معاف کر دیا ہوگا۔ (حلیۃ: ۱/۳۸۳)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ان ہی اداؤں نے آپؓ کو ہر دلعزیز بنا رکھا تھا، آپؓ کے شاگرد امام مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ تھا تو جو بھی ملتا آپؓ کو سلام کرتا اور دعائیں لیتا تھا، اس وقت اپؓ نے فرمایا: کہ لوگ مجھ سے اس قدر محبت کرتے ہیں کہ اگر سونا چاندی دے کر بھی یہ محبت حاصل کرنا چاہوں تو اس سے زیادہ نہیں ملے گی۔ (طبقات: ۴/۱۲۷)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے تو آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے۔ (ایضاً)

حضرت سعید بن مسیّب کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کے بارے میں میں گواہی دیتا ہوں۔

حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور کی بے نظیر شخصیت تھے۔

سدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور کی ایک یادگار تھے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صابزادے محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ آپؓ اس امت کے بہترین آدمی تھے۔ (مستدرک: ۳/۶۴۶)

امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ زاہد شخص ہیں اور بہترین رائے رکھنے والے تھے۔ (ایضاً)

امام ابن سیرین دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! تو جب تک ابن عمر رضی اللہ عنہ کو زندہ رکھے مجھے بھی زندہ رکھنا تاکہ میں ان کی اقتداء کرتا رہوں۔ (اعلام الموقعین: ۱/۱۴)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والوں میں حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات تھیں، اور تابعین میں حضرت سعید بن مسیّب، حضرت علقمہ بن وقاص، حضرت مسروق جیسے اکابر حدیث تھے۔

حضرت امام ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپؓ کا ذکر اس طرح شروع کرتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فقیہ اور علم وعمل میں نہایت بلند پایہ اور بے شمار فضائل کی مالک ہستی ہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی ہے، اور ان کی نیکوکاری اور صلاحیت کی شہادت دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر اور آپؐ کے اقوال وافعال کی دیوانہ وار اتباع کرتے تھے۔''

(تذکرۃ الحفاظ: ۱/۵۳)

حج کے زمانہ میں ایک شخص نے نیزہ کی نوک آپؓ کے پیروں میں لگادی۔ (یا لگ گئی) جس میں زہر بجھا ہوا تھا، یہ زہر ان کے جسم میں داخل ہوگیا، اور یہی آپؓ کی وفات کا باعث بنا۔ ۷۴ ہجری میں بعمر ۸۷ سال آپؓ کا انتقال ہوا، اور مکہ مکرمہ کے علاقہ فخ کے مہاجرین کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ فرضی اللہ عنہ

❁❁❁

آٹھواں باب

not found.

شہادت

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک پہاڑ پر تھے کہ پہاڑ میں حرکت ہوئی آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک پہاڑ پر مارا اور فرمایا: کہ سکون میں آجا، تجھ پر خدا کا ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ (جامع ترمذی: ۲/۲۱۰، کنز العمال: ۱۱/۵۶۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان دو شہیدوں میں سے ایک ہیں، دوسرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی شہادت کی خبر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی تھی۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک نیا سفید کپڑا پہنے ہوئے آئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو فرمایا:

البس جديدا وعش حميدا ومت شهيدا۔

(سنن ابن ماجه: ٢٦٣)

[اچھے کپڑے پہن، اچھی زندگی گذار، اور شہادت کی موت پالے۔]

خود حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شہادت پانے کے آرزومند رہے اور بے انتہا اعلیٰ مراتب رکھنے کے باوجود آپؓ کو شہادت کی بہت تمنا تھی، آپؓ اکثر وبیشتر اس کے لئے دعا بھی فرماتے تھے۔ آپؓ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے سنا ہے:

اللهم قتلا فی سبیلك ووفاة فی بلد نبیك۔

(طبقات: ۳/۲۵۲)

[اے اللہ! میں تیری راہ میں شہید ہونے کی درخواست کرتا ہوں، اور تیرے نبی پاک کے شہر مقدس میں موت چاہتا ہوں۔]

اللهم أرزقنی شهادة فی سبیلك واجعل موتی فی بلد رسولك۔ (تاریخ عمر: ۲۳۶)

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا ابا جان یہ دونوں باتیں ایک جگہ کیسے جمع ہوں گی کہ آپ راہ خدا میں قتل ہوں اور مدینہ منورہ میں آپ کی موت آئے، ظاہر ہے کہ راہ خدا میں قتل کی نوبت تو جہاد میں باہر جا کر ہی مل سکے گی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ اللہ چاہے گا تو دونوں کام ہو جائیں گے۔

یأتی به اللّٰه اذا شاء۔

شہادت بھی مل جائے گی اور مدینہ منورہ میں موت بھی نصیب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس تمنا کی لاج رکھی اور آپؓ کی دونوں تمنائیں پوری کر دیں۔

قیس بن ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ طیبہ

میں بر سر منبر خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: کہ جنت عدن میں ایک ایسا محل ہے جس کے پانچ سو دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں، اس میں سوائے نبیوں کے اور کوئی داخل نہ ہوگا، پھر آپؓ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا آپؐ کو یہ مبارک ہو۔

هنيئا لك يا صاحب القبر۔

پھر آپؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر کی جانب متوجہ ہوئے اور کہا آپؓ کو بھی مبارک ہو۔

هنيئا لك يا أبابكر۔

پھر خود ہی فرمایا: جس ذات نے مجھے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی سعادت بخشی ہے وہ مجھے مقام شہادت پر لانے پر بھی قادر ہے۔

ان الذی أخرجنی من مكة الى هجرة المدينة قادر أن يسوقنی إلى الشهادة۔ (درالسحابة: ۱۷۵، للشوكانی)

حضرت امام بخاریؒ نے ابوصالح کے حوالہ سے مشہور تابعی کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے۔

کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ میں نے تو رات میں لکھا دیکھا ہے کہ آپؓ شہید کئے جائیں گے۔

جس پر آپؓ نے فرمایا: کہ یہ کیسے ہوگا کہ جزیرۃ العرب میں رہتے ہوئے میں مرتبۂ شہادت پالوں؟ اسلمہ کا بیان ہے کہ کعب احبار کی یہ بات سن کر آپؓ نے یہ دعا فرمائی تھی۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۳۶)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک آدمی

کو دوسرے لوگوں کی بہ نسبت تین ہاتھ اوپر دیکھا تو پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ یہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کا مقام تین درجے اوپر کیوں ہے؟ جواب ملا کہ وہ تین خاص خصلتوں کے حامل ہیں:

لا یخافون فی اللّٰہ لومة لائم۔

و خلیفة مستخلف۔

و شہید مستشہد۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے یہ خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنایا تو آپؓ نے حضرت عمر کو بلایا اور ان کے سامنے کہا: کہ اپنا خواب بیان کر، چنانچہ ابو بردہ نے خواب بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ جب میں دوسری بات پر پہنچا کہ تو حضرت عمر نے مجھے دیکھا اور خاموش رہنے کے لئے کہا: اور فرمایا: کہ تو یہ بات کہہ رہا ہے حالانکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ سلامت موجود ہیں۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے والی اور خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے مجھے بلایا اور کہا کہ اب اپنا خواب بیان کرو، جب میں نے وہ خواب بیان کیا اور کہا کہ وہ ایسا خلیفہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کی پروا نہ کرے گا، تو آپؓ نے فرمایا: کہ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس طرح بنا دے۔

انی لارجو ان یجعلنی اللّٰہ منہم۔

جب میں نے دوسری بات کہی تو آپؓ نے فرمایا: کہ اللہ نے مجھے خلافت عطا فرمائی اور میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کام میں میری مدد فرمائے۔

قد استخلفنی اللّٰہ وأسالہ ان یعیننی علی ما ولانی۔

اور جب میں نے تیسری بات بتائی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کہاں

میں اور کہاں مرتبۂ شہادت۔ حالانکہ میں تمہارے سامنے ہوں تم لوگ تو غزوہ، جہاد میں جاتے ہو، مجھے اس وقت اس کا موقع نہیں ملتا، پھر ساتھ ہی کہا کہ کیوں نہیں کیوں نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ یہ مرتبہ مجھے ضرور دے گا۔

أنى لى بالشهادة وأنا بين اظهركم تغرون ولا أغزو ثم قال بلى يأتى الله بها انشاء الله يأتى الله بها ان شاء الله۔ (رياض:٣٠٥)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق آپؓ کو مرتبۂ شہادت پر فائز فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے کچھ عرصہ قبل ایک خواب دیکھا جسے آپؓ نے ایک خطبہ میں بیان فرمایا۔

ابوطلحہ یعمری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ کے دوران فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سرخ رنگ کے مرغ نے مجھے ایک دو چونچیں ماری ہیں۔ (تاریخ عمر: ۲۳۸، مستدرک: ۳/۹۷)

پھر فرمایا: اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ (معرفت الصحابۃ: ۱/۶۷)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی آپؓ کے اس خواب کی یہی تعبیر دی اور ساتھ ہی کہا کہ آپؓ کو ایک عجمی شخص قتل کرے گا۔ (مسند احمد: ۱/۱۵، تاریخ عمر: ۲۳۸)

اس کے بعد فرمایا: کہ لوگوں کا اصرار ہے کہ میں کسی کو اپنا جانشین مقرر کر جاؤں حالانکہ اللہ تعالیٰ اسلام اور خلافت کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

ان اللّٰہ یحفظ دینہ۔

اگر میری موت جلد واقع ہوجائے تو انتخاب خلیفہ کیلئے ان چھ آدمیوں کی ایک مجلس بنادی جائے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء:۱۳۶)

راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات جمعہ کے خطبہ میں کہی تھی اور پھر بدھ کے دن آپؓ پر قاتلانہ حملہ ہوگیا۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کے بعد لوگوں نے ان سے کہا کہ آپؓ امر خلافت کسی کے سپرد کردیجئے، آپؓ نے فرمایا: کہ اگر میں سپرد نہ کروں تو اتباع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیونکہ آپؐ نے خلافت کسی کے سپرد نہیں فرمائی تھی، اور اگر سپرد کروں تو اتباع ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کیونکہ انہوں نے خلافت کو میرے سپرد فرمایا تھا۔ اگرچہ مجھ کو دونوں باتوں کا حق حاصل ہے، مگر میں اپنے بعد کا بار اپنے سر پر نہیں رکھتا۔'' (حسن العزیز:۳/۱۸۸)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیش گوئی آپؓ کی پر خلوص دعا اور خواب کی تعبیر سچ بن کر سامنے آئی، آپؓ نے اللہ تعالیٰ سے جو مانگا اور جس طرح مانگا اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، آپ کو مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے اعلیٰ درجۂ شہادت کی موت نصیب فرمائی۔

آپؓ کی شہادت کا واقعہ اس طرح رونما ہوا کہ مدینہ منورہ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے پاس ابولؤلؤ فیروز نامی ایک غلام تھا، جو عیسائی مذہب رکھتا تھا، اور روم سے اسیر ہوکر آیا تھا، مگر اصل سے فارسی تھا، کسی زمانہ میں اہل روم اسے اسیر

بنا کر لے گئے تھے، یہ غلام اپنے مذہب پر پختگی سے قائم رہنے کے ساتھ قومی تعصب اور حمیت کو بھی پوری طرح دل میں لئے ہوئے تھا، نہاوند کا معرکہ ختم ہوکر بہت سے قیدی جب مدینہ منورہ لائے گئے تو ابولؤلؤ پر غم کا پہاڑ ٹوٹا، قیدیوں میں سے بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتا اور کہتا تھا:

أكل عمر كبدى۔ [عمر نے میرا جگر کھالیا ہے۔]

مگر باوجود ان خیالات کے مسلمانوں میں رہ کر بے خوف وخطر نہایت آزادی سے زندگی بسر کر رہا تھا، آدمی ہوشیار اور طرح طرح کی صنعت ودستکاریوں میں ماہر تھا، اس لئے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری آزادی دے کر دو درہم یومیہ کا ٹیکس اس پر لگا دیا تھا، ایسے ماہر اور صناع پر یومیہ دو درہم کچھ بھی نہ تھے۔ (اشاعت اسلام: ۲۲۹)

ایک دن اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ میرے مالک مغیرہ بن شعبہ (رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر بڑا بھاری محصول مقرر کیا ہے، آپؓ کم کرا دیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعداد پوچھی تو اس نے کہا روزانہ دو درہم۔ آپؓ نے پوچھا کہ تو کونسا کام کرتا ہے؟ اس نے کہا: نجاری ونقاسی آہن گری۔ ارشاد فرمایا: ان صنعتوں کے مقابلہ میں یہ کوئی بڑی رقم نہیں فیروز کو اس جواب سے سخت غصہ آیا، اور وہ اس وقت وہاں سے نکل کر چلا گیا، تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارادہ کرلیا تھا کہ اس بارے میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کریں گے۔

وفی نیته ان یلقی المغیرة فیکلمه یخفف۔ [المقصد العلی فی زواهد ابی یعلی الموصلی: ۳/۱۷۰)

پھر آپؓ نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو ایسی چکی بنا سکتا ہے جو ہوا

کے ذریعہ سے آٹا پیسے، اگر ایسا ہے تو مسلمانوں کے لئے ایک چکی بنادے، اس نے کہا: بے شک ایسی چکی میں آپؓ کے لئے بنادوں گا، جس کا چرچا مشرق ومغرب میں ہو جائے گا، اس نے اس گفتگو میں آپؓ کو قتل کرنے کی دھمکی دی تھی، اور آپؓ بھی اس کو فوراً سمجھ گئے تھے، چنانچہ اس کے چلے جانے کے بعد فرمایا:

لقد أوعدنی العبد الآن۔

[غلام مجھ کو قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔]

مگر آپؓ نے اس پر اس سے کسی قسم کی کوئی باز پرس نہیں کی اور نہ اس کو نظر بند کیا اور نہ اپنی حفاظت کا خاص سامان کیا۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو تقویٰ سے کام لینے کی تاکید کی اور فرمایا: کہ جن کو خدا نے تمہارا دست نگر بنایا ہے، ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ (الموافقہ:۶۷)

اس واقعہ کے دو تین دن بعد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لئے نکلے تو فیروز زہریلا خنجر لے کر بہت پہلے مسجد میں چھپا بیٹھا تھا، جب نماز کے لئے صفیں درست ہو چکیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ امامت کے لئے آئے اور جوں ہی نماز شروع کی اس نے اچانک آپؓ پر خنجر سے حملہ کر دیا، اور آپؓ پر چھ وار کئے، جن میں سے ایک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ناف کے نیچے جا لگا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوراً حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر امامت کے لئے آگے کر دیا، اور خود زخم لگنے کی وجہ سے گر پڑے اور آپؓ کے منھ سے یہ الفاظ نکلے:

وكان أمر الله قدرا مقدورا۔

[اور اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو کر رہنے والا تھا۔]

(طبقات: ۳/۲۶۵، تاریخ عمر: ۲۴۱، لابن جوزی)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر نماز پڑھائی اس دوران فیروز ملعون نے تقریباً بارہ مزید لوگوں پر بھی خنجر سے وار کئے جن میں سے چھ حضرات وہیں شہید ہوگئے، جب وہ وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنے لگا تو ایک شخص نے اس پر اپنی چادر پھینک دی، جس سے وہ قابو میں آ گیا اور جب اسے فرار کی کوئی راہ نہ ملی تو اس نے وہیں اپنے ہی خنجر سے خودکشی کر لی۔

(مستدرک: ۳/۹۸، تاریخ الخلفاء: ۱۳۷، مروج الذہب: ۲/۲۵۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسی حال میں نماز اداء کی اور پھر اسی زخمی حالت میں آپؓ کو گھر لایا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور تمام مسلمانوں پر صدمے کی یہ کیفیت تھی کہ گویا آج تک ان پر اس قسم کی کوئی مصیبت پیش نہیں آئی، اور ان کا صدمہ حق بجانب تھا، دوربین اور خواص حضرات تو جانتے تھے کہ آپؓ کی بابرکت زندگانی فتن اور حوادثات کے لئے سد راہ ہے، آپؓ کا اس عالم سے اٹھ جانا اور مسلمانوں میں اختلاف وفتن کا ظہور پذیر ہونا گویا لازم وملزوم ہیں، مگر وہ طبقہ جوان احساسات سے خالی الذہن لیکن آپؓ کے عدل ورافت عام کے خوشگوار سایہ میں تربیت پا رہا تھا، اس پر خواص سے زیادہ اس صدمہ کا اثر تھا۔

امتثال احکام شرع کی بناء پر بظاہر گو صبر وسکون تھا، مگر دلوں میں قلق واضطراب کے دریا موجزن تھے، چہرہ پر اداسی چھائی ہوئی تھی، مسلمانوں کی تو یہ حالت تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہ اپنی جان کا کچھ خیال تھا، اور نہ ان مہلک زخموں کی تکالیف پر کچھ اظہار کلفت۔ بلکہ وہی مسلمانوں کی محبت وہمدردی اب بھی انہیں مشغول کئے ہوئے تھی۔ (اشاعت اسلام: ۲۳۱)

آپؓ نے سب سے پہلے پوچھا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فیروز۔ آپؓ نے فرمایا:

ألحمد لله الذی لم يجعل قاتلی يحاجنی عند الله بسجدة سجدها له قط۔ (طبقات:۳/۲٦۳)

[خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی مسلمان کے ہاتھ سے نہیں ہوئی۔] (تاریخ الخلفاء:۱۳۸)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم خاص حضرت اسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے سنا ہے:

اللهم لا تجعل قتلی علی يدی عبد قد سجد لك سجدة يحاجنی بها يوم القيامة۔ (طبقات:۳/۲٦۳)

[اے اللہ! میرا قتل اس شخص کے ہاتھوں نہ ہو جس نے تیرے سامنے کبھی ایک سجدہ بھی کیا ہوتا کہ وہ روز قیامت اسی سجدہ کو لے کر میرے مقابلہ میں نہ آئے۔]

شیخ الاسلام حافظ تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

ولم يقتل عمر من المسلمين لرضاء المسلمين عنه وانما قتله كافر فارسی مجوسی۔ (منهاج السنة:٦/۱۳)

[آپؓ کے خون میں کسی مسلمان کا نہ ہاتھ تھا اور نہ کسی مسلمان کی خوشی اس میں شامل تھی، آپؓ کو ایک کافر ایرانی مجوسی نے شہید کیا۔]

آپؒ یہ بھی لکھتے ہیں:

فان ابا لؤلؤة كافر قتل عمر كما يقتل الكافر المؤمن

وهـذه الشهـادـة أعـظم من شهادة من يقتله مسلم فان قتيل الـكـافـر أعـظـم درجة مـن قتيـل الـمسـلـمـيـن۔ (منهـا ج السنة: ٦/٣١)

[ابولولو کافر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، جس طرح کوئی کافر کسی مسلمان کو شہید کر دیتا ہے اور یہ اس سے بڑی شہادت ہے کہ آپؓ کے خون سے کسی مسلمان کا ہاتھ رنگین ہوتا کیونکہ کافر کے ہاتھ سے شہید ہونا بہ نسبت کسی مسلمان کے ہاتھ سے زیادہ مرتبہ والی شہادت ہے۔]

موت کے وقت توصیفی کلمات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فوری علاج کے لئے لوگوں نے ایک طبیب بلایا، جس نے آپؓ کو انگور کا شربت اور دودھ پلانے کی کوشش کی، مگر یہ دونوں چیزیں زخم کی راہ سے باہر نکل پڑیں، اس وقت لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ زخم گہرا ہے، اور اب آپؓ شاید زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گے، اس صورت حال پر بعض حضرات نے عرض کیا کہ آپؓ اپنا جانشین مقرر کر جائیں، نیز وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے آپؓ کی تعریف وتوصیف میں چند کلمات کہے تو آپؓ نے اس پر فرمایا:

"اللہ کی قسم میری تمنا یہ ہے کہ میں دنیا سے ہلکا ہوکر روانہ ہو جاؤں، میں کسی کا مقروض نہ رہوں اور میرا بھی کسی پر قرضہ نہ ہو، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام ہو، جن کی صحبت نے مجھے تمام آلام ومصائب سے محفوظ رکھا۔" (تاریخ الخلفاء: ۱۳۷)

اس دوران حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

''اے امیر المومنین! آپؓ! کو جنت کی خوشخبری ہو، آپؓ اس وقت ایمان لائے جب کہ لوگ کافر تھے، آپؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپؓ سے راضی ہو کر دنیا سے گئے اور آپؓ کی خلافت میں دو آدمیوں کا بھی اختلاف نہیں تھا، اور اب آپؓ مقام شہادت بھی پا رہے ہیں۔ (مستدرک حاکم:۹۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو، حضرت ابن عباس ابھی کچھ نہ کہہ پائے تھے کہ پاس ہی کھڑے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جی ہاں! ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

فقال علی نعم نشهد بذلك۔ (کتاب الآثار:۲۰۷، ازامام ابو یوسف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات سے بہت خوشی اور راحت ملی۔

وفرح بذلك عمر وأعجبه۔ (طبقات ابن سعد: ۳/۲۷۰)

ابن ابی حدید شیعی نے یہ واقعہ شرح نہج البلاغۃ میں جناب ہیثم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (دیکھئے:۳/۱۴۶، الآثار فی موت عمر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آپؓ کے بدن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ اس جسم کو دوزخ کی آگ کبھی بھی نہ چھوئے گی۔

﴿جلد لا تمسه النار أبدا۔﴾

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت اچھی صحبت پائی ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپؓ سے خوش ہوکر گئے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپؓ سے خوش ہوکر گئے، مسلمانوں نے آپؓ کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گذارا اور آپؓ اس حال میں ان کو چھوڑ کر جارہے ہیں کہ وہ سب کے سب آپؓ سے خوش ہیں۔

وصحبت المسلمين وتفارقهم وهم عنك راضون۔

(تاريخ عمر: ٢٥٠، لابن الجوزی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت آپؓ سے یہ بھی کہا کہ:

والله ان كان اسلامك لنصرا وان كانت امامتك لفتحا والله لقد ملأت امارتك الارض عدلا۔

(طبقات: ٣/٢٧٠)

وان كانت ولايتك لعدلا ولقد قتلت مظلوما۔

(تاريخ عمر: ٢٥٠)

[آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کے لئے باعث عزت تھا، آپؓ کی امارت وخلافت انصاف پر مبنی رہی، اور آپؓ کو شہادت کی موت نصیب ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر فرمایا: کہ واللہ تم محض اس کی وجہ سے مجھے عزیز نہ جانو اگر حق تعالیٰ نے اپنا رحم میرے شامل حال نہ کیا تو عمر ہلاک ہوجائیگا۔]

آپؓ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر دنیا میں میرے پاس سونے کے دو پہاڑ بھی ہوتے تو میں انہیں قیامت کے خوف سے راہِ خدا میں خرچ کردیتا۔'' (تاریخ الخلفاء:۱۳۷)

واللّٰہ لو ان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من عذاب اللّٰہ قبل ان أراہ۔ (بخاری شریف: ۱/۵۲۱، طبقات: ۳/۲۷۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس وقت کسی نے کہا کہ:

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھوں بہت سے شہر فتح کرائے، بے شمار علاقے مسلمانوں کو ملے، آپؓ کی نیکیاں کس قدر زیادہ ہیں، تو آپؓ نے جواب میں فرمایا:

''کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے ہی چھوٹ جاؤں، اجر ملے نہ ملے تو بڑے نفع کا سودا سمجھوں گا۔''

لوددت انی أنجو منہ لا أجر ولا وزر۔ (طبقات: ۳/۲۶۷)

میرے سر کو زمین پر رکھ دو

پھر آپؓ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جن کی گود میں آپؓ کا سر مبارک تھا، فرمایا: کہ بیٹا میرے سر کو زمین پر رکھ دو، انہوں نے کہا: کہ ابا جان آپؓ کا سر نیچے زمین پر رکھنا میرے لئے بہت تکلیف دہ ہوگا، آپؓ نے ان سے پھر فرمایا: کہ بیٹا زمین پر رکھ دے، چنانچہ انہوں نے آپؓ کا سر زمین پر رکھ دیا۔ (الموافقہ: ٦٨)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ شاید اللہ تعالیٰ کو میری اس حالت پر رحم آجائے، اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم نہ کرے تو سوائے بربادی کے اور کیا ہاتھ آسکتا ہے۔ (اسد الغابۃ: ۴/۱۶۵)

ہماری عمر بھی آپؓ! کو دیدی جائے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی حضرت علی مرتضٰی کو کس قدر عزیز تھی، اسے دیکھئے امام محمد الباقرؒ کہتے ہیں کہ:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کہلا بھیجا کہ بتاؤ جو کچھ میرے ساتھ پیش آیا ہے کیا تم اس واقعہ پر راضی ہو؟ یا یہ تمہاری مرضی سے ہوا ہے؟ سب نے اس کا انکار کیا اور سب پر گریہ طاری ہو گیا، حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے، آپؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ہرگز نہیں ہم تو پسند کرتے ہیں کہ ہماری زندگی بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی جائے، اور ہماری عمر بھی آپؓ کو لگ جائے اور آپؓ کی زندگی لمبی ہو۔

فقال علی بن ابی طالب وددنا ان أزدنا فی عمر من اعمارنا۔ (حلیة الاولیا:۳/۱۹۹، المصنف لعبدالرزاق:۶/۵۲)

جنت کی بشارت

ابومطرف نے حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری دی اور کہا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پختہ عمر کے جنتیوں کے سردار ہوں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اے علی! کیا آپؓ اس بشارت کے گواہ ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! میں گواہ ہوں۔ آپؓ نے اپنے صاحبزادے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بھی کہا کہ تو بھی اس بات کی شہادت دے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) اہل جنت میں سے ہیں۔

فقال شاهد أنت لي يا علي بالجنة قلت نعم وأنت يا حسن فاشهد على أبيك ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال ان عمر من أهل الجنة۔ (كنزالعمال:٦/٣٦٤)

موت کے وقت نہی عن المنکر

ان ہی دنوں ایک نوجوان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کو آیا، اور اس نے کہا: کہ اے امیر المومنین! آپؓ کو مبارک ہو کہ آپؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک طویل وقت گذارا ہے، پھر اسلام کے لئے آپؓ کی بڑی خدمات ہیں، آپؓ نے عدل کے ساتھ خلافت کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ میری تو بس خواہش یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں معاملہ برابر سرابر ہو جائے تو بڑی سعادت ہوگی، جب وہ نوجوان واپس جانے لگا تو آپؓ نے اسے بلایا اور کہا اے بھتیجے تیرا کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہے، اسے اوپر کرلے اس میں کپڑے کی حفاظت ہے اور اپنے رب کے حکم کی تابعداری اور خوف بھی ہے۔

فانه أنقى لثوبك وأتقى لربك۔ (بخاری:١/٥٢٤، صفوة الصفوة:١/١٥١)

روضۂ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں دفن ہونے کی اجازت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہو گیا کہ اب آپؓ کا سفر آخرت بہت

قریب ہے، تو اپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا: کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے سلام کہا ہے، یہ نہ کہنا کہ امیر المومنین نے سلام کہا ہے، پھر میری طرف سے درخواست پیش کرنا کہ اگر آپؓ کو کوئی تکلیف اور تنگی نہ ہو تو عمر کی خواہش ہے کہ وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہو، سو آپؓ اپنے حجرۂ مقدسہ میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دفن ہونے کی اجازت دیں۔ اور اگر آپؓ کو تکلیف ہو اور یہ بات آپ کے لئے کوئی بوجھ کا باعث ہو تو بخدا مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپؐ کی ازواج مطہرات کے ساتھ بقیع میں دفن کر دینا کہ یہ سب کے سب عمر سے اچھے ہیں۔

چنانچہ آپؓ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سلام اور پیغام پہنچایا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے محفوظ کی تھی، لیکن آج میں عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنے پر ترجیح دوں گی۔

کنت أریده لنفسی ولا وثرنه الیوم۔

اس پر نہ مجھے کوئی تکلیف ہے نہ ہی میرے لئے یہ کوئی بوجھ اور تنگی کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی اور کہا کہ آپؓ کو اجازت مل گئی ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور ارشاد فرمایا: کہ میری سب سے بڑی تمنا یہی تھی اب مجھے اپنے ان دونوں بڑوں کے ساتھ دفنا دینا۔

﴿فادفنونی معهما﴾ (مستدرك حاكم: ۳/۹۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت

آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا، انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

الصوم فی شدة ایام الصیف وقتل الاعداء بالسیف والصبر عن المعصیة واسباغ الوضوء فی الیوم الشاتی وتعجیل الصلوة فی یوم الغیم وترك ردغة الخبال وهی شرب الخمر۔ (طبقات:۳/۲۷۳)

[سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنا، دشمنوں سے جہاد کرنا، گناہوں سے رکے رہنا، ٹھنڈی کے دنوں میں اچھی طرح وضو کرنا، اندھیرے میں جلدی نماز پڑھنا، اور شراب سے بچے رہنا۔]

حاضرین کو وصیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے سب حضرات کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''کہ تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، اگر تم اس پر چلو گے تو کبھی راہ راست سے نہ ہٹو گے۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں تمہیں مہاجرین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ اس وقت لوگ تو بڑی تعداد میں موجود ہیں، مگر یہ لوگ اب خال خال رہ

گئے ہیں، میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ یہ لوگ اسلام کی پناہ گاہ ہیں، جس کی طرف لوگ پناہ لیتے رہے ہیں۔

میں تمہیں دیہات میں رہنے والوں کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں۔

اور میں تمہیں ذمیوں کے حقوق اور ان کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہوں۔" (کنز العمال: ۱۲/۶۷۸)

جانشینی کے لئے چھ افراد کا انتخاب

پھر لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گذارش کی کہ اب آپؓ اپنا جانشین مقرر فرمائیں، تو آپؓ نے فرمایا: کہ خلافت کے لئے وہ چھ آدمی زیادہ مستحق ہیں، جن سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خوش رہے، آپؓ نے جن چھ حضرات کے نام پیش کئے وہ یہ ہیں:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وصیت میں یہ بھی فرمایا: کہ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے خلافت کے کاموں میں مشورہ لینے میں تو کوئی حرج نہیں، لیکن خلافت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا، اس کو والی اور حاکم نہ بنایا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غسل کی وصیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آ گیا تو آپؓ نے مجھے بلایا اور اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا: کہ جب میں موت سے ہمکنار ہو جاؤں تو تم مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا، جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا، پھر کفن پہنانا، پھر حجرۂ اطہر میں لے جانا۔ (الموافقة:۲:۷)

کفن میں بے جا صرف نہ کرنے کی تاکید

انتقال سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے بیٹے سے فرمایا: کہ میرے کفن میں بے جا صرف نہ کرنا، اگر میں اللہ تعالیٰ کے یہاں بہتر ہوں تو مجھے از خود بہتر لباس مل جائے گا، اور اگر بہتر نہیں ہوں تو بہتر کفن بے فائدہ ہے۔

پیمائش کر کے قبر کھودنے کی تاکید

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے جب آپؓ کو حجرۂ مقدسہ میں تدفین کی اجازت ملی تو آپؓ نے ایک عصا لانے کا حکم دیا اور فرمایا: کہ اس سے میری پیمائش کرلو، (کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طویل القامت تھے) پھر فرمایا: کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کا حجرہ مبارکہ چھوٹا ہے، اس لئے میں نے ایسا کیا ہے، جاؤ اب اس پیمائش کے مطابق قبر کھودنا۔ (کنز العمال:۶۹۸/۱۲)

مرض الوفات میں ہدایات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تین دن زخم کی تکلیف میں گذارے، تاہم اس دوران بھی آپؓ مسلمانوں کو ان کی دینی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے رہے، اور اپنے ماتحت حضرات کو انتظامی ہدایات دیتے رہے۔ یکم محرم الحرام ۲۴ھ جب نئے اسلامی سال کا آغاز ہو رہا تھا، آپؓ کا آخری وقت آ پہنچا اور "اللہ" کا نام لیتے لیتے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "اللہ" کے ہاں پہنچ گئے۔

﴿اناللّٰہ و انا الیہ راجعون﴾

اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۶۳ رسال تھی۔

ملک الموت کا تأثر

مروی ہے کہ جب ملک الموت آپؓ کے پاس آیا تو اس نے فرشتوں سے کہا دیکھو یہ امیر المومنین کا گھر ہے، اس میں کچھ بھی نہیں، ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے قبر ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ بات سنی تو کہا: کہ اے ملک الموت آپؑ جس کے پیچھے ہوں اس کا گھر ایسا ہی ہونا چاہئے۔

هـذا بيـت أميـر المومنين ما فيه شئ كانه القبر فقال عـمـر يـا مـلك الـموت من تكون أنت خلفه هكذا يكون بيته۔ (رياض:۱/٤۱۸)

عمر مبارک

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کا انتقال ۶۳ رسال کی عمر میں ہوا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اسی عمر میں وفات پائی۔ (شعب الایمان: ۲/۱۶۱)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ۶۳ رسال کے ہوئے تو فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سب نے ۶۳ رسال میں دنیا چھوڑ دی تھی۔

مات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو ابن ثلاث وستین ومات ابوبکر وھو ابن ثلاث وستین ومات عمر وھو ابن ثلاث وستین وانا الیوم ابن ثلاث وستین۔ (مسند الامام الطحاوی: ۶/۳۱۶)

حضرت علامہ شعبی کہتے ہیں:

وان عمر قبض وھو ابن ثلاث وستین۔ (صفوۃ: ۱/۱۵۲)

وفات کے دن سورج گرہن ہونا

حضرت عبدالرحمٰن بن یسار نقل کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، اس دن سورج گرہن تھا۔ (جمع الفوائد: ۴/۵۰۹)

حضرت حسن بن ابوجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے ہر طرف اندھیرا چھا گیا ہے، اس منظر کو دیکھ کر ایک بچے نے اپنی ماں سے پوچھا کہ امی جان کیا قیامت واقع ہوگئی؟ ماں نے کہا: نہیں بیٹا! بلکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمالی ہے۔ (ریاض: ۱/۴۱۹)

آپ رضی اللہ عنہ کے احباب واصحاب نے حسب وصیت آپؓ کو غسل دیا،

اور کفن پہنا کر جب چٹائی پر رکھ دیا تو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو غمزدہ نہ ہوا ہو۔

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے تاثرات

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی ان مغمومین میں سے ایک تھے اور بار بار آپؓ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھتے اور آپؓ کی عظمت وعقیدت میں جھکے جاتے تھے، آپؓ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنازے پر جن تأثرات کا اظہار فرمایا ہے اسے دیکھئے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد لوگ آپؓ کے اردگرد جمع تھے، اور اظہار افسوس کر رہے تھے، میں بھی وہیں تھا، تو میری پشت پر کسی نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہنے لگا:

رحمك الله ان كنت لأرجو أن يجعلك مع صاحبيك لانی کثیرا ما كنت اسمع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم يقول كنت وابوبكر وعمر وفعلت وابوبكر وعمر وانطلقت وابوبكر وعمر ان كنت لأرجو ان يجعلك الله معهما۔ (بخاری شریف: ۱/۵۱۹)

[اللہ تعالیٰ آپؓ کو اپنی رحمت میں لے، امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کر دے گا، اور ان سے ملا دے گا، میں نے بارہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا ہے: ''میں نے اور ابوبکر وعمر نے اس طرح کام کیا،

میں اور ابوبکر و عمر اس طرح گئے، میں اور ابوبکر و عمر اس طرح آئے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جب مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے، آپؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر یہ بات کہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ بھی فرمایا:

ما خلفت احدا احب الی ان القی اللّٰہ بمثل عملہ منك۔ (ایضا: ۱/۵۲۰)

[آپؓ نے اپنے پیچھے کوئی ایک شخص ایسا نہ چھوڑا کہ میں اس کے سے اعمال پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو محبوب رکھوں۔]

شارح صحیح بخاری علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ:

''حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ اس زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے بڑھ کر کسی کا عمل افضل نہیں۔''

ان علیا کان یعتقد ان لا احد عملا فی ذلك الوقت افضل من عمل عمر۔ (فتح الباری: ۷/۶۰)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم میں سے اس کفن پوش سے اچھا اور محبوب مجھے کوئی شخص نہیں کہ اس جیسا نامۂ اعمال لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں، اللہ تعالیٰ آپؓ پر رحم فرمائے۔ اے عمر ابن الخطاب! آپؓ کتاب اللہ کی آیات

کے بہت بڑے عالم تھے۔

آپؓ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑی عظمت تھی۔

آپؓ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، اور لوگوں سے ڈرتے نہ تھے۔

آپؓ حق بیان کرنے میں بڑے سخی تھے، اور باطل سے بڑے تنگ دل تھے۔

آپؓ دنیا سے خالی اور آخرت سے بھرے ہوئے تھے۔" (ریاض:۱/۴۱۹)

نماز جنازہ

حضرت سعید بن مسیّب تابعی کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی۔ (تاریخ عمر: ۲۵۸)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"نماز کے بعد ہم جنازہ کو لے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر پہنچے اور آواز دی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا کون ہے؟ ہم نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ لے کر آئے ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ وفات کے بعد ایک مرتبہ پھر دفن کے متعلق پوچھ لینا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: واللہ حجرہ مقدسہ میں جو جگہ میں انہیں دے چکی ہوں اب اس کو واپس نہیں لوں گی۔"

تمہارا دوست زیارت کے لئے حاضر ہوا ہے

اور پھر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روضۂ اقدس

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی جانب دیکھتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ کے رسول! اور اے حضرت ابوبکر! تمہارا دوست عمر تمہارے پاس زیارت کے لئے آیا ہے۔'' (الموافقۃ:٧٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کا جنازہ لے کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا تو دروازہ پر کھڑے ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپؓ نے ارشاد فرمایا: سلامتی کے ساتھ اندر داخل ہو جایئے۔

﴿ادخل بسلام﴾ (طبقات:٣/٢٧٧)

قبر مبارک کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارکہ میں (جو جنت کا ہی ایک قطعہ ہے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپؓ کے لئے قبر تیار کی گئی، اور جس مٹی سے آپؓ بنائے گئے اللہ تعالیٰ نے اسی مٹی میں آپؓ کو لوٹا دیا، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمت وفضیلت دیکھئے کہ یہ دونوں اسی مٹی میں لائے گئے جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے گئے ہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک جس مٹی سے بنا وہ جنت کی مٹی نہیں تو اور کیا ہے؟ امام محمد بن سیرین (١١٠ھ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من مولود الا وقد ذر علیه من تراب حفرته قال ابوعاصم مانجد لابی بکر وعمر رضی اللّٰه عنهما فضیلة

مثل هذه لان طينتهما طينة رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم۔ (تاريخ عمر:٤٨، لابن الجوزى)

امام ابن سیرینؒ نے یہ بھی فرمایا کہ:

لو حلفت حلفت صادقا بارا غير شاك ولا مستثن ان الله تعالىٰ ما خلق محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولا ابابكر ولا عمر الا من طينة واحدة ثم ردهم الى تلك الطينة۔ (عمدة القارى:٨/٢٢٦)

[اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچی ہوگی، بالکل یقینی جس میں شک کرنے والے کیلئے کوئی گنجائش نہیں، اور نہ استثناء کی ضرورت۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکر کو اور نہ عمر کو مگر ایک مٹی سے، پھر اسی مٹی کی طرف ان سب کو لوٹا دیا۔]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

خلقت أنا وأبوبكر وعمر من طينة واحدة۔ رواه الديلمى (كنز العمال:١١/٤٦٧)

قبر میں اتارنے والے حضرات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر میں اہل شوریٰ یعنی حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت سعید بن زید، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی

اترے۔(اسد الغابۃ:۱۶۶/۴)

و نزل فی قبره عثمان و علی ...... الخ۔

(الکامل لابن اثیر:۳/۲۸)

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش قسمتی دیکھئے کہ افضل المخلوقات علیہ افضل التحیات والتسلیمات سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حجرۂ مبارکہ جس سے بہتر کوئی حجرہ نہیں۔ پھر آپ کا روضۂ مطہرہ جو کعبہ مشرفہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت وقرب کہ اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں۔ پھر جنت کی سرزمین پر آرام کرنے کی سعادت۔ پھر انبیاء و مرسلین علیہ السلام کے بعد سب سے بہتر وافضل شخصیت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلو۔ اور پھر ایک وقت آئے گا کہ اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سب کے ساتھ یہاں آرام فرمائیں گے۔ اللہ اللہ! کیا نصیب؟ اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے۔

حضرت امام ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

فهنيئا بالشيخين حيث اكتنفا بالنبيين۔

(شرح فقه اکبر:۱۳۶)

[شیخین کو بہت بہت مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دو عظیم پیغمبران کو اپنے درمیان اپنے پہلو میں لیں گے۔]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا خواب اور اس کی تعبیر

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکھا تھا کہ تین چاند ان کے حجرہ میں گرے

ہیں، تو آپؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس خواب کا ذکر کیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، آپؓ خاموش رہے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ آپؐ کا مدفن بنا تو آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ

"هذا أحد اقمارك وهو خيرها۔" (موطا امام مالك: ١٥٤)

[اے عائشہ یہ تمہارے حجرہ کا پہلا اور سب سے بہتر چاند ہے۔]

بعد میں جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہاں محو استراحت ہوئے تو یہ دوسرا چاند تھا، اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ بھی یہیں بن گئی تو یہ تینوں چاند حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں آ گئے۔

بعد تدفین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا معمول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد میں اپنے کمرہ میں بغیر کسی چادر اور دوپٹہ کے بھی آیا جایا کرتی تھی، مگر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہاں دفن ہوئے تو میں نے اپنے اوپر ہمیشہ ایک کپڑا لے لیا، بعد ازاں میں نے وہاں اپنے اور قبروں کے درمیان ایک آڑ سی بنا دی۔

فلم أزل ملتحفة في ثيابي حتى بنيت بيني وبين القبر جدارا فتفصلت بعد۔ (طبقات: ٣/٢٧٧، تاريخ عمر: ٢٦١)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے اوپر کپڑا کیوں لیا کرتی تھیں؟ آپؓ کا کپڑا لینا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیاء کے

باعث تھا، آپؓ فرماتی ہیں میں اپنے حجرے میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کھلے چادر داخل ہو جایا کرتی تھی۔

وأقول انما هو زوجی وأبی فلما دفن عمر معهم فواللّٰه ما دخلت الا وأنا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر۔ رواه احمد (مشکوة شریف:۱۵٤، شفاء السقام:۱۷۳)

[مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ میرے خاوند اور میرے والد ہی تو یہاں ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں وہاں پردے ہی میں جاتی تھی، اور یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاء کے باعث تھا۔]

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) 'حیاء من عمر' کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث حیات میت پر بہت واضح دلیل ہے، اور اس پر کہ قبور شریفہ کا احترام جہاں تک ممکن ہو سکے کیا جائے، خاص طور پر صالحین کی قبور کے سامنے بہت ادب وحیاء ملحوظ رہے۔'' (مشکوۃ:۱۵۴)

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی حیات کی دلیل

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ اس حدیث پر لکھتے ہیں:

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس تعامل سے نہ صرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے حواس کے روشن ہونے کا پتہ چلتا ہے، بلکہ حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی حیات اقدس اور ان کے حواس

کے روشن ہونے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔" (مقام حیات: ۶۰۸)

انبیاء کرام علیہم السلام کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی، غیر انبیاء کے بارے میں ایسی کوئی نص نہیں، تاہم اللہ تعالیٰ اپنے مقبولین کے ابدان مبارکہ کی بھی اسی طرح حفاظت فرماتے ہیں، جس طرح انبیاء علیہم السلام کے اجسام مطہرہ کی ہوتی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقبولین میں بہت اونچے مقام پر تھے، اور پھر آپؓ کو شہادت کا مرتبہ علیا بھی ملا تھا، اللہ تعالیٰ نے حجرۂ مبارکہ میں آپؓ کو محو استراحت ہونے کی سعادت بخشی، اور ایک خاص مٹی سے آپؓ کو مس ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے، اس سے ہمیں یہ یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے بدن کو بھی محفوظ رکھا ہے۔

جسم فاروقی کی حفاظت

حضرت ہشام بن عروہؒ فرماتے ہیں کہ:

"ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی ایک دیوار گر گئی، جب اسے بنانے لگے تو ایک قبر سے ایک پاؤں ظاہر ہوا، لوگ گھبرائے کہ کہیں یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک نہ ہو، حضرت عروہ نے وہ قدم پہچان لیا اور انہیں بتایا کہ یہ پاؤں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔" (بخاری شریف: ۱/۱۸۶)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق کے جسم مبارک کو ہر طرح کے تغیر سے محفوظ رکھا ہے۔

آنحضرت ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتظار میں تھے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ایسی جگہ پر ہوں جہاں بہت سے راستے ہیں، اس کے بعد سارے راستے ختم ہوگئے، ایک بٹیہ سی رہ گئی ہے، میں اس پر چلتا رہا، یہاں تک کہ ایک پہاڑ پر پہنچ گیا، تو اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپؐ کے پہلو کے قریب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کررہے ہے کہ آجاؤ۔ تو میں نے کہا: ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' خدا کی قسم امیر المومنین کی وفات ہوگئی ہے۔ بیدار ہونے کے بعد ایک دفعہ میرے جی میں بات آئی کہ میں اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجوں، پھر میں نے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ میں خود ان کو ان کی موت کی خبر سناؤں۔
(حیاۃ الصحابۃ: ۳/۷۵۵)

پہاڑی کی آواز

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد آپؓ نے دس سال پانچ ماہ اور چار دن جس شان وشوکت سے خلافت کی ہے خلافت اسلامی اس پر ہمیشہ ناز کرتی رہے گی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت سے ہر مسلمان غمزدہ تھا، اور کوئی گھر ایسا نہ تھا جو آپؓ کی شہادت سے متأثر نہ ہوا ہو۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''جس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو تبالہ پہاڑ

سے آواز آئی کہ اسلام سے محبت رکھنے والے کو اسلام کی حالت پر رونا چاہئے، اسلامی زمانہ اگرچہ پرانا نہیں لیکن اہل اسلام بچھڑ گئے، اور مسلمانوں میں ضعف نمودار ہو گیا۔'' (کرامات صحابہ:۲۶،مصنف:۶/۳۶۱)

گریۂ اسلام

اور یہ بات سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت پہلے بتا گئے تھے، ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال لی جبرئیل لیبك الاسلام علی موت عمر۔

[عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات پر اسلام روئے گا۔]

(درالسحابۃ:۱۶۱،بحوالہ طبرانی کبیر)

قیامت کا منظر

جریر بن عبدالحمید اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی لوگوں پر ایک قیامت کا سماں تھا، لوگ ایک دوسرے کو اس طرح وصیت کرنے لگے جیسے کہ قیامت کا وہ مرحلہ اب آ پہنچا ہے۔

کما جاء نعی عمر کان الناس یرون ان القیامة قد قامت جعل الرجل یوصی کانهم قد اتاهم الامر۔

(معرفة الصحابة:۱/۷۵، تاریخ عمر:۲۶۰)

حضرت امام حسن بصریؒ (۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم یہ چاہو کہ تمہاری مجلسیں تازہ رہیں تو اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کے تذکرہ سے آباد رکھو، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا غم سوائے بد بخت گھرانے کے سب کو ہوا ہے۔'' (تاریخ عمر:۲۸۱)

آپ رضی اللہ عنہ نے دورِ خلافت میں اسلام اور مسلمانوں کی جوشاندار اور بے لوث خدمات سرانجام دی ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی طرف سے آپؓ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔آمین!

جنت میں اولین داخل ہونے والے

شیخ ابوبکر بشر محمد بن احمد دولابی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس امت میں اولین جنت میں داخل ہونے والے ابوبکر وعمر ہیں، ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین آپؓ سے قبل یہ حضرات جنت میں تشریف لے جائیں گے تو جواباً فرمایا: کہ اس ذات کی قسم جس نے ایک ایک دانہ پیدا کیا اور ہر ایک روح کو تخلیق کیا، یقیناً ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما مجھ سے قبل جنت میں داخل ہوں گے۔''

(کتاب الکنی والاسماء:۱۲۰/۱، ماخوذ از راشدین کی یگانگت:۱۲۲)

صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما

عرش اعظم سے سوا ہے روضہ اطہر کی شان
رحمت حق کا جہاں دن رات ہوتا ہے نزول
پہلوئے سرکار میں لیٹے ہیں صدیقؓ و فاروقؓ
جو مجسم باصفا جانشینان رسولؐ

❁❁❁

نواں باب

not found.

شمائل وفضائل

آسمان والوں کی نظر میں

سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اس پر خوشی منائی اس بات کی خبر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور فرمایا:

”لما اسلم عمر نزل جبرئیل علیه السلام فقال یا محمد استبشر اهل السماء باسلام عمر۔“

(مستدرك: ۳/۹۱، تاریخ عمر: ۲۹، لابن جوزی)

[جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اور فرمایا: اے محمد! عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسلام لانے سے آسمان والے خوش ہوئے ہیں۔]

”عن الحسن لقد فرح اهل السماء باسلام عمر“ (ایضا)

[اہل آسمان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔]

☆......ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ اے جبرئیل! حضرت عمر بن خطاب آسمان والوں میں کس نظر سے دیکھے جاتے ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا: ہم تقریباً ہزار سال تک بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کریں تو بھی کم ہے، اور جہاں تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام کا تعلق ہے تو یوں سمجھئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ (درالسحابۃ: ۱۷۰، للشوکانی)

حافظ ابن جوزی (۵۹۷ھ) نے یہ بات حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ (دیکھئے تاریخ عمر: ۴۱)

امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"خدا کے فرشتے اتنے ہیں کہ آسمان کا کوئی حصہ ان سے خالی نہیں ہے اور جس کی محبوبیت عام ہوتی ہے اس کے بارے میں ہر کوئی کچھ نہ کچھ تعریف کرتا رہتا ہے، تو اگر اس کھربوں مخلوق کے مقولات کو ہی بیان کیا جائے تو سینکڑوں برس خرچ ہونے میں کوئی عقلی استبعاد نہیں ہے، اسلئے اسے ہرگز مبالغہ نہ سمجھا جائے۔" (حاشیہ ازالۃ الخفاء: ۲/۴۹۵)

☆......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آسمان کے تمام فرشتوں کے یہاں بڑے احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔

وما فی السماء ملك الا وهو يوقر عمر۔ (مستدرک: ۳/۱۵۸)

جس سے انکار ہوسکتا تھا، اسے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ان سے نکال باہر کیا تھا، پھر فرشتوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کیا کیا نعمتیں سجائی ہوئی ہیں، کیونکہ وہ جنت کے باسی ہیں، اور انہوں نے جنت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس سونے کے محل کو بھی ضرور دیکھا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے لئے تیار فرمایا ہے، اوراس کی خبر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے۔

سابقہ صحائف میں شان فاروقیؓ

☆......حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رومی حاکم کے نام ایک گرامی نامہ دے کر بھیجا، جب میں وہاں پہنچا اور اسے گرامی نامہ دیا تو اس نے پہلے اسے بوسہ دیا، اور پھر مذہبی اور دوسرے لوگوں کو بلایا اوراس گرامی نامہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ اس نبی محترم کا خط ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح (علیہ السلام) نے ہمیں بشارت سنائی ہے، اور پھراس نے لوگوں کو اس خط کی تفصیل سے آگاہ کیا، بعدازاں مجھے ایک ایسے محل میں لے جایا گیا جہاں تین سو سے زائد کچھ تصویریں رکھی ہوئی تھیں، اور وہ نبیوں کے ناموں پر بنائی گئی تھیں، مجھے کہا گیا کہ اس میں دیکھ کر بتاؤ کہ اس میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تصویر کہاں ہے؟ چنانچہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ نقشہ کے مطابق جو تصویر تھی اس کی طرف اشارہ کردیا، اسک نے کہا کہ ہاں تم نے ٹھیک بتایا، پھر کہا بتاؤ اس کے دائیں جانب کون ہے؟ میں نے کہا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا

ہی ایک فرد ہے، جس کا نام حضرت ابوبکر (صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔
پھر اس نے کہا: کہ ان کے بائیں جانب کون ہے؟ میں نے کہا: یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا ایک شخص ہے، جس کا نام عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ ہم اپنی کتابوں میں یہ بات دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ہاتھوں اس دین کو مرتبۂ کمال تک پہنچائے گا۔ جب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس واپس لوٹا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کے بارے میں سچ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں اس دین کو مرتبۂ کمال پر پہنچائے گا اور ان کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دے گا۔
(تاریخ عمر: ۴۹، لابن جوزی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام آسمانی کتابوں میں

☆......علامہ محبّ طبری نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام تورات میں 'حق کی زبان' اور انجیل میں 'کافی' بتایا گیا ہے، جبکہ آسمانوں میں آپؓ 'فاروق' کے نام سے اور جنت والوں میں چراغ کے عنوان سے جانے جاتے ہیں۔

ان اسمه فی السماء 'فاروق' وفی الانجیل 'کافی' وفی التوراة 'منطق الحق' وفی الجنة 'سراج'۔ (ریاض: ۲۷۳)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل وزبان پر حق رکھ دئے جانے اور

اہل جنت کے چشم و چراغ ہونے کی خبر تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی دی ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا۔

توریت میں شان فاروقی رضی اللہ عنہ

☆...... حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

صفة عمر بن الخطاب (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه) فی التوراة قرن من حدید أمیر شدید۔ (معرفة الصحابة: ۱/۷۱، صفوة الصفوف: ۱/۱٤۲، لابن الجوزی)

[تورات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان ایک فولادی اور سخت حاکم کے طور پر آئی ہے۔

☆...... ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سابقہ کتابوں کے عالم جناب کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ پرانی کتابوں میں میرا ذکر کس طرح ملتا ہے؟ انہوں نے کہا: آپ کا ذکر ایک فولادی چٹان کے عنوان کے طور پر ملتا ہے۔

"اجد نعتك قرنا من حدید"

آپؓ نے اس کی مزید وضاحت پوچھی تو کعب نے کہا:

"أمیر شدید ...... لا تأخذه فی اللّٰه لومة لائم۔"

ایسے مضبوط حاکم جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کریں گے۔ آپؓ نے مزید دریافت کیا کہ اور کیا کیا لکھا ہے؟ تو کعب نے کہا آپ کے بعد ایک خلیفہ ہوں گے جس کو ایک ظالم گروہ قتل کر دے گا۔

"ثم یکون من بعدك خلیفة تقتله فئة ظالمة"

آپؓ نے پوچھا: کہ پھر کیا ہوگا؟ کعب نے کہا: پھر آزمائش کا دور شروع ہوجائے گا۔"ثم یکون البلاء۔" (درالسحابۃ:۱۶۷)

فولادی قلعہ

☆......اشعث بن اسلم بصری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کسی جگہ نماز ادا کر رہے تھے کہ وہاں سے دو یہودیوں کا گذر ہوا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا یہ وہی ہے؟ دونوں نے پھر اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم اس کے حال کو ان الفاظ کے ساتھ لکھا ہوا پاتے ہیں:

"انا نجده فی کتابنا قرنا من حدید یعطی ما یعطی حزقیل الذی احیاء الموتی" (ازالة:۲/۱۹)

[ہم اپنی کتاب میں اسے لوہے کا قلعہ لکھا ہوا پاتے ہیں، اس کو وہ چیز دی جائے گی (دعائے مستجاب اور حق پر استقامت) جو حزقیل علیہ السلام کو دی گئی تھی، جس نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیا تھا۔]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر کہا: میں اگلی کتابوں میں تمہارا ذکر قرن کے لفظ سے پاتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کاہے کا قرن؟ کہا لوہے کا قرن۔ یہاں قرن کے معنی قلعہ ہے، اس کی جمع قرون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات گویا ایک فولادی قلعہ تھی، جو تمام آفتوں اور خرابیوں کی روک تھی۔ (لغات الحدیث:۳/۸۱)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شہادت

☆......حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب وفات ہوئی اور ان کو کفن پہنایا گیا تو ان کے سینے سے گنگناہٹ محسوس ہوئی اس کے بعد انہوں نے کلام کیا اور کہا:

"احمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسه القوی فی امر اللّٰہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوی الامین فی الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منهاجهم مضت اربع وبقیت سنتان اتت الفتنة اکل الشدید الضعیف وقامت الساعة وسیاتیکم خبر بئر أریس وما بیر أریس۔" (سیرت خلفائے راشدین:۱۳۸)

[احمد احمد صلی اللہ علیہ وسلم اگلی کتاب میں سچے ہیں، سچے ہیں۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو اپنی ذات میں کمزور اور اللہ تعالیٰ کے کاموں میں طاقتور ہیں اگلی کتاب میں سچے ہیں۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو بڑے طاقتور اور امانت دار ہیں، اگلی کتاب میں سچے ہیں۔عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نہیں تینوں کی روش پر ہیں، چار سال گذر چکے ہیں دو باقی ہیں فتنے قریب آ گئے اور طاقتور نے کمزور کو کھالیا، قیامت قائم ہوگئی، اور عنقریب تمہارے پاس اریس نامی کنویں کی خبر آئے گی اور وہ بڑی خبر ہے۔]

علامہ عزالدین بن اثیر جزریؒ (۶۳۰ھ) حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

”وھـذا زیـد ھـو الـذی تـکـلـم بعد الموت فی أکثر الروایات وھو الصحیح۔“ (اسد الغابة:٢/٣٥٤)

[اور زید وہ ہیں جس نے موت کے بعد کلام کیا اکثر روایات میں۔اور یہی صحیح ہے۔]

علامہ حافظ ابن حجر (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

”وذکـر البخاری وغیرہ انہ الذی تکلم بعد الموت۔“ (الاصابہ:١/٥٦٥)

[بخاری وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ وہ ہیں جس نے موت کے بعد کلام کیا۔]

نجران کے نصاریٰ کی شہادت

☆......عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے؛ تو آپؓ کا کپڑا ہٹ گیا، اس سے آپ کی ران نظر آئی، وہاں نجران کے عیسائی معززین بھی تھے، انہوں نے جب آپ کی ران پر ایک کالا تل دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں، اور یہ وہی آدمی ہے جو ہمیں ہمارے ملک سے نکال باہر کرے گا۔

”رکـب عمر فرسا فرکضہ فانکشف فخذہ فری أھل نـجـران عـلی فخذہ شامة سوداء فقالوا ھذا الذی نجدہ فی کتابنا أنہ یخرجنا من أرضنا۔ (معرفة الصحابة:١/٦٨)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆......اہل کتاب کے معروف عالم صحابیٔ رسولؐ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو بتایا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام عمر بن خطاب ہوگا وہ لوگوں میں یقینی طور پر اچھا ہوگا، جب تک یہ ان میں رہے گا دین خوب پھیلے گا، اور یقین مضبوط رہے گا، لوگ دین کی مضبوط رسی کو تھامے رہیں گے، سو جہنم پر تالا لگا ہوگا، جب عمر (رضی اللہ عنہ) فوت ہو جائے گا تو لوگ دین سے نکلنے لگیں گے، اور وہ اپنی خواہشات پر نئے نئے فرقے بنالیں گے، جہنم کا تالا کھل جائے گا، اور اس میں لوگ بڑی تعداد میں جانے لگیں گے۔

(ریاض: ۱/۳۰۷)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆......حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شام میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ سابقہ کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے: وہ ممالک جن پر آج یہود ونصاریٰ کا قبضہ ہے، ایک صالح آدمی کے ہاتھوں میں آجائیں گے، وہ مرد صالح مومنوں کے حق میں مہربان اور کافروں کے لئے سخت ترین ہوگا، اس کا ظاہر و باطن ایک ہوگا، اس کا قول و فعل ایک ہوگا، اس کے لئے دور وقریب کے لوگ برابر ہوں گے، فیصلہ کے وقت عزیز واقارب

اور دوسروں میں وہ کوئی فرق نہ کرے گا، اس کے پیروکار راتوں کے عبادت گذار اور دن کے شہ سوار ہوں گے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہا کہ یہ تم صحیح کہہ رہے ہو؟ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: جی ہاں! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”الحمد لله الذی أعزنا وأکرمنا وشرفنا ورحمنا بنبینا محمد ورحمة التی وسعت کل شیء۔“ (ریاض: ۳۱۹)

[اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل عزت، کرامت، شرافت عطا فرمائی، اور ہم پر حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے ذریعہ رحم فرمایا۔]

توریت میں شہادت کی خبر

☆......ایک مرتبہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! میں توریت میں آپ کا تذکرہ اس اس طرح پاتا ہوں، اور اسی میں یہ بات بھی پاتا ہوں کہ آپ شہید ہوں گے۔ آپؓ نے کہا: کہ میں کس طرح شہید ہوں گا درانحالیکہ میں تو جزیرۃ العرب میں ہوں۔ (ریاض: ۳۲۱)

یعنی میں جنگ وجہاد میں جاؤں گا تو شہادت ملے گی، یہاں بیٹھے کس طرح حاصل ہو جائے گی، تاہم دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ میں مرتبۂ شہادت پر فائز کیا۔

فتح بیت المقدس

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب مسلمانوں نے بیت

المقدس کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے گرد محاصرہ کیا تاہم یہ شہر قابو میں نہ آسکا، بیت المقدس کے سب سے بڑے پادری نے مسلمانوں کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس شہر کو کبھی بھی فتح نہیں کر سکتے، کیونکہ ہماری کتابوں میں شہر مقدس کے فاتح کی علامات اور اس کے اوصاف لکھے ہوئے ہیں، اور وہ علامات تم میں موجود نہیں۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے وہ نشانیاں پوچھیں تو اس نے پرانی کتابوں کی روشنی میں آپ رضی اللہ عنہ کو ان علامتوں سے مطلع کیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو بہت خوش ہوئے اور فرمایا: کہ اب یہ شہر ہمارا ہے، کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ تھا کہ یہ علامات سوائے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اور کسی میں نہیں پائی جاتیں۔ فتح بیت المقدس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی۔

سات سو سال سے مقفل مکان میں کیا تھا؟

☆......علامہ واقدی لکھتے ہیں کہ رومۃ الکبریٰ میں ایک بہت بڑا مکان ابوسوفیا کے نام سے تھا، اس میں بہت قیمتی ساز وسامان رکھا ہوا تھا، اس بڑے مکان میں ایک اور مکان بنا ہوا تھا، جو زمانہ دراز سے مقفل تھا، اور جب سے دومۃ الکبریٰ کی بنیاد پڑی تھی اس وقت سے آج تک کبھی نہیں کھلا تھا، جب والی دومۃ الکبریٰ فلنطافوس نے ہرقل بادشاہ کی مدد کا ارادہ کیا تو اسے سامان کی ضرورت ہوئی تو وہ اس مقفل مکان کے پاس آیا اور ارادہ کیا کہ اسے کھولیں، اس جگہ کے والی نے کہا میں اسے نہیں کھول سکتا، کیونکہ یہ تقریبا

سات سو سالوں سے مقفل ہے، کسی نے بھی اسے کھولنے کی ہمت نہ کی، اور وہ سب وصیت کرتے رہے کہ اسے نہ کھولا جائے، اور پھر اس نے باپ دادا کی تاریخ بتا کر کہا کہ آپ بھی اسے نہ کھولیں، مگر اس نے جب کھولنے پر اصرار کیا تو دروازہ کھول دیا گیا، تو اس نے دیکھا کہ اس بڑے مکان میں سوائے بیت المقدس کے نقوش شاہان شام کی تصویروں بادشاہوں کی تعداد اور ان میں سے ہر ایک کی تصویر بنی تھی، وہاں ہرقل کی تصویر اس طرح بنی ہوئی تھی کہ گویا اس کے سامنے ایک کتبہ ہے، جسے وہ غور سے پڑھ رہا ہے، اس کتبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی خبر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات، اور آپ کے دونوں خلفاء حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بھی کچھ حالات منقول تھے۔ اس کتبہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا لکھا ہوا تھا اسے ملاحظہ کیجئے:

”ویل للشام مما یحصل بها من الرجل الا حور الذاهب یملك قیصر وهو الرجل الکثیف صولته الربعة صورته العدل صفته والحق منقبته جبنته مرقعة وسیفه درته فی أیامه تذهب الدور وتتحول وتضمحل وتزول وانه اذا فتح هذا البیت المصور بالحکمة المحفوظ بحفظ النعمة فطوبی لمن رخت الحکمة فی قلبه واشرقت مصابیحها فی لبه واتبع الحق وعرفه وجانب الباطل وخالفه فلما قرء فلنطافوس مافی اللوح اخذه العجب۔“ (فتوح الشام: ١٩٤)

[ملک شام کو اس وقت جب کہ ایک سیاہ آنکھوں والا قیصر بادشاہ کو بھگا دے گا سخت مصیبت کا سامنا ہوگا، وہ آدمی ایسا ہوگا کہ میانہ قد کے ساتھ دبدبہ اور صولت بھی رکھتا ہوگا، عدل اس کی صفت۔ حق کی پابندی اس کا ہنر۔ پیوند کا کپڑا اس کا جبہ اور درہ اس کی تلوار ہوگی۔ اس کے ایام حکومت میں بادشاہتیں تباہ ہوجائیں گی، اکاسرہ نیست ہوجائیں گے، دولتیں مفقود ہوجائیں گی، اس کی حکومت کا زمانہ وہی ہوگا جب یہ گھر جس میں حکمت کی تصویریں ہیں، اور جنہوں نے نعمتوں کو گھیر رکھا ہے، کھلے گا پس خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس کے قلب میں حکمت راسخ ہوگئی، اور جس کے خالص عقل کے طاق میں حکمت کا چراغ روشن ہوگیا، جس نے حق کو پہچانا، اس کی پیروی کی، اور باطل سے کنارہ کش رہا۔ والی رومۃ اکبریٰ نے جب یہ مضمون پڑھا تو حیران رہ گیا۔ (فتوح الشام: ۵۵۴)

کاہن کی خبر

☆......ملک شام کے مشہور کاہن سطیح بن مازن غسان نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی تو ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ:

> **''اس کے دین کا والی صدیق ہوگا کہ جب وہ فیصلہ کرے گا تو سچا فیصلہ کرے گا، اور لوگوں کے ان کے حقوق دلانے میں متحیر نہ ہوگا، اور نہ وہ بدحواس ہوگا، پھر اس کا ایک خلیفہ ہوگا اور نہ وہ بدحواس ہوگا، پھر اس کا ایک خلیفہ راست باز اور تجربہ کار سردار ہوگا اور اسلام کو مضبوط کرے گا۔'' (ازالۃ الخفاء: ۱/۱۳۲)**

گرجا گھر کے دروازہ کی عبارت

☆......ابن عساکر نے عبدالمنعم بن غلبون مقری سے نقل کیا ہے کہ جب عمودیہ شہر فتح

ہوا تو لوگوں نے اس کے گرجا گھر پر یہ عبارت لکھی دیکھی تھی:

”شر الخلف خلف يشتم السلف واحد من السلف خير من ألف من الخلف صاحب الغار نلت كرامة الافتخار اذا أثنى عليك الملك الجبار اذ يقول فى كتابه المنزل على نبيه المرسل ثانى اثنين اذهما فى الغار يا عمر! ما كنت واليا بل كنت والدا۔“ (ازالة الخفاء:۱/۱۳۳)

[وہ بہت ہی برے خلف ہیں جو سلف کو برا کہیں اور ایک شخص سلف میں سے ہزار خلف سے بہتر ہے، اے صاحب غار تم نے قابل فخر بزرگی پائی ہے، تمہاری تعریف مالک جبار نے کی ہے، جیسا کہ وہ اس کتاب میں جو اس نے اپنے نبی مرسل پر اتاری، فرماتا ہے: ”ثانی اثنين اذهما فى الغار“ اے عمر! تم والی نہ تھے، بلکہ (اپنی رعیت پر) والد (کی طرح مہربان) تھے۔]

زمانۂ جاہلیت میں راہب کا دستاویز لکھوانا

☆......حضرت زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں تجارت کے لئے میرا ملک شام جانا ہوا تو وہاں ایک عیسائی راہب نے مجھے پیچھے سے دبوچ لیا، اور اسی طرح وہ مجھے اپنے گرجا گھر لے گیا وہاں اس نے میرے ہاتھ میں ایک کدال دے کر کہا کہ اس جگہ سے مٹی اٹھا کر دوسری طرف ڈالو، میں حران پریشان بیٹھا رہا کہ وہ پھر آیا اور سختی سے ایک مکا میرے سر پر مارا۔ میں تیزی سے اٹھا اور وہ کدال اس کے سر پر دے ماری، جس سے اس کے سر کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی، اور اس کا سر

پھٹ گیا، جس سے اس کی جان بھی گئی، میں بھاگ کر گرجا سے نکل آیا اور ایک جانب چلنے لگا تاہم مجھے یہ نہیں پتہ کہ میں کدھر جا رہا ہوں، ایک دن رات برابر چلتا رہا حتی کہ دوسری صبح ایک گرجا کے قریب گذر رہا تھا کہ مجھے آرام کی ضرورت محسوس ہوئی اور میں گرجا کے سائے میں لیٹ کر سو گیا، اتنے میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے بندے! یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے اس سے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا ہوں، اس نے مجھے کھانا پانی دیا اور پھر مجھے بڑی غور سے اوپر سے نیچے تک دیکھتا رہا اور کہنے لگا:

''اے اجنبی مسافر اہل کتاب جانتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب کا جاننے والا نہیں ہے، اور میں تجھ میں وہ خوبیاں دیکھ رہا ہوں کہ تو ہی وہ ہوگا جو ہمیں یہاں سے نکالے گا، اور اس شہر پر غلبہ حاصل کرے گا۔''

میں نے اس سے کہا: کہ میں تو بت پرست ہوں اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے عمر بن خطاب نام بتایا، تو وہ پھڑک اٹھا اور کہا واللہ ایسا ہی ہوگا، اور تو ہی ہمارا غالب اور فاتح ہوگا، اس میں شک نہیں ہے۔ اگر تم ایک مہربانی کرو کہ میرے لئے اور میرے اس گرجا کے لئے اور اس کے تمام ساز و سامان کے لئے ایک دستاویز لکھ دو۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ صاحب علم ہیں، آپ نے میرے ساتھ اچھا معاملہ کیا، مجھے کھلایا، پلایا، مگر آپ ایسی بات کر کے مجھے پریشان تو نہ کریں، مگر اس کا اصرار بڑھتا رہا، اور اس نے کہا کہ اس میں آپ کا کیا نقصان ہوگا؟ اگر آپ حاکم بن جائیں گے تو یہ تحریر ہمارے کام آئے گی، اور اگر ایسا نہ ہوا تو اس میں آپ کا کیا جائیگا؟ چنانچہ میں نے اس کی خواہش

کے مطابق ایک دستاویز لکھ کر اسے دے دی۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے امیر ہو گئے اور جب آپ ملک شام تشریف لائے تو وہ شخص جو آپ کو بہت عرصہ پہلے مل چکا تھا آپ کے پاس آیا، وہ اس گرجا کا راہب تھا، اس نے آپ کو آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی وہ تحریر دکھائی تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر بہت تعجب ہوا، آپ کے ساتھیوں کو جب یہ واقعہ بتایا گیا تو انہیں بھی تعجب ہوا، اس وقت راہب نے اس تحریر کی رو سے اپنا مطالبہ سامنے رکھ دیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اب اس معاملہ میں نہ عمر (رضی اللہ عنہ) کو اختیار ہے نہ اس کی اولاد کو۔ (الخصائص الکبریٰ: ۱/۷۰)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو نافذ کیا اور یہ شرط رکھی جو مسلمان یہاں سے گذرے یہ انہیں راستہ بتائے گا اور اس کی مہمان داری بھی کرے گا۔

"فأمضاها له عمر واشترط عليه ضيافة من يمر به من المسلمين وأن يرشدهم الى الطريق۔" رواه ابن عساكر (البدايه: ۷/۵۹)

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پچھلے نوشتوں میں بڑی عزت واحترام کے ساتھ یاد کئے گئے ہیں۔

تھے صحابہ پاک یوں تو سب کے سب حضرتؐ کے دوست
ہاں مگر فاروقؓ تھے بے شک مراد مصطفیٰؐ
متفق اس بات پر سارے ہیں اصحاب کبار
بعد اس صدیق اکبرؓ ان کا رتبہ ہے بڑا

◆◆◆

عقیدہ توحید میں صلابت

شجرۂ حدیبیہ

☆......حدیبیہ کے موقعہ پر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ سے واپس آنے میں دیر ہوگئی اور کہیں سے یہ خبر پھیل پڑی کہ آپ شہید کردئے گئے ہیں، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے جہاد پر عہد واقرار لیا، آپ کی یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہوئی، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پھر اس درخت کا ذکر بھی کیا، اور اس کے نیچے بیعت کرنے والے سب صحاب کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی رضا کا پروانہ بھی دیا۔

قرآن کریم کی سورۃ الفتح (پ:۲۶) میں ہے:

﴿لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرۃ﴾

[بے شک اللہ راضی ہوا ان مؤمنین سے جب وہ آپ سے اس درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے۔]

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں بعض جاہل

لوگوں نے جب اس درخت کے ساتھ وہ رشتہ جوڑنا چاہا جو آج جہلاء قبروں اور درگاہوں سے جوڑتے ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کو وہاں سے کٹوادیا تھا، تاکہ مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کی حفاظت ہو سکے، اور وہ نادانی یا جہالت میں کہیں کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھیں جو عقیدۂ توحید کے لئے جان لیوا ثابت ہو جائے۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"كان الناس يأتون الشجرة التى يقال لها شجرة الرضوان فيصلون عندها فبلغ ذلك عمر بن الخطاب فاوعدهم فيها وأمر بها فقطعت۔" (طبقات ابن سعد:٢/٧٦، تاريخ عمر:١٤٤، لابن الجوزى)

[لوگ اس درخت کے پاس آکر نمازیں پڑھتے تھے، سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو خبردار کیا، اور اس درخت کو کاٹ دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔]

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس درخت کٹوانے پر لکھتے ہیں:

اس قطع شجرہ میں حکمت یہ تھی کہ لوگ (دین میں) فتنہ سے بچے رہیں، جاہل لوگ اس کی تعظیم میں حد سے بڑھ کر کہیں (عبادت کی صورت نہ دینے لگیں اور) اسے نفع نقصان کا مالک سمجھنے لگیں۔ (فتح الباری)

چنانچہ جو لوگ اگلے سال اس علاقے میں گئے تو انہیں پھر اس درخت کی جگہ نہ مل سکی، اس جگہ اس قدر درخت اگ آئے کہ اب اس درخت کی جگہ پہچاننی مشکل

ہوگئی تھی، اب یقینی طور پر کوئی نہ کہہ سکتا تھا کہ وہ کونسا درخت تھا؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب اس بات کو بیان کرتے تو فرماتے کہ یہ سب اللہ کی رحمت تھی۔

"قال ابن عمر کانت من رحمة اللّٰه۔" (طبقات ابن سعد: ۲/۸۱)

یعنی یہ اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت تھی جس نے مسلمانوں کو اتنے بڑے فتنہ سے بچالیا، اگر خدانخواستہ اس درخت کے ساتھ وہ معاملہ کیا جاتا جو بعض لوگ پہلے کرتے آئے تھے تو مسلمان ایک بڑی آزمائش میں آجاتے اور مسلمانوں کا عقیدۂ توحید بری طرح متاثر ہوتا۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں

"کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو محض اس لئے جڑ سے کٹوادیا تھا کہ لوگ اس کی زیارت کا زیادہ اہتمام کرنے لگے تھے، صاحبو! جو اساطین دین ہوتے ہیں وہ دین کی خرابی پر ہرگز صبر نہیں کرسکتے، وہ محض اپنی بدنامی کے خوف سے ہرگز خاموش نہیں ہوسکتے، اگرچہ کوئی ان سے ناراض ہو۔" (وعظ۔النور: ۴۱)

تبرک بآثار الصالحین میں غلو کا انسداد

☆......حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو راستہ میں ایک جگہ نماز فجر پڑھی، جب آپ نماز پڑھ چکے تو لوگوں کو دیکھا کہ ایک مسجد کی جانب بھاگے جارہے ہیں، ان سے پوچھا کہ کیا ہوا: کہنے لگے کہ یہاں ایک جگہ ہے جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز ادا کی تھی، ہم یہاں تبرکا نماز ادا کرنے جارہے ہیں، آپ نے اس پر فرمایا: کہ "یہ وہ چیزیں ہیں

جس کے سبب تم سے پہلی امتیں ہلاک ہوئیں کہ انہوں نے اپنے نبیوں کے نشانات کو مرکز عبادت بنالیا تھا۔''

''انما هلك من كان قبلكم إنهم اتخذوا آثار أنبيائهم بيعا من مر بشئ من المساجد فحضرت الصلوة فليصل وإلا فليمض۔''

(المصنف لعبدالرزاق:۲/۱۱۹، تاریخ عمر:۱٤٥، لابن الجوزی)

جو کسی مسجد کے پاس سے گذرے اور نماز کا وقت ہو تو پڑھ لے ورنہ گذر جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مقام پر نماز پڑھی ظاہر ہے کہ وہ جگہ برکت سے خالی نہیں، تاہم چونکہ بہت سے لوگ نئے نئے مسلمان ہو رہے تھے، اور جاہلیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہوئے اس لئے آپ کو خطرہ ہوا کہ کہیں لوگ تبرک بآثار الصالحین کو عبادت میں نہ لے آئیں اور پھر ایک مرتبہ ان جمادات کے تقدس کے قائل نہ ہو جائیں اور انہیں اپنی عبادتوں کا مرکز نہ سمجھ لیں۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کے ساتھ معاملہ

جب مسلمانوں نے خوزستان کے شہر تستر کو فتح کیا تو پتہ چلا کہ کسی نے بتایا کہ یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ بات لکھ بھیجی کہ اب ہم کیا کریں؟ آپؓ نے جواب میں لکھا کہ دن کے وقت الگ الگ تیرہ قبریں کھدوا دو اور جب رات آجائے تو ان میں سے کسی ایک میں آپ کو واپس دفن کر دینا تا کہ لوگ فتنہ میں نہ پڑیں۔

حجر اسود کو خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ توحید کے معاملے میں بہت صاف گو اور نڈر تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پرچم کسی طرح بھی داغدار ہو، یہ بڑی محنت سے سجایا اور اٹھایا گیا ہے، اس میں کوئی پہلو ایسا نہ آ جائے جس سے شرک کا ایہام بھی پیدا ہو، اگر کبھی ایسا موقع آیا کہ ظاہراً گو اس میں کوئی خرابی نہ ہوتی تاہم عام لوگ اسے کہیں دین کا بڑا عقیدہ نہ سمجھ لیں، تو پھر آپ سے نہ رہا جاتا اور آپ سب کے سامنے بات کھول دیتے اور کسی کی پروا کئے بغیر مسئلہ بیان کر دیتے تھے تا کہ شیطان کسی ضعیف الاعتقاد کو اپنا شکار نہ بنا سکے۔ حضرت عابس بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اس کو بوسہ دیا پھر فرمایا:

”إنی لأعلم إنك حجر لا تضر ولا تنفع ولو لا إنی رأیت رسول اللّٰہ بقبلك ما قبلتك۔“ (صحیح بخاری:۱/۲۱۷)

[اے حجر اسود! میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، جو کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتا، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔]

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

”تقبیل حجر کا منشاء عظمت و عبادت نہیں ہے، بلکہ محض محبت اس کا منشاء ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کو مجمع عام میں ظاہر فرمایا، ایک بار آپؓ طواف کر رہے تھے، اس وقت کچھ لوگ

دیہات کے موجود تھے، جب آپ تقبیل حجر کے لئے آئے تو حجر اسود
کے پاس ذرا ٹھہرے اور فرمایا: ﴿إني لأعلم ......الخ﴾

اتنی بات تو یقینی ہے کہ سید المرسلین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بطور عبادت وعظمت کے بوسہ نہیں دیا، ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بیبا کی کے ساتھ "**لا تضر ولا تنفع**" نہ فرماتے، وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاج شناس تھے، جب انہوں نے حجر اسود کے ساتھ یہ معاملہ کیا تو یقیناً اس تقبیل کا منشاء عبادت ہرگز نہیں۔"
(وعظ۔ محاسن الاسلام: ۸۳)

نافع بالذات اور نافع بالعرض میں فرق

غیر مسلمین کا یہ کہنا کہ مسلمان بھی ایک پتھر کو بوسہ دیتے ہیں، اور اس کی عبادت کرتے ہیں، ایک غلط سوچ کا نتیجہ ہے۔ کسی چیز کو بوسہ دینا اس کی عبادت کرنا نہیں ہے، ماں باپ اپنی اولاد کو بوسہ دیتے ہیں، کیا وہ اپنی اولاد کی عبادت کرتے ہیں؟ اولاد اپنے والدین کو بوسہ دیتی ہے کیا وہ ان کی پوجا کرتی ہے؟ یہ محبت کے تقاضے ہیں، عبادت کے انداز نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بتانا چاہتے ہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینے کا مطلب اس کی عبادت کرنا نہیں ہے، عبادت اور بندگی صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اور وہ یہ حق کسی کو دینے کے لئے تیار نہیں۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا ایک بے فائدہ عمل ہوا۔ نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان میں ایک بڑا باریک نکتہ اٹھایا ہے کہ نافع بالذات اور نافع بالعرض میں فرق ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

یہاں جس بات کی نفی کی ہے وہ نافع بالذات ہے۔ نافع بالعرض کی نہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''اس جگہ شاید کسی کو اشکال پیش آئے کہ جس وقت امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے متعلق یہ فرمایا تھا: ﴿انی لاعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع﴾ اس وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا: کہ ﴿بلیٰ انہ لنفع انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یشھد لمن قبلہ یوم القیامۃ.﴾ او کما قال.

[کیوں نہیں! وہ نفع دے گا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو لوگ اس کو چومتے ہیں قیامت کے دن یہ ان کے واسطے گواہی دے گا۔] تو اس سے حجر اسود کا نافع ہونا معلوم ہوا، اور یہ معارض ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کے۔

اس کا جواب خوب سمجھ لیجئے کہ اگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بہ سند صحیح ثابت ہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول میں تعارض نہیں ہے، بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مکمل (کامل کرنے والا) ہے۔ اور اس کی حقیقت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ کیونکہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں جانتا ہوں کہ تو نہ ضرر دے سکتا ہے نہ نفع۔ تو اس پر شبہ وادر ہوتا ہے کہ پھر یہ تقبیل محض لغو ہے، جس کام میں کچھ نفع بھی نہیں اس کا کرنا فضول ہوا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شبہ کو رفع فرمادیا اور بتلادیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک خاص نفع وضرر کی نفی فرماتے ہیں، یعنی جو نفع وضرر معبود کا خاصہ ہے۔ (بالذات کسی کو نفع وضرر دینا ہے) حجراسود میں وہ نہیں۔ مطلق نفع کی نفی مقصود نہیں۔

پس حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ نفع وضرر تیرے قبضہ میں نہیں ہے، اس سے شبہ عبادت کی نفی ہوگئی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ نفع تیرے اندر موجود ہے، جو مخلوق سے مخلوق کو پہنچا کرتا ہے، یعنی شاہدیت۔ اس سے لغویت تقبیل کی نفی ہوگئی، خوب سمجھ لو۔ (وعظ۔ محاسن الاسلام: ۸۴)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی

مسلمانوں کا عقیدہ توحید صاف ستھرا ہونا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ جس قوم میں لوگوں کی نظریں خالق سے ہٹ کر مخلوق کی جانب ہوجائیں تو وہ قوم پھر نصرت الٰہی اور تائید خداوندی کی نعمت سے محروم ہوجاتی ہیں۔ اسی حقیقت کے پیش نظر آپؓ نے عقیدۂ توحید کی حفاظت وصیانت میں کبھی کسی قسم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، کون نہیں جانتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ کی تلوار بن کر چمکے اور ہمیشہ کافروں پر برسے، دشمنوں کو آپ کے نام سے خوف آتا تھا، اور وہ میدان چھوڑ جاتے تھے، آپؓ نے بڑے بڑے میدان میں ہمت وشجاعت کے جوہر دکھائے، اور اللہ کے کلمہ کو بلند کیا، بڑے سے بڑا لشکر بھی کبھی آپ کے پاؤں میں لغزش نہ لاسکا، مسلمانوں کو جب

معلوم ہوتا کہ فلاں لشکر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں تو انہیں اس لشکر کا کامیاب ہونا یقینی نظر آتا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ بھی آپ پر اپنی مدد و نصرت اتارتا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانوں کے بارے میں یہ محسوس کیا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کچھ زیادہ ہی اعتماد کا مظاہرہ کر رہے ہیں، تو آپؓ کو فکر پیدا ہوئی کہ کہیں مسلمانوں کی نظریں اللہ سے دور نہ ہو جائیں، اگر اعتماد اور کامیابی خالق سے ہٹ کر مخلوق سے وابستہ ہونے لگے اور مسبب الاسباب کے بجائے سبب پر نظریں مرکوز ہو جائیں تو یہ صرف دنیا کی ہلاکت و بربادی ہی نہیں، عقیدۂ توحید کی بھی موت ہوگی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے حضرت خالد بن ولید کو عین اس وقت معزول کر دیا جب آپ دمشق میں دشمنوں کے مقابلے پر تھے، اور وہاں ایک لشکر کی قیادت کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم جاری فرمایا: کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قیادت کے منصب سے ہٹا دئے جائیں، اور انہیں ایک فوجی کی طرح دوسرے قائد کی زیرنگرانی کام کرنے کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حکم نامہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو آپؓ نے ایک لمحہ تاخیر کئے بغیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم کر لیا، مسلمانوں کو گو اس پر بڑی حیرانی ہوئی اور تعجب بھی ہوا کہ انہیں اس نازک موڑ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حکم سمجھ میں نہ آیا، مگر کس میں ہمت تھی کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس حکم کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا۔

حضرت عمر فاروق فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ بعض لوگ حضرت خالد بن ولید کی معزولی پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں، تو آپ نے

لوگوں کے سامنے اس کی حقیقت کھولی، اور بتایا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نہ کوئی جرم کیا ہے، اور نہ ہی کوئی ایسا کام کیا ہے جس کے سبب مجھے یہ انتہائی قدم اٹھانا پڑا، بلکہ اس کے پیچھے تم لوگوں کے عقیدۂ توحید کی حفاظت مقصود تھی، میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میدان جنگ و جہاد میں اگر فتح اور کامیابی نصیب ہوتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ملتی ہے، چونکہ تم میں سے بہت سے لوگ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ مسلمانوں کو کامیابی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور مثنی بن شیبان کی شرکت کے سبب ملتی ہے، سو میں نے تمہارے عقیدہ کی حفاظت کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان کے منصب سے علیحدہ کرنا ضروری جانا۔

حضرت امام محمد بن سیرین (١١٠ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"لأعزلن خالد بن الوليد والمثنى بن شيبان حتى يعلما أن الله انما كان ينصر عباده وليس اياهما كان ينصر۔" (طبقات ابن سعد: ٣/٢١٥)

حافظ ابن کثیر (٧٧٤ھ) عدی بن سہیل سے نقل کرتے ہیں:

"كتب عمر الى الامصار انى لم أعزل خالدا عن سخطة ولا خيانة ولكن الناس فتنوا به فاحببت أن يعلموا أن الله هو الصانع۔" (البدايه والنهايه: ٧/٨١)

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) کو کسی ناراضگی یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے، بلکہ اس لئے کیا کہ تم لوگ ان کی وجہ سے فتنوں میں پڑ

گئے تھے، پس میں نے چاہا کہ سب جان لیں کہ اللہ ہی اصل کام کرنے والا ہے۔] (اور ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری کے واقعات سنے تو آپؓ نے پھر فرمایا:

[اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے آپ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔ اللہ کی قسم میں نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو کسی شک کی وجہ سے معزول نہیں کیا، بلکہ مجھے ڈر ہوا تھا کہ کہیں لوگ ان پر ہی بھروسہ کرنے لگیں۔] (یعنی کہیں اللہ سے ہونے کا یقین کمزور نہ پڑ جائے۔) (البدایہ: ۷/۵۳)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں سرداری سے معزول کیا ہے جب کہ وہ کفار کے مقابلہ میں ملک شام میں دمشق کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں، آپؓ یہ فرماتے تھے کہ لوگوں کو حضرت خالد (رضی اللہ عنہ) پر زیادہ نظر ہوگئی ہے، خدا پر نظر کم ہوگئی ہے، یہ ٹھیک نہیں ہے، غرض شام میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس پروانہ بھیجا کہ میں نے خالد (رضی اللہ عنہ) کو معزول کیا، اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ تم کو امیر مقرر کیا ہے، یہ نرے عابد و زاہد بزرگ تھے، نہ آداب جنگ کا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے برابر تجربہ رکھتے تھے، اور نہ ان کے برابر قواعد جنگ سے واقف تھے، اور حضرت خالد سیف اللہ رضی اللہ عنہ بڑے شجاع اور ماہر جنگ تھے،

لوگوں نے آپ سے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا بھی کہ یہ کیا کیا؟ آپؓ نے یہی فرمایا: کہ لوگوں کی نظر خالد پر پڑنے لگی تھی، اللہ کی طرف متوجہ نہ تھے، مجھے ڈر ہوا کہ خالد پر نظر کرنے سے کہیں نصرت الٰہی میں کمی نہ ہو جائے۔'' (پسندیدہ واقعات: ۱۷۴)

اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی امارت میں سب کی زبان پر یہی ہوگا کہ خدا ہی خیر کرے خدا ہی مدد فرماویں، اور جو فتح حاصل ہوگی وہ خدا ہی کی طرف سے بے ساختہ سمجھی جائے گی۔'' (وعظ۔الاتمام لنعمۃ الاسلام: ۲۵)

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حکم کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ کسی معاملہ میں تدبیر اور سبب نہ اختیار کئے جائیں اور اس موضوع کے مطابق وہ عمل ترتیب نہ دیا جائے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ ان اسباب پر اتنی نظر نہ رکھو کہ مسبب الاسباب سے نظریں ہٹ جائیں، اس سے آپ اندازہ کریں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کس طرح عقیدۂ توحید میں جذب تھے، آپؓ نے کن لطافتوں سے مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کی حفاظت کی، آپ رضی اللہ عنہ صرف امور سلطنت میں ہی امت کے محافظ نہ تھے، امور آخرت میں بھی ان کے پورے خیر خواہ تھے، اس صورت میں خلافت رسالت خلافت الٰہیہ کا عجیب منظر پیش کرتی ہے۔

مدد اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں یہ عقیدہ اچھی طرح راسخ کرنا چاہتے تھے کہ تکلیف و بلاء اور آفات و پریشانی میں انسان کے ہاتھ اسی کے آگے اٹھیں، جو کائنات کا خالق و مدبر ہے، آپ رضی اللہ عنہ کے یہاں اسباب اختیار کرنا

کوئی جرم نہیں تھا، لیکن اسباب ہی کو سب کچھ سمجھ لینا یہ توحید کے خلاف ہے۔ میدان جہاد میں بارہا ایسے مواقع آئے جہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مدد اور کمک مانگی گئی، اور آپؓ نے ان کے حسب خواہش وہ کمک بھیجی بھی، لیکن آپؓ نے ہمیشہ کی طرح انہیں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنے کی طرف توجہ دلائی، آپؓ کے مختلف خطوط جو آپ رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ کے سپہ سالاروں کے نام لکھے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے انہیں سب سے پہلی ہدایت یہی ہوتی تھی، ایک جنگ کے موقع پر آپؓ کے نام خط آیا کہ مدد بھیجی جائے تو آپ نے انہیں جواب میں لکھا کہ:

[تمہارا خط ملا اور تم نے مجھ سے مدد چاہی ہے، میں تم کو اس ذات اقدس کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو بہت بھاری مدد کرنے والا ہے، اور وہ بہت طاقتور لشکر والا ہے، وہ اللہ کی ذات ہے، اسی سے مدد چاہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر والے دن اس طرح مدد کی گئی کہ وہاں مسلمانوں کی تعداد بھی تم سے کم تھی، سو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو مدد کا انتظار کئے بغیر قتال شروع کردو اور مجھے دوبارہ خط نہ لکھنا۔] (ازالۃ الخفاء:۲/۳۱)

اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کس طرح میدان جنگ میں بھی سب کو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنے کی تعلیم دیتے تھے۔

اللہ کی ذات پر یقین رکھنے کی ہدایت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عراق سے جب مال غنیمت آیا

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے مسلمانوں میں تقسیم کرنے لگے، اس موقع پر ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا کہ بہتر یہ ہے کہ آپؓ! اس مال کو اس وقت تک کے لئے رکھ لیں جب دشمن ہم پر حملہ کریں، یا کسی مصیبت کے وقت یہ مال کام آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات سنی تو فرمایا:

[تجھے کیا ہوگیا؟ اللہ تجھے سمجھے، یہ بات شیطان کی ہے، جو اس نے تیری زبان سے کہلوائی ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا جواب سکھایا ہے، بخدا میں کل کے لئے آج اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا، یعنی میں اس مال کو آج ہی خرچ کروں گا، اور آئندہ کے لئے جمع نہیں رکھوں گا۔ (ہاں اگر کبھی ایسا ہوا تو) میں اس وقت وہی کچھ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے کیا تھا۔] (یعنی اگر اس وقت مال ہوا تو خرچ کروں گا نہ ہوا تو لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دوں گا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا۔) (حلیۃ الاولیاء: ۱/۸۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاہتے تھے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر پورا یقین رکھیں، اس خوف میں مبتلا رہنا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر کیا ہوگا؟ حقیقت میں یہ ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ شیطان کی کوشش ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر یقین کمزور کردے تاکہ جب چاہے پھر انہیں آسانی سے شکار کرلیا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شیطانی داؤ سے مسلمانوں کو بچایا۔

اللہ پر توکل کا مطلب

توکل کا یہ مطلب نہیں کہ انسان سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائے اور اپنے

آپ کو اس مصیبت کے حوالے کردے۔قرآن کریم نے اس سے روکا ہے: ''لا تلقوا بایدیکم الی التهلکة'' [اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔]

جہاں تک تقدیر الٰہی کا تعلق ہے اس کا انکار نہیں لیکن اس مصیبت و تکلیف سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنا اور آنے والی مصیبت کا مقابلہ کرنا بھی تقدیر کے ہرگز منافی نہیں۔

گفت پیغمبر بآوازِ بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ جو کچھ تقدیر میں ہوگا ہو کر رہے گا۔اس کا خلاف نہیں ہوسکتا، تاہم آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اسباب وتدابیر اختیار کرنا نہ عقیدہ توحید کے منافی ہے، اور نہ ہی اس سے توکل متاثر ہوتا ہے۔

امیرالمومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر شام کے دوران مقام جابیہ میں تھے کہ خبر ملی کہ شام میں سخت وباء پھیل پڑی ہے اور کثرت سے لوگ مر رہے ہیں، اس خبر کے نتیجے میں یہاں دو گروہ ہوگئے، بعض کا خیال تھا کہ ہم کو اس وباء میں داخل نہیں ہونا چاہیئے، ایسا کرنا ہلاکت میں جانا ہے، جب کہ دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہم توکل کریں، اور تقدیر سے نہ بھاگیں، جو ہونا ہوگا ہو جائے گا، اور ہم ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کے بارے میں قرآن نے کہا ہے وہ موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل بھاگے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس یہ دونوں فریق آئے اور آپؓ کی رائے معلوم کرنی چاہی، آپؓ نے ان لوگوں کی تائید کی جو کہتے تھے کہ وہاں نہ جانا

چاہئے، دوسرے فریق نے کہا کہ کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگیں گے؟ آپؓ نے فرمایا:

"نعم نفر من قدر اللّٰہ الی قدر اللّٰہ۔" (بخاری:۲/۸۵۳)

[ہاں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔]

اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مثال دی اور فرمایا: کہ دیکھو اگر تم میں سے کسی کا بکریوں کا ریوڑ ہو اور اس کی دو وادیاں ہوں، ایک سرسبز اور دوسری خشک اب اگر یہ شخص اپنے ریوڑ کو شاداب وادی میں چرائے گا تو کیا قدر الٰہی کے ساتھ نہیں ہوگا؟ اور اگر خشک وادی میں چرائے گا تو بھی قدر الٰہی کے ساتھ ہی چرائے گا۔ اس پر یہ دوسرا فریق خاموش ہوگیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد ازاں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ اس بارے میں ان کی بھی رائے لی جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میرے پاس اس بارے میں کچھ علم ہے، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ

"اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا علیه واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارا منه۔" (بخاری:۲/۸۵۳)

[جب تم کسی علاقہ میں وبا کی خبر سنو تو اس میں نہ جانا، اور اگر تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں وباء پھیل پڑے تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، آپ رضی اللہ عنہ کو خوشی ہوئی کہ ان کی رائے کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے موافقت ہوگئی، چنانچہ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کو لے کر جابیہ سے واپس

لوٹ آئے۔ (قوت القلوب: ۲/۷/۳، کیمیائے سعادت: ۷۹۷)

ضبیغ کا علاج

پھر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ عقائد کو اسی پیرایہ میں رکھنا چاہئے جس پیرایہ میں انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے، ان میں خواہ مخواہ کی کرید عقیدۂ توحید کو گدلا کرسکتی ہے، اور اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ مؤمن پھر عمل میں کمزور پڑ جاتا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے باب عقائد میں اس قسم کی کرید کو منع فرمایا ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ کہیں زیادہ کرید سے عقیدہ توحید پر اثر نہ پڑے، آپؓ ہمیشہ متشابہات میں گفتگو و بحث سے روکتے تھے، بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر سزا دینا بھی منقول ہے۔

''حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک آدمی ضبیغ نام کا مدینہ منورہ میں وارد ہوا اور لوگوں نے اس سے قرآن شریف کے متشابہات کے بارے میں سوال وجواب کرنا شروع کردیا، آپ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہونے کا حکم دیا، اور پہلے سے اس کیلئے کھجور کی چھڑیاں تیار کرر کھی تھیں تا کہ اس کی پٹائی کریں، جب وہ آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا تو کون ہے، اس نے کہا: میں اللہ کا بندہ ضبیغ ہوں، آپ نے اسے مارا اور کہا: میں اللہ کا بندہ عمر ہوں جب اس کی اچھی خاصی پٹائی ہوگئی تو کہنے لگا کہ:

"يا أمير المؤمنين حسبك قد ذهب الذى كنت أجد

فی رأسی۔" (سنن دارمی:٦٦/١)

[اے امیر المؤمنین بس کافی ہے جو کچھ میرے سر میں تھا وہ سب نکل گیا۔]

پھر اس کو اس کے وطن بصرہ واپس بھیج دیا اور وہاں کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ لوگوں میں اعلان کردو کہ اس کے پاس کوئی آدمی نہ بیٹھے۔" (المصنف لعبد الرزاق:۴۲۶/۱۱، تاریخ عمر:۱۴۷، لابن جوزی، افاضات:۱۱۹/۳)

k\Farooq-e-Aazam\f
06.tif not found.

دسواں باب

found.

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت
قرآن کریم کے ساتھ تعلق۔حدیث پاک کے ساتھ تعلق

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ایمان کا لازمی جزء ہے، آپ کی محبت کے بغیر کوئی شخص مؤمن کامل نہیں بنتا، یہ بات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی امت کو بتلادی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل الایمان بزرگوں میں تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے آقا سے بہت پیار تھا، آپؓ کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، اور نہ کوئی عزیز تھا، اس بارے میں آپؓ نے کبھی دورائے نہیں رکھی، اور اس راہ میں اگر آپ کا کوئی عزیز وقریب آیا بھی تو آپؓ نے کبھی اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف ایک جملہ نہ سن پاتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے اوپر دیکھنا چاہتے تھے، اور کسی صورت میں یہ برداشت نہ کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اور آپ کے مقام ومرتبہ کے خلاف کوئی ایک لفظ کہہ پائے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فقر وفاقہ دیکھتے تو آپؓ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے، اور آپؓ اپنے دل کا احساس اپنے آقا تک پہنچا دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ان کا یہ حال معلوم تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے کس قدر محبت رکھتے ہیں، اور ان کے دل میں سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وحرمت اور عظمت ومحبت کتنی راسخ ہوچکی ہے۔

غزوۂ بدر کے قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھے، وہ نہایت زیرک اور فصیح اللسان تھے، بڑے جلسوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہتے، جب وہ قید ہوکر آئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں سہیل کے نیچے کے دو دانت پہلے اکھاڑ ڈالوں تاکہ وہ آئندہ اس لائق نہ رہے کہ کسی بھی موقع پر وہ آپ کے خلاف اپنی زبان کھول سکے۔

"قال عمر للنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم دعنی أنزع ثنیتیه فلا یقوم علیك خطیبا۔ (الاصابه:۲/۹۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ چھوڑو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے کوئی خوشی دکھلا دے، پھر ایسا ہی ہوا، صلح حدیبیہ انہیں کی کوشش سے ہوئی، جس کو اللہ تعالیٰ نے فتح مبین فرمایا، اور پھر فتح مکہ کے موقع پر انہوں نے اسلام بھی قبول کرلیا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبت رسول دیکھئے آپؓ یہ برداشت نہ کر سکتے تھے کہ کوئی آپؐ کے خلاف زبان درازی کرے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہرہ دینا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس بات پر نظر رکھے ہوئے تھے کہ کوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب کسی ناپاک ارادہ سے نہ آنے پائے، جنگ کے موقع پر اگر آپ کسی کو اس طرح دیکھتے تو اسے مار بھگاتے، اور کسی بھی دشمن کو آپؐ کے قریب ہونے کا موقع نہ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ مکہ میں حطیم میں بیٹھے مقتولین بدر کا تذکرہ کرنے لگے اور کہا کہ اب ان کے بعد زندگی بے مزہ ہو چکی ہے، دوست یار اور سردار مارے جا چکے ہیں، عمیر کہنے لگا کہ اگر میرے ذمہ بال بچوں کی فکر نہ ہوتی اور مجھے قرض دینے کا بوجھ نہ ہوتا تو میں پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راستے سے ہٹا چکا ہوتا، یہ سن کر صفوان بہت خوش ہوا اور کہا کہ تو فکر نہ کر تیرا قرض میں ادا کر دوں گا اور تیرے بچوں کی ذمہ داری بھی مجھ پر رہے گی۔ چنانچہ صفوان نے تلوار تیز کروا کر اس میں زہر لگا دیا، اور عمیر کو اپنے کام کے لئے بھیج دیا۔ عمیر مدینہ آ گیا اور مسجد کے سامنے بیٹھ گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جیسے ہی عمیر کو دیکھا آپؓ سمجھ گئے کہ یہ برے ارادہ سے آیا ہے، اس کے ارادے خطرناک معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس پر جھپٹے، اس کی تلوار چھین لی، اور اسے گردن سے پکڑتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے لا کھڑا کر دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس سے تفتیش کی تو اس نے جھوٹ بولنے کی کوشش کی، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا کہ وہ کس کام کے لئے یہاں آیا ہے، تو اس کے تعجب کی انتہا نہ رہی اور اس نے پھر وہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت پالی۔ (الاصابہ: ۳/۳۶۔ سیرۃ المصطفیٰ: ۲/۱۳۰)

منافق کی گردن مارنا

ایک مرتبہ ایک یہودی اور منافق کے درمیان کسی بات پر جھگڑا پیدا ہوگیا، اور وہ دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عدالت میں فیصلہ کے لئے آئے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بات سن کر یہودی کے حق میں فیصلہ کردیا۔ منافق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو قبول نہ کیا اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو قبول نہیں کر رہا ہے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر گئے، اور تلوار سے اس کی گردن اڑادی، اور فرمایا: کہ جو رسول کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا میں اس کا یہی فیصلہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید میں قرآن کریم کی آیت اتاری، جس میں آپ رضی اللہ عنہ کے کئے فیصلہ کی حمایت کی گئی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غم کو دور کرنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج نے جب آپؐ سے کچھ زیادہ نان ونفقہ مانگا تو اس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طبیعت متاثر ہوئی، اور اس کا اثر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر نظر آ رہا تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ میرے محبوب کچھ غمگین ہیں، تو فوراً تشریف لائے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج کے ساتھ تشریف فرما تھے، اور خاموش تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حال دیکھا تو آپؓ نے چاہا کہ کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ

انور پر مسکراہٹ لانی چاہیے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[مجھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات کہنی چاہیے جس سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑیں، امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: حضور! آپ زید کی بیٹی (یعنی میری بیوی) کو دیکھتے کہ اس نے جب مجھ سے نفقہ مانگا تھا تو میں نے اس کی گدی پر ایک گھونسہ رسید کر دیا تھا، اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔] (ازالۃ الخفاء: ۲/۲۰۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب آپ کو ہنستا دیکھا تو وہ بھی خوش ہو گئے کہ میرے اس کہنے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غم کا اثر جاتا رہا ہے۔

میزاب عباسی

ایک مرتبہ آپؓ جمعہ کے دن نہا دھو کر اور اچھے کپڑے پہن کر مسجد کی طرف آ رہے تھے، ساتھ ہی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا، جس کی چھت پر میزاب تھا، اس دن وہاں دو جانور ذبح ہوئے تھے، چنانچہ جب پانی بہایا گیا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر آ پڑا، جس سے آپؓ کے کپڑے خراب ہوئے، آپؓ نے حکم دیا کہ اس میزاب کو توڑ دیا جائے، آپ واپس گھر گئے، کپڑے پہنے اور مسجد آئے اور نماز پڑھائی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جب آپؓ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: کہ آپ نے جو میزاب توڑنے کا حکم دیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر بڑا افسوس ہوا، آپؓ نے ان سے کہا کہ اب میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک آپ میری

پیٹھ پر چڑھ کر یہ پتھر وہاں نہ رکھ دیں جہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی اس خواہش کو پورا کیا۔ تب آپؓ کو سکون ملا۔ (ریاض: ۳۳۸)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کو ضروری قرار دیا، اور بتایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے روگردانی کرے، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے روگردانی کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"من یطع الرسول فقط اطاع اللّٰه" (النساء: ۸۰، پ:۵)

[جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔]

قرآن کریم کی اس آیت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام بتایا گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بات کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل میں سے جانتے تھے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت فرض ہے، اور آپؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتا، کبھی اللہ تعالیٰ کا قرب نہیں پا سکتا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت دیکھ کر آبدیدہ ہو جانا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنی ازواج کے پاس نہ جانے

کی قسم کھائی اور مشہور ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی، تو لوگوں پر اس کا گہرا اثر ہوا، اس دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی، مگر اجازت نہ ملی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شبہ ہوا کہ شاید آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خیال ہو کہ میں اپنی بیٹی حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی سفارش کرنے آیا ہوں، اور اگر ایسا ہوا تو ان کی سفارش ماننی پڑے گی، اس لئے مجھے اجازت نہیں ملی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور! میں یہاں حفصہ کی سفارش کرنے نہیں آیا، اگر آپ فرمادیں تو میں ابھی حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا سر اتار لاؤں، میں تو صرف واقعہ معلوم کرنے آیا ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آپؓ جب اندر داخل ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ کی ہیئت پر نظر پڑی تو دیکھا کہ گدے میں کھجور کے پتّھے بھرے ہوئے ہیں اور کچھ چمڑے لٹکے ہوئے تھے۔

"بس یہ کائنات تھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامان کی، نہ بکس تھا، نہ الماری، نہ میز کرسی، نہ بنگلہ کوٹھی اور نہ کوئی سامان اس حالت کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنسو جاری ہو گئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قیصر و کسریٰ خدا کے دشمن صلیب پرستی کرنے والے ان کے پاس تو اتنا سامان ہو اور آپؐ کی یہ حالت؟ آپؐ خدا سے دعا کیجئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت پر دنیا کی وسعت فرمادیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب سے یہ نہ کہا کہ آپؐ پر وسعت فرمادیں، جیسے کہتے ہیں کہ آپ کے خادموں کو ایسا

کردیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عمر کی بات سن کر اٹھ بیٹھے اور ارشاد فرمایا: کہ اے عمر! تم ابھی تک شک میں ہو، ان لوگوں کو تو جو ملنا تھا سب دنیا میں مل گیا، وہاں کچھ نہیں اور ہمارے لئے آخرت کی راحت ہے۔ (ریاض: ۲۹۲، وعظ۔ خیر المال للرجال: ۴۶، از حکیم الامت تھانوی)

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بیشک میں اس پر راضی ہوں۔'' (ازالۃ الخفاء: ۲/۳۰۵)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی تادیب

شیعہ عالم فضل بن حسن طبری لکھتا ہے:

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اہلیہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کچھ اختلاف ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ کیا میں کسی کو اس مسئلہ میں ثالث مقرر کروں؟ تو تمہیں منظور ہوگا، انہوں نے کہا ہاں! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، جب آپؓ آئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہو کیا بات ہے؟ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضور! آپ فرمائیں، لیکن سچ سچ بتانا یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا، اور آپؓ نے اس زور سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا کہ انہیں اس سے بہت درد ہوا، پھر ایک اور طمانچہ مارا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ تم نے کیا کہا، اللہ کا نبی کبھی بھی حق کے سوا کوئی بات نہیں کہتا،

قسم اس خدا کی جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس نہ ہوتی اور آپؐ یہاں سامنے نہ ہوتے تو میں اتنا مارتا کہ تو مرجاتی۔ (تفسیر مجمع البیان: ۳۵۳/۴، طبع تہران)

آپؓ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس وقت یہ بھی فرمایا: اگر مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہیں تو میں اسی وقت تمہارا سر قلم کردوں۔ (ریاض: ۲۹۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت اور صاف گوئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاف گوئی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپؓ کو کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تو آپؓ اسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کردیتے تھے، اگرچہ وہ بات بظاہر خلاف ادب ہی کیوں نہ ہوتی، آپؓ چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بات کھل کر کہی جائے تاکہ وہ بات صحیح ہوتو اس کی تصدیق وتوثیق ہوجائے اور خلاف واقعہ ہوتو اس کی اصلاح ہوسکے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لایومن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس أجمعین۔“ (بخاری شریف: ؟؟؟/۱)

[تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس کو اپنے جان اور مال اور اہل وعیال سب سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔]

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”لأنت یارسول اللّٰه! أحب الی من كل شئ الا نفسي فقال لا والذی نفسي بيده حتى أكون أحب اليك من نفسك فقال له عمر فانك الآن والله أحب الى من نفسي فقال الآن يا عمر!۔“ (بخاری شریف: ۲/۹۸۱)

[یا رسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میری جان کے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے (آپ مومن نہیں ہوسکتے) جب تک کہ میں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب آپؐ مجھے نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہاں اب تم صحیح کہہ رہے ہو۔“

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) اس پر لکھتے ہیں:

”اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی باطنی حالتیں کس قدر سرعت کے ساتھ سنورتی تھیں، اور ان کی قوت یقین میں آناً فاناً کیسا اضافہ ہوجاتا تھا۔ (ازالۃ: ۱/۳۷۹)

دو شبہات اور ان کے جوابات

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کی توضیح حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنئے۔آپؒ فرماتے ہیں:

''یہاں دو شبہے ہوتے ہیں ایک یہ کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتنی جلدی کایا پلٹ گئی تھی کہ اسی مجلس میں کچھ سے کچھ ہوگیا۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی اور مومن کی وہ حالت ہو جو حضرت عمر کی حالت اولاً تھی تو کیا وہ مومن نہ ہوگا؟

جواب پہلے شبہ کا گو یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی مجلس میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کایا پلٹ جانا ممکن ہے، کیونکہ جب فاعل اور منفعل دونوں کامل ہیں تو ایسا ہو جانا کچھ بعید نہیں، مگر اشکال دوسرا بھی ہے اس لئے یہ جواب مجھے پسند نہیں بلکہ تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اول اول یہ سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد محبت طبعی ہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکرر ارشاد سے وہ سمجھ گئے کہ یہاں مراد محبت طبعی نہیں بلکہ عقلیہ ہے، اور محبت عقلیہ ہر مومن کو اللہ و رسول سے زیادہ ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو کیوں نہیں ہوتی کیونکہ وہ تو ہر وقت اللہ و رسول کے لئے اپنی جان دینے کو تیار تھے۔ گو طبعاً اپنی جان سے محبت زیادہ ہو مگر وہ اللہ و رسول کے لئے سب سے محبوب چیز کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ تھے، پس سمجھ گئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد محبت عقلیہ ہے، اور محبت عقلیہ مجھے سب سے زیادہ اللہ اور رسول کے ساتھ ہے۔ اپنی جان سے بھی اتنی نہیں۔ (وعظ۔ ارضاء الحق:۱۶، حصہ دوم)

وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر صدمہ

جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر آخرت پر چلے تو اس وقت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا گذری اسے دیکھئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شدت غم میں تلوار نکالے یہ کہتے جاتے تھے کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا ہے تو میں اسے اس تلوار سے ٹھیک کردوں گا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحلت فرما چکے تھے، اور وہ وقت آپؐ پر آچکا تھا، تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے، یہ اسی طرح ہے جیسے نزول وحی کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی اس حال سے دوچار ہوجاتے تھے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بات کھولی تو پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حواس درست ہوئے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہوگئیں۔ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آپ سے کس قدر محبت اور تعلق تھا۔

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بے شک امام الانبیاء سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا انکار صادر ہوا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سمجھانے پر آپؓ پر حقیقت کھل گئی، پھر آپؓ نے اس بات کا انکار نہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موت آچکی ہے، اور آپؐ بھی ہر فرد بشر کی طرح موت آشنا ہوئے ہیں، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اس کے ساتھ اس عقیدہ پر برابر رہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے روضۂ مبارک میں حیات ہیں، یہ نہیں کہ وہاں ایک بے جان جسم زیرِ زمین ہے۔ (معاذ اللہ)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہیں تھے، آپؓ نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جاؤ ان دونوں کو یہاں میرے پاس لاؤ۔ جب وہ دونوں آئے تو آپؓ نے پوچھا تم کون اور کہاں کے رہنے والے ہو، انہوں نے بتایا کہ ہم طائف سے آئے ہیں، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ

"لو كنتما من أهل البلد لا وجعتكما ترفعان أصواتكما في مسجد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم۔"
(بخاری: ۱/۶۷)

[اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تم لوگوں کو سزا دیتا اس لئے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات محض مسجد کے اکرام میں نہ کہی تھی، یہ اس لئے تھا کہ یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ اطہر ہے، جس پر رات دن صلوٰۃ وسلام پیش ہو رہا ہے، اور آپؓ کے عقیدے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں، اور جس طرح قریب والوں کا آپ صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں، اسی طرح قریب کے شور وغل سے بھی آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔

اگر امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتقاد میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں حیات

نہ ہوتے اور قریب کی آوازوں کو خود نہ سن رہے ہوتے تو امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دبی آواز سے بات کرنے کا قرآنی حکم اس انداز میں کبھی نہ بیان فرماتے، حدود مسجد تک بلند آواز نکالنے کو قابل سزا قرار دینا، اس حقیقت کا پتہ دیتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے روضۂ اطہر میں فائز علی الحیات زندہ اور مدرک الاصوات سمجھتے تھے۔(مقام حیات:۵۹۸)

خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئے گئے اعمال

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ہر گوشہ اس بات کا شاہد ہے کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت عزیز تھے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، آپؓ اپنے ہر عمل کے بارے میں یہ سمجھتے تھے کہ نیکی کے جو عمل بھی مجھ سے صادر ہو رہے ہیں یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی برکت سے ہو رہے ہیں، اور یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا فیض ہے جو جاری وساری ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا تم اس پر راضی ہو کہ ہم نے جو اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئے ہیں ان کا اجر تو ہمارے واسطے سالم رہے، اور جو اعمال سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کئے ہیں ان پر گرفت نہ کی جائے، چاہے ثواب بھی نہ دیا جائے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ہم تو یہ

سمجھتے ہیں کہ جو اعمال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کئے ہیں ان کا اجر بھی سالم رہے، اور جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کئے ہیں ان کا ثواب بھی ہم کو ملے، کیونکہ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بھی بہت کام کئے ہیں، جہاد کئے، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، اور بہت سے دوسرے نیک عمل کئے، ہمارے ہاتھ پر بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ خیر تم یہی سمجھو مگر میں کچھ اور سمجھتا ہوں۔

والذی نفسی عمر بیده لوددت ان ذلك برد لنا وان كل شئ علمناه بعد نجونا منه كفافا رأسا برأس۔ (بخاری:۱/۵۵۷)

[خدا کی قسم میں تو اس سے راضی ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے جو اعمال کئے وہ تو درست ہیں، اور جو اعمال بعد میں کئے ہیں ان سے ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ابوبردہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جب یہ بات ہوئی تو حضرت ابوبردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

ان أباك واللّٰه خير من أبى۔ (بخاری شریف:۱/۵۵۷)

[تمہارے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے والد یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہیں بہتر ہیں۔]

اور ظاہر میں یہ بات صحیح بھی تھی کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے زیادہ تر فتوحات

وغزوات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی کئے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت میں جس قدر فتوحات ہوئی ہیں کہ اسلام مشرق سے مغرب تک پھیل گیا، ان سے پہلے اس قدر فتوحات نہیں ہوئیں، مگر اس کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ''بھائی میں تو اس پر راضی ہوں کہ جو اعمال ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئے ہیں وہ سالم رہیں، اور اس کا ثواب ہم کو مل جائے، اور جو اعمال بعد میں کئے ہیں ان سے ہم برابر سرابر چھوٹ جائیں، کہیں گرفت نہ ہو تو غنیمت ہے۔''

اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو ان اعمال پر ثواب کی امید ہوئی جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئے تھے، تو وہ بھی اس لحاظ سے نہ تھے کہ وہ اپنے اعمال ہیں، بلکہ محض اس وجہ سے امید تھی کہ جو اعمال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کئے ہیں وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ٹھیک ہو گئے ہونگے، ان میں خلوص ونورانیت وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے آ گیا تھا۔ (وعظ۔ الفانی: ۹، نور النور: ۵۵)

اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی عظمت ومحبت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی سب صاحبزادیوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت پیاری ہیں، اور یہ آپؐ کے جگر کا ٹکڑا ہیں، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں خاتون جنت فرمایا ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے محبت نہ کریں، اور ان کی عظمت وعقیدت کا اعتراف نہ کریں۔ حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے، اور آپ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرکے فرمایا:

واللّٰہ ما رأیت أحدا أحب الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم منک واللّٰہ ما کان أحد من الناس بعد أبیک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم أحب الی

منك۔ (مستدرك حاكم:۳/۱٦۸)

[خدا کی قسم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ سے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ! تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب ہیں۔]

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اکثر وبیشتر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خیر خیریت بھی دریافت کرتے تھے۔ سلیم بن قیس ہلالی (۹۰ھ) کہتا ہے:

وكان على عليه السلام يصلى فى المسجد الصلوات الخمس فلما صلى قال أبوبكر وعمر كيف بنت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى ان ثقلت فسالا عنها۔

(كتاب سليم بن قيس:۲۵۳، مطبوعه قم ايران، بحارالانوار:۳/۱۹۹)

[حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسجد میں پنج وقتہ نمازیں پڑھا کرتے تھے، جب آپؓ نماز سے فارغ ہوتے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ان سے پوچھتے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کیسی ہیں؟ یہاں تک کہ آپؓ میں اٹھنے کی ہمت نہ رہی پھر بھی وہ آپؓ کے بارے میں پوچھتے رہے۔]

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر فوقیت

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب مجاہدین کے ناموں کی

ایک فہرست تیار کی تو اس میں سرفہرست حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے نام لکھے، پھر انہیں اس قدر مال دیا کہ ان کا گھر اس سے بھر گیا، یہ دیکھ کر آپؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپؓ نے ان دونوں کو مجھ پر فوقیت دی ہے، حالانکہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت اور ہجرت میں ان سے مقدم ہوں یہ سن کر آپؓ نے کہا:

أسكت لا أم لك أبوهما خير من أبيك وأمها خير من أمك۔ (مناقب آل ابی طالب: ۳/۷۱)

[چپ ہو جا ان کے والد محترم تیرے باپ سے بہتر ہیں، اور ان کی والدہ تمہاری ماں سے کہیں بہتر ہیں۔]

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کی کتنی عزت وعظمت پائی جاتی تھی، اور آپؓ ان کے بچوں کو کس قدر شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور انہیں اپنے بچوں پر برتری دیتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بے مثل شان تواضع ہے، ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو کبھی اپنے آپ کو ان پر فوقیت نہ دیتے تھے۔

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی عظمت ومحبت

حضرات حسنین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے خاتون جنت کے بیٹے اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہیں، جو جنت کے نوجوانوں کے سردار بھی ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان دونوں صاحبزادگان کو اسی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے، حالانکہ آپؓ ان کے بہنوئی بھی تھے۔ (کہ ان کی سگی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں) تاہم آپؓ کی نظر میں وہ رشتے سب سے اہم تھے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے تھے، اور آپؓ اس رشتہ کو نہایت قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ یہ دونوں بھائی بیمار ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں دیکھنے کے لئے آئے، حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔

شیعہ عالم علی بن عیسیٰ اردبیلی لکھتا ہے:

مرض الحسن والحسين فعادهما فذهب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ومعه ابوبكر وعمر۔ (كشف الغمه:۲ ۳۰)

ایک مرتبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کہ والد صاحب کسی ضروری کام میں مصروف ہیں خود مجھے بھی ملاقات کی اجازت نہیں ملی ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے، جب آپؓ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے صورتِ حال عرض کی اور کہا: کہ اس وجہ سے میں بھی واپس چلا آیا تھا، آپؓ نے یہ سن کر فرمایا: کہ کیا آپؓ ابن عمر کے درجہ میں ہیں، یعنی کیا تم اور ابن عمر برابر کے درجہ میں ہو؟ نہیں!...... تمہارا مقام اور ہے، اس کا اور ہے، جو کچھ ہمیں عزت ملی ہے یہ سب کچھ آپؓ کے گھرانے سے حاصل ہوئی ہے، آپ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ مقام کیسے حاصل ہوتا؟

أنت عندی مثله وهل انبتت الشعر على الراس غيركم۔

(تاريخ عمر: ١٦٤، لابن جوزی)

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی تعلق کی بناء پر

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے، اور ہمیشہ بزرگانہ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال فیٔ میں جب مسلمانوں کے لئے وظیفہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپؓ نے اس کے لئے ایک فہرست تیار کی، آپؓ نے حضرات حسنین کریمین کے لئے ان کے والد حضرت علی کے حصہ کے مطابق وظیفہ مقرر فرمایا، جو پانچ ہزار درہم تھے، امام طحاوی لکھتے ہیں: کہ

لقربتهما من رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم۔
(شرح معانی الآثار: ۲/۱۸۱)

[یہ اس لئے تھا کہ یہ دونوں حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ حسن سلوک

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

رعایت صله اقارب آنحضرت صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم بابلغ وجوه می فرمود۔ (ازالة الخفاء: ۳/۲۸۸)

[آپ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ رکھتے تھے۔]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب اللہ تعالیٰ نے بے شمار فتوحات عطا فرمائیں اور مال ومتاع آیا تو وہ سب مسجد میں رکھا گیا، جب سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آ گئے تو سب سے پہلے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمیں ہمارا

وہ حق عطا فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر عائد کئے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خوش آمدید! چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پھر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے بھی اسی طرح عرض کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی ہزار درہم دینے کا حکم دیا، جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی باری آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں پانچ سو دینے کا حکم دیا، انہوں نے کہا: کہ اے امیر المؤمنین! مجھے پانچ سو کیوں؟ میں نے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد بھی کیا ہے، جبکہ اس وقت حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ابھی بچپنے میں تھے، آپؓ نے فرمایا: کہ بیٹا یہ بات درست ہے، لیکن جا مجھے ایسا باپ لا کر دکھا جس طرح ان دونوں کا ہے، ایسی ماں لا کر دکھا جیسی ان کی ماں ہے۔ ایسا نانا لا کر دکھا جیسے ان کے تھے، تو ایسا نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ ان کے باپ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی والدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ ان کی نانی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ان کے چچا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ ہیں، اور ان کی خالہ رقیہ وام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔ (ریاض: ۳۴۰)

حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہزار درہم و دینار دینا اور اپنے بیٹے کو اس کا نصف دینا بتاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دل میں سید المرسلین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں شہزادوں سے بڑی محبت تھی، اور یہ صرف اسی لئے تھی کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہزادے اور نواسے ہیں۔

امام باقر کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے کپڑے

آئے تو ان کو مہاجرین وانصار میں تقسیم فرمادیا، ان میں سے کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جو ان دونوں شہزادوں کی شان کے لائق ہوں تو آپؓ نے صاحب یمن کو لکھا کہ:

ان یعمل لهما علی قدرهما ففعل وبعث بها علی عمر فلبساها فقال عمر لقد کنت أراها علیهم فما یهنتنی حتی رأیت علیهما مثلهما۔ (ریاض:۱/۳٤۱، ازالة:۳/۲۸۹)

ان دونوں شہزادوں کے لئے ان کے قدر کے مطابق کپڑے تیار کر کے بھیجیں، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو پہنایا اور کہا کہ ان پر پہلے کپڑے پہنائے گئے، مگر مجھے پسند نہیں آتے تھے یہاں تک کہ اب ان پر ایسے کپڑے ہیں جن کو دیکھ کر میرا جی خوش ہو گیا۔

فقال الآن طابت نفسی۔ (سیراعلام النبلا: ۳/۱۹۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے سالانہ پانچ ہزار درہم مقرر فرمائے، اور ان کے بچوں کیلئے دو ہزار درہم مقرر کیا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ ہزار درہم ملے۔ (فتوح لبلدان:٦۳۹) تو ان کے بچوں حضرات حسنین کریمین کو دوسرے بچوں کی طرح دو ہزار نہیں بلکہ پانچ ہزار درہم دئے۔

محمد بن سعد (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں:

وفرس الابناء البدرئین الفین الفین الا حسنا وحسینا فانه الحقهما بفریضة أبیهما لقرابتهما برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ففرض لکل واحد منهما خمسة آلاف درهم وفرض للعباس بن عبدالمطلب خمسة آلاف

درهم لقربته برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم۔

(طبقات:۳/۲۲۵)

علامہ احمد بن یحییٰ الشہیر البلاذری (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں:

''لیکن حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت کی بناء پر اتنا ہی مقرر کیا جتنا ان کے والد کیلئے مقرر کیا، یعنی دونوں کیلئے پانچ پانچ ہزار۔''

(فتوح البلدان:۶۴۱)

سیدنا حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ اس لئے دیئے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریبی عزیز یعنی نواسے تھے، اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابت دار کتنے عزیز تھے، اور یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہی محبت وتعلق کا نتیجہ تھا، جو آپؓ کے ہر عمل اور ہر فیصلہ میں نمایاں نظر آتا تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب مختلف علاقوں سے مال آتا تو آپؓ سب سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقرباء کی فکر کرتے تھے۔ مسلمانوں کو وظائف دینے کے لئے جب دفتر تیار کیا گیا تو مختلف حضرات نے مختلف مشورے دیئے، کسی نے کہا کہ آپ امیر المومنین ہیں، اس لئے آپ کے پہلے اپنے گھر والے پھر آپ کے قبیلہ کا نام لکھوائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سختی سے رد کر دیا اور فرمایا:

فقالوا بنفسك قال فبدأ بالأقارب من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل قومه۔ (طبقات:۳/۲۲۹) ابدؤا

بقرابة النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم الاقرب فالاقرب حتی تضعوا حیث وضعه اللّٰہ۔ (طبقات ان سعد:٣/٢٢٤، فتوح البلدان:٦٤٠، للبلاذری، تاریخ عمر:١٢٩)

[سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے نام لکھو، پھر قریب ترین لوگوں کے نام لکھیں، اور عمر کا نام اس رجسٹر میں وہیں رکھیں جہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے جگہ دے رکھی ہے۔]

ایک روایت میں ہے کہ جب آپؓ سے کہا گیا کہ آپؓ پہلے اپنا نام لکھیں کیونکہ آپ امام ہیں، تو آپؓ نے جواب میں فرمایا:

بل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم الامام فابدؤوا برهط الاقرب فالأقرب۔ (ریاض:١/٣٤١)

میں اپنے تئیں وہیں رکھوں گا جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے رکھا ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل سے اس کی ابتداء کروں گا۔ (فتوح البلدان:۶۳۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم خاص حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ عدی کے لوگ آپ کے پاس آئے، اور کہا کہ تم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہو، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جانشین ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے، تو پھر تم اپنے تئیں وہاں کیوں نہیں رکھتے جہاں ان لوگوں نے تمہیں رکھا ہے، آپؓ نے فرمایا: اے بنی عدی! کیا خوب! تم چاہتے ہو کہ میری پشت پر کھاؤ، اور میں تمہارے لئے حسن سلوک وقف کردوں، خدا کی قسم یہ نہیں ہوسکتا جب تک تمہاری باری نہ آئے تمہارا نام نہیں لکھا

جائے گا، خواہ دیوان تم ہی پر ختم ہو، یعنی خواہ تمہارا نام سب کے آخر میں لکھا جائے، میرے دونوں دوست اسی طریق پر چلتے رہے، اگر میں ان کے خلاف کروں گا تو میرے خلاف کیا جائے گا، خدا کی قسم ہمیں دنیا میں جو فضل حاصل ہوا ہے اور ہم اپنے عمل پر ثواب کی جو امید رکھتے ہیں وہ صرف محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے، وہی ہمارے اشرف ہیں۔ اور انہی کا قبیلہ عرب میں سب سے زیادہ صاحب شرف ہے۔ پھر وہ ہیں جو آپ سے قریب تر اور قریب ہیں۔ (فتوح البلدان: ۶۴۱)

بنو ہاشم کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک بھی اسی لئے تھا کہ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں:

بدأ ببنی هاشم فی الدعوة ثم الاقرب فالأقرب برسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم۔ (طبقات: ۳/۲۲۵)

علامہ احمد بن یحییٰ بلاذری (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنی ہاشم میں ان سب کے لئے جو بدر میں شریک ہوئے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے۔ (فتوح البلدان: ۶۳۹)

امام زہری کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عراق کا مال آتا یا عراق سے خمس آتا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام بنو ہاشم میں سے کسی کو بھی اکیلا مجرد نہیں رہنے دیتے تھے، اس کا نکاح فرمادیا کرتے تھے، اور خرچ واخراجات دیا کرتے تھے، اور اگر کسی کے پاس خادم نہ ہوتا تو آپ اس کو خادم دیتے تھے۔ (ریاض: ۱/۲۴۰، ازالۃ: ۳/۲۸۸)

پھر بنو نضیر کی جائداد سے جو کچھ آتا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سارا

مال اہل بیت اور ازواج مطہرات پر سالانہ صرف کرلیا کرتے تھے، اس کا انتظام آپؓ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے سپرد کیا تھا، کیونکہ یہ دونوں اہل بیت کی ضروریات اور ان کے مصارف سے بخوبی واقف تھے۔ (سیر المصطفیٰ: ۳/۲۳۸)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو فوقیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (جنہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے متبنیٰ بنایا ہوا تھا) کا ہمیشہ اسی جہت سے خیال رکھا تھا کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت قریب تھے، اور آپؓ ان سے محبت رکھتے، ایک مرتبہ آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت کی کہ آپؓ ہمیشہ اسامہ کو مجھ پر فوقیت دیتے ہیں، حالانکہ وہ مجھ سے افضل نہیں ہیں، اور آپؓ نے اس کو ہمیشہ دو دو حصے دیئے ہیں، اور مجھے ایک، آپؓ نے فرمایا: بیٹے! میں اس لئے ایسا کرتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زید عمر سے زیادہ محبوب تھے، اسی طرح اسامہ بھی عبداللہ کی بہ نسبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زیادہ پیارا تھا۔ (ریاض: ۳۴۰)

میں نے اسامہ کو اس لئے زیادہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ اس کو اور اس کے باپ کو چاہتے تھے۔ (فتوح البلدان: ٦۴۲)

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو فوقیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے چار ہزار مقرر کئے تو اس پر محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ان کو مجھ پر

کیوں فضیلت دی، آپؓ نے فرمایا: کہ میں نے اس بناء پر فضیلت دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو نسبت اس کو حاصل ہے وہ تمہیں حاصل نہیں، ام سلمہ کی مثل کسی کی ماں ہوتو فریاد لائے، اس کی فریاد ضرور سنوں گا۔ (ایضا)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزاج شناس رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سب سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج شناس حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزاج دیکھ کر ہی انہیں پتہ چل جاتا تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں۔

حضرت تھانویؒ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاج شناس تھے۔''(وعظ۔محاسن الاسلام:۶۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت اور اپؓ کی خلافت پر جس نے بھی انصاف کی نظر ڈالی ہے وہ جانتا ہے کہ آپؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کو اچھی طرح سمجھا ہوا تھا۔ اور آپؓ کی زندگی بھر کوشش رہی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء ومزاج کے مطابق سارے امور سرانجام دیئے جائیں۔ ہم یہاں اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں۔

بیس رکعات تراویح

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تراویح کی نماز

مسنون فرمائی، یہ عام راتوں میں پڑھی جانے والی نماز تہجد سے الگ نماز تھی، مگر آپ ﷺ نے رمضان کی ان راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھیں، یہ کہیں صریح اور صحیح طور پر نہیں ملتی، سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مزاج شناس رسول تھے، اس لئے آپؓ نے تراویح کی بیس رکعات کا حکم دیا، حضرت ابی ابن کعب بیس رکعات تراویح کی نماز پڑھاتے، اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے پیچھے نماز تراویح پڑھتے، سب صحابہ نے اس پر عملاً اتفاق کیا، کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزاج کے خلاف کوئی کام نہ کریں گے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ عملاً تراویح کی بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔'' (وعظ۔ تقلیل المنام: ۱۷)

تراویح کی یہ جماعت اور اس کی بیس رکعتیں کہیں چھپ کر نہ ہوتی تھیں، مسجد نبوی میں حضرت ابی بن کعب کے پیچھے سب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کھلے عام ادا کرتے تھے، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا حجرۂ مقدسہ مسجد نبوی سے کسی فاصلے پر نہیں تاہم کسی ایک روایت میں یہ بات نہیں ملتی کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تراویح کی بیس رکعت پڑھنے پر اعتراض کیا۔ اور حضرت عمر فارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا ہو کہ تراویح کی نماز بیس رکعت نہیں صرف آٹھ ہے۔ اور تراویح رمضان کی کسی خاص نماز کا نام نہیں ہے، یہ وہی نماز تہجد ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو پڑھا کرتے تھے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا موقف اس بارے میں وہی تھا جو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔ اور آپؓ کو یہ معلوم تھا کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کبھی ایسا کام نہ کریں گے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے خلفاءِ راشدین کے کاموں کو بھی سنت قرار دیا ہے۔ غیر مقلد عالم مولانا وحید الزماں حیدر آبادی سنت خلفاءِ راشدین کے متعلق لکھتے ہیں:

''اس کو سنت اس لئے کہا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت سی ایسی سنتوں کو بجالائیں گے جن کا علم لوگوں کو نہ ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہیں، تو ان کو خلفاء کی سنت کہا، بعضوں نے کہا کہ وہ کام جو خلفائے راشدین نے اپنے اجتہاد اور رائے سے نکالے ان کو بھی آپ نے سنت فرمایا، اس خیال سے کہ آئندہ لوگ ان کی مخالفت نہ کریں، اور دین میں خرابی نہ پڑے۔''

(لغات الحدیث:۲/۱۰۷، کتاب خ)

جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر کمربستہ ہیں اور آپؓ کے کسی حکم کو حدیث کی مخالفت کا نام دیتے اور آپ کو برا بھلا کہہ کر دین میں فتنہ پیدا کرتے ہیں، انہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مذکورہ ارشاد کا کچھ تو لحاظ رکھنا چاہئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپؓ کے کاموں کو سنت کہا ہے۔

قرآن کریم سے تعلق

حضرت عمر فاروق کو وحی الٰہی یعنی قرآن کریم سے بہت قریب کا تعلق رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے بارہا آپؓ کی موافقت فرمائی، اور آپؓ کی رائے کی تصویب کی، علماء نے ان وقائع کو موافقات کے مستقل عنوان سے ذکر کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے اس موضوع پر "**قطف الثمر فی موافقات عمرؓ**" لکھی، ان وقائع پر خود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی فخر تھا، اور آپؓ کبھی کبھی تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اس کا ذکر بھی فرماتے تھے۔ آپؓ کو قرآن کریم بہت محبوب تھا، اور اس کی عظمت کے شواہد آپؓ کی زندگی کے ہر موڑ پر نظر آتے ہیں۔

قرآن کریم کی جمع وتدوین

جنگ یمامہ کے موقع پر جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک بڑی تعداد جو قرآن کریم کے حافظ اور قاری تھے شہید کردئے گئے، تو سب سے پہلے آپؓ کو قرآن کریم کی جمع وتدوین کی فکر ہوئی کہ اگر خدانخواستہ ان جنگوں میں حفاظ کی بڑی تعداد اسی طرح شہید ہوتی گئی تو قرآن کریم کا کوئی حصہ کوئی آیت اور کوئی

سورت نقل ہونے سے کہیں رہ نہ جائے۔ چنانچہ آپؓ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی بے چینی اور فکر سے مطلع کیا، اور کہا کہ آپؓ حکم دیں کہ قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس پر کچھ تامل کیا، اور کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ایسا نہیں کیا تو میں کیسے کروں، تاہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا اصرار جاری رکھا، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مطمئن ہوگئے، اور انہیں پوری طرح شرح صدر حاصل ہوگیا، اور پھر آپؓ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس رائے سے متفق ہوگئے۔ آپ فرماتے ہیں:

"فلم يزل عمر يراجعنى حتى شرح الله صدرى لذلك ورأيت فى ذلك الذى راى عمر۔" (بخاری:۲/۷۴۵، مسند امام احمد:۱/۲۳)

بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور کے بڑے کاتب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مامور فرمایا، حضرت زید بھی اس کام میں متردد تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا سینہ بھی کھول دیا، اور پھر وہ اس خدمت میں لگ گئے۔

آپؓ نے اس کام کی نگرانی اور معاونت پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ خدمت سرانجام دی، جب کوئی شخص قرآن کی کوئی آیت لے کر آتا تو آپ اور اور حضرت زید رضی اللہ عنہما اسے لیتے اور اپنے حافظہ سے اس کی توثیق فرماتے تھے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قرآن کریم کے وہ اجزاء بھی تھے جو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے وقت منگوائے تھے، آپؓ کی اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی قرآن کریم کی حافظہ تھیں، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کام میں ان سے بھی کچھ مدد لی تھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سب سے پہلے جمع قرآن کی سعادت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نصیب رہی، مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ سب سے پہلے اس کام کی طرف توجہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلائی تھی، اور یہ آپؓ ہی کی فکر اور اصرار کا نتیجہ تھا۔

شیخ الاسلام علامہ بدرالدین العینیؒ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

ألهم الله الخلفاء الراشدين ذلك وفاء لوعده الصادق لضمان حفظه على هذه الامة المحمدية فكان ابتداء ذلك على يد الصديق بمشورة عمر۔ (عمدة القارى:۲۰/۱۶)

حضرت امام خطابیؒ نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے۔ (دیکھئے الاتقان: ۱/۱۵۳)

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

''اس بارے میں پہلی کوشش حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے واقع ہوئی جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے سے جس پر ان کو اسی درجہ کا شرح صدر ہوا تھا، جو ان کے ساتھ مخصوص تھا، انہوں نے شروع کردی تھی۔'' (ازالۃ الخفاء: ۳/۱۹)

حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''سب سے پہلے قرآن کریم کو دو لوح کے درمیان جمع کرنے کی جس نے کوشش کی وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے التماس سے یہ عظیم کام کیا تھا، اور آپؓ کی کوشش کا نتیجہ ظاہر ہوگیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق ومغرب میں شائع ہوگیا۔'' (ایضا: ۳/۸۷)

قرآن کریم کی خدمت اور اس کی حفاظت کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جس پر پوری امت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے احسان مند ہے، اور ہمیشہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین!

مجلس شوریٰ کے حضرات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس شوریٰ اور مقربین میں بطور خاص ان لوگوں کو جگہ دے رکھی تھی جو قرآن کریم سے زیادہ وابستہ رہے، اور ان کی نظر قرآن پر زیادہ گہری رہی، ان میں جوان اور بوڑھے کی کوئی قید نہیں تھی، جو بھی قرآن اور علم قرآن میں ماہر ہوتا وہ آپ کا مقرب ہوتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وكان القراء أصحاب مجالس عمر ومشاورته كهولا أو شبانا۔ (بخاری شریف: ۲/۶۷۹)

[حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور ان کے مشورے میں چھوٹے بڑے قرآن کے ماہر اور قاری شریک ہوتے تھے۔]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت عمر میں چھوٹے تھے، مگر آپؓ نے انہیں اپنے بہت قریب رکھا تھا، اور انہیں اس مجلس میں حاضری کی خصوصی ہدایت کی تھی۔

صاحب مشکوۃ المصابیح خطیب تبریزیؒ (۷۴۳ھ) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

وكان عمر بن الخطاب يقربه ويدنيه ويشاوره مع اجلة الصحابة۔ (الاكمال:٤ ٠ ٦)

کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علم قرآن کے لئے خصوصی دعا کی ہے۔

اللهم فقه فی الدين وعلمه التأويل۔ (الاصابه:٢/٣٣١)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپؓ کو ترجمان القرآن کے عظیم لقب سے یاد کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اگر یہ ہماری عمر کے ہوتے تو ہم میں سے کوئی شخص ان کے علم کا مقابلہ نہ کرسکتا۔ (تذکرۃ الحفاظ:۱/۵۳)

تلاوت قرآن کریم کا شوق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تلاوت کے بڑے حریص تھے، ایک مرتبہ گشت کرتے ہوئے مسجد کی طرف آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں عادت آپؓ کی یہ تھی کہ عشاء کے بعد لوگوں کو مسجد سے باہر کر دیتے تھے، ہاں اگر کوئی نماز میں مصروف ہوتا تو آپ اسے چھوڑ دیتے تھے، آپؓ نے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اور کیوں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ پتہ چلا کہ حضرت ابی بن کعب کے ساتھ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ذکر الٰہی میں مصروف ہیں، یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں بیٹھ گئے اور باری باری ہر ایک سے قرآن پڑھوانا شروع کیا۔ ابوسعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے آخر میں میری باری آئی، تو میرے اوپر ان کا رعب غالب آگیا، اور

میری زبان بند ہوگئی، انہوں نے اس کو محسوس کرلیا اور فرمایا: اچھا اب دعا مانگ لو۔ (طبقات ابن سعد: ؟؟؟/۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر میں اکثر لمبی سورتیں تلاوت کرتے تھے، تاکہ لوگ آپ کی تلاوت سن کر قرأت قرآن سیکھ لیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قرآن کریم کو بہت شوق وذوق اور غور وفکر سے پڑھتے تھے، اور لوگوں سے فرماتے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کو خوش آوازی کے ساتھ پڑھا کرو۔

حسنوا أصواتكم بالقرآن۔ (المصنف لابن ابی شیبه:۶/۱۱۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی قرآن کریم کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے۔ (ایضا:۲/۱۶۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بہت خوش آوازی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر ان کے پاس بیٹھ جاتے، اور فرماتے ابوموسیٰ! ہمیں ہمارے رب کی یاد دلاؤ۔ (المصنف لعبد الرزاق:۲/۴۸۶)

تلاوت قرآن پاک رضائے الٰہی کے لئے

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن پڑھا کرو، اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو، قبل اس کے کہ کوئی اسے پڑھے اور وہ اسے ذریعہ بنا کر لوگوں سے مانگے۔

إقرأؤ القرآن وسلو الله به قبل أن يقرأ قوم يسألون الناس به۔ (ایضا:۱۲۵)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا: کہ ایک دور تھا جب لوگ کتاب اللہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کے لئے حاصل کرتے تھے، اور اب یہ وقت آ گیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ لوگ قرآن اس لئے سیکھتے ہیں کہ لوگوں کو خوش کریں، اور ان کے پاس جو دنیا ہے وہ اسے حاصل کریں، تم اپنے اعمال اور قرآن کی قرأت رضائے الٰہی کی نیت سے بجالاؤ۔ (المصنف لعبد الرزاق: ۳/۸۳)

یاد رہے کہ کسی سے مانگنے کیلئے اسے قرآن کریم پڑھ کر اپنی طرف متوجہ کرنا مکروہ ہے۔ (دیکھئے فتاویٰ عالمگیری)

قاریٔ قرآن کا اعزاز

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ مکرمہ آیا تو امیرِ مکہ نافع بن علقمہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استقبال کے لئے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کہ اے نافع تم اپنی جگہ اہل مکہ پر کسے حاکم بنا کر آئے ہو؟ انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن ابزی کو۔ آپؓ نے براہِ عتاب فرمایا: کہ تم نے ایک ایسے شخص کو جو غلاموں میں سے ہے، اہل مکہ پر جن میں قریش اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ بھی ہیں حاکم بنا دیا، نافع نے عرض کیا کہ بے شک میں نے انہیں وہاں کا امیر بنایا، مگر میں نے ان کو دیگر اشخاص کی بہ نسبت قرآن کریم کا اچھا قاری پایا، اور مکہ مکرمہ ایک ایسی جگہ ہے کہ جہاں جگہ جگہ سے لوگ آتے رہتے ہیں، لہٰذا میں نے یہ مناسب جانا کہ آنے والے لوگ ایک ایسے آدمی سے جو قرآن کا پڑھنا اچھی طرح جانتا ہو، کتاب اللہ کو سنیں۔ (اور اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں یہ بات سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نعم ما رأيت إن الله يرفع بالقرآن أقواما ويضع بالقرآن أقواما وان عبدالرحمن بن أبزى ممن رفعه الله بالقرآن۔ (ازالة:۲۳۳/۱)

[تمہاری رائے بہت اچھی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو قرآن کریم کے ذریعہ بلند مرتبہ کرتا ہے، اور کچھ لوگوں کو پست اور ذلیل کردیتا ہے، اور عبدالرحمٰن ان لوگوں میں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بدولت بلند وممتاز کردیا ہے۔]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کرو تم اسی سے پہچانے جاؤ گے، اور کتاب اللہ پر عمل کرو کہ اسی کے ذریعہ تم قرآن والے بنو گے۔ (المصنف لابن ابی شیبہ:۲/۱۶۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں قرآن کریم اور تلاوت قرآن کی کس قدر اہمیت اور عظمت تھی۔

مکاتب قرآنیہ کا اجراء

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مفتوحہ ممالک میں قرآن کریم کا درس جاری کیا، قرآن کریم کے معلم مقرر فرمائے، مدینہ منورہ میں چھوٹے بچوں کو قرآن سکھانے کیلئے مکاتب قائم کئے، اور ان کے معلّموں کیلئے پندرہ درہم ماہوار مقرر کیا۔ (سیرت عمر)

قاری کے لئے سند کی ضرورت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کی بڑی تاکید فرماتے تھے کہ قرآن کریم ان لوگوں سے پڑھا جائے جن کی سند کا سلسلہ صحیح طور پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو۔ (خلفائے راشدین:۱۱۳)

اہل شام کی تعلیم کے لئے حفاظ کرام کو روانہ کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پانچ بزرگ ایسے تھے جنہوں نے قرآن کریم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا حفظ کرلیا تھا، معاذ بن جبل، عبادہ بن صامت، ابی بن کعب، ابوایوب، اور ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ان میں خاص کر ابی بن کعب سید القراء (رضی اللہ عنہم) تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں ان کی مدح کی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب کو بلا کر کہا کہ شام کے مسلمانوں کو ضرورت ہے کہ آپ لوگ جا کر قرآن کریم کی تعلیم دیجئے۔ (الفاروق:۲۶۵)

اشاعت قرآن

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کیلئے بہت سے وسائل اختیار کئے تھے، ضروری سورتوں سورۂ نساء سورۂ مائدہ سورۂ نور کی نسبت یہ حکم دیا کہ سب لوگ اس قدر قرآن سیکھیں کیونکہ ان میں احکام وفرائض مذکور ہیں۔ (کنز العمال:۱/۲۲۴)

سورۂ بقرہ کے ختم پر دعوت

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن وہب سے کہا کہ تو قرآن کریم اس طرح پڑھ جیسے تجھے حضرت عمر نے پڑھایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ بارہ سال میں پڑھی تھی، اور جب اس سورت کو ختم کیا تو آپؓ نے اس کی خوشی میں ایک جانور ذبح کر کے کھلایا تھا۔ (تاریخ عمر: ۲۱۴) یہ محض تلاوت کے طرز پر پڑھنا نہ تھا، بلکہ آپؓ نہایت غور وتدبر کے ساتھ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تھا کہ وہ قرآن پر کس طرح غور کرتے ہیں، اور آیات قرآنی کی گہرائی میں کس طرح کھو جاتے ہیں، خود ابن عمر نے قرآن کی سورۂ بقرہ پر غور وفکر میں آٹھ سال گذار دیئے تھے۔ (موطا امام مالک: ۱۳۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بہت سے لوگوں نے قرآن سیکھا تھا، اور علم قرآن کریم کی تعلیم پائی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کو تھوڑا تھوڑا کر کے سیکھو، اس لئے کہ حضرت جبرئیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بتدریج قرآن لے کر آئے ہیں۔

تعلموا القرآن خمس آيات خمس آيات فان جبرئيل نزل به على محمد خمس خمس آيات۔ (رياض:۳۲۳)

حضرت ابوالعالیہ نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔ (دیکھئے المصنف لابن ابی شیبہ: ۶/۱۱۸)

اس کا یہ معنی نہیں کہ قرآن زیادہ نہ سیکھا جائے، مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات کو سرسری طور پر نہ پڑھو، بلکہ اس کی ہر آیت میں غور کرو، اور اللہ تعالیٰ نے

اس میں جو پیغام دیا ہے اس کو حاصل کرنے کی محنت کرو۔

آیاتِ احکام کی توضیح

قرآن کریم کی آیاتِ احکام کی توضیح اوران کے مطالب کی تفہیم کی طرف بھی آپؓ نے بھرپور توجہ دی تھی۔ اوراس میں آپؓ کو کمال کی مہارت حاصل تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''امام تفسیر قرآن عظیم پس ذروہ سنام ان بردست حضرت فاروق اعظم بظہور آمدہ۔''

حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ نے ازالۃ الخفاء میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ کی قرآن کریم پر کتنی گہری نظر تھی۔

قرآن پاک اور استغناء

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوشش تھی کہ ہر شخص قرآن سے جی لگائے تاکہ اس کی نظر صرف اللہ کی ذات پر ہو، اور وہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے باز رہے۔

شیخ محمد بن عطیہ الحارثی المعروف شیدرخ ابو طالب المکی (۳۸۶ھ) لکھتے ہیں:

ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دروازے پر روزانہ مانگنے کے لئے آجاتا، ایک مرتبہ آپؓ نے فرمایا: کہ تو نے عمر کی طرف ہجرت کی ہے یا اللہ کی طرف؟ جاؤ جاکر قرآن سیکھو وہ تجھے عمر کے دروازے سے مستغنی کردیگا۔ وہ شخص چلا گیا، اور ایک عرصہ تک حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کی اس سے ملاقات نہ ہوئی، تو آپؓ نے اس کے بارے میں معلوم کیا کہ وہ کہاں اور کس حال میں ہے، وہ پھر آپ کے ہاں حاضر ہوا، اور پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ لوگوں سے الگ ہو گیا تھا، اور اس نے اپنے آپ کو عبادت میں مصروف کر دیا تھا، اس نے کہا کہ میں قران میں مشغول ہوا، اس نے مجھے عمر اور آلِ عمر سے مستغنی کر دیا، آپؓ نے پوچھا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے اس میں کیا پایا؟ اس نے عرض کیا میں نے قرآن میں یہ آیت پڑھیں:

﴿وفی السماء رزقکم وماتوعدون﴾

[آسمان میں ہے روزی تمہاری، اور جو تم سے وعدہ کیا گیا۔]

میرا رزق تو آسمان میں ہے، اور میں زمین میں تلاش کر رہا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی یہ بات سن کر رو پڑے اور پھر اسے اکثر اپنے پاس بلاتے اور اس سے باتیں کرتے رہتے تھے۔ (قوت القلوب:۳/۳۲)

اقرأ لکتاب اللہ

حضرت قبیصہ بن جابر (۶۹ھ) کہتے ہیں:

[خدا کی قسم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ نرم دل اور اچھا آدمی میں نے کہیں نہیں دیکھا، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ قرآن کا قاری اور دین کی سمجھ رکھنے والا اور اللہ تعالیٰ کے حدود کو قائم کرنے والا اور لوگوں کے دلوں میں اپنا رعب رکھنے والا میں

نے کسی کونہیں پایا،اور حضرت عثمان سے بڑھ کر کسی کو حیادار نہیں پایا۔]
(اسد الغابۃ:۴/۱۴۷)

خلد اسدی کہتے ہیں کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کا عالم اور دین کی فقہ رکھنے والا آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے شخص تھے،اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے والے تھے،اور دین کے بارے میں سب سے زیادہ سمجھ دار تھے۔(ریاض:۳۲۲،مجمع الزوائد:۹/۶۹)

بوقت تلاوت گریہ کا غلبہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بارہا دیکھا گیا کہ آپؓ جب قرآن پڑھتے تو اکثر و بیشتر رو دیا کرتے تھے،اور یہ حال آپؓ کا کبھی کبھی نماز میں بھی ہو جاتا تھا،عبداللہ بن شداد کہتے ہیں کہ میں نے نماز صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سورۂ یوسف پڑھتے سنا،اور آپؓ دوران تلاوت روتے جاتے تھے،آپ کی آواز پیچھے تک سنی جاتی تھی۔(المصنف لعبد الرزاق:؟؟/؟)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہ بات بیان فرمائی ہے۔

تلاوت قرآن کریم سے تاثر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزاجاً سخت تھے،اور بہت بارعب شخصیت تھے،تاہم جب بھی کسی نے آپؓ کے سامنے قرآن کریم پڑھ دیا تو آپؓ کا مزاج نرم ہو جاتا،اور

آپؓ قرآن کریم کے سامنے روئی سے زیادہ ملائم ہو جاتے تھے۔ آپؓ قرآن کریم کی آیات سے بہت اثر لیتے تھے، حافظ ابن کثیر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی آیت سن کر کبھی غش کھا جاتے تھے۔ اور آپ کو پھر اسی حالت میں اٹھا کر آپ کے گھر لے جایا جاتا تھا۔ اور کئی روز تک لوگ آپ کی عیادت کے لئے آتے تھے اور یہ کسی بیماری کی وجہ سے نہ تھا۔ اللہ کا خوف تھا جس سے آپ اس قدر اثر لیتے تھے۔ (البدایہ: ۷/۱۳۵)

ایک آیت سن کر ایک ماہ بیمار رہنا

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے وقت گشت کے لئے نکلے تو آپؓ کو ایک انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر سے قرآن کی تلاوت کی آواز سنائی دی، آپ وہی رک گئے، وہ سورۂ طور کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب وہ آیت "**ان عذاب ربک لواقع ما له من دافع**" [بے شک تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا، اس کوئی ہٹانے والا نہیں۔] پر پہنچا تو آپ سے رہا نہ گیا۔ رب کعبہ کی قسم یہ سچ ہے کہہ کر آپ سواری سے اتر پڑے اور وہیں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، پھر تھوڑی دیر کے بعد گھر لوٹ آئے اور بیمار پڑ گئے، اور ایک ماہ بیمار رہے، لوگوں کو پتہ چلا تو وہ عیادت کیلئے آتے رہے، مگر انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کیوں بیمار ہوئے۔ (تاریخ عمر: ۱۰۸، لابن جوزی)

تلاوت قرآن کریم سے غصہ کا ختم ہونا

حر بن قیس کہتے ہیں کہ:

و کان وقافا عند کتاب اللّٰہ۔

(بخاری شریف:۲/۶۷۹، ازالة:۲/۷۹)

[حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب اللہ کے سامنے بہت زیادہ ٹھہرنے والے تھے۔]

ایک دن عیینہ بن حصن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں رہنے والے حر بن قیس سے کہا کہ مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملنا ہے، تم اجازت لے لو، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنے کی اجازت مرحمت فرمائی، جب عیینہ آپ کے پاس آیا تو اس نے حضرت عمر کو مخاطب کرتے ہوئے کچھ سخت باتیں کیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات سن کر غصہ میں آ گئے، قریب تھا کہ اس کی پٹائی کردیں، حر بن قیس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جب یہ تیور دیکھے تو فوراً قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ دی۔

خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلين۔

[درگذر کی عادت اپنایئے اور نیک کام کرنے کا حکم دیجئے، اور جاہلوں سے کنارہ کیجئے۔]

حر بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے کہا:

وان هذا من الجاهلين والله ماجاوزها عمر حين تلاها عليه۔ (بخاری شریف:۲/۶۷۹)

[یہ آدمی جاہل ہے۔ (حر کہتے ہیں کہ) خدا کی قسم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جونہی یہ آیت سنی آپ ٹھنڈے ہوگئے۔]

ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلم سے سوال کیا کہ تو نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا: کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو بہت ہی اچھے، مگر جب ان کو غصہ آتا ہے تو پھر کسی میں مجال نہیں کہ ان کے سامنے ٹھہر سکے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ان کا غصہ نرم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر میں اس وقت ان کے سامنے ہوں تو قرآن کریم کی تلاوت شروع کردوں، یہاں تک کہ ان کا غصہ جاتا رہے۔ (طبقات:۳/۲۳۵)

جناب عون کے دادا کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن مجھ پر بہت زیادہ ناراض ہوئے، اور قریب تھا کہ درے سے میری پٹائی ہوجاتی، میں نے اسی وقت کہہ دیا کہ اللہ کو یاد کریں، چنانچہ آپ نے اسی وقت اپنا غصہ ختم کردیا، اور فرمایا: کہ تم نے مجھے ایک بہت بڑی بات یاد کرادی ہے۔ (ایضا)

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم سے بہت محبت والفت تھی، اور آپؓ کے دل میں قرآن کریم کی بہت بڑی عظمت تھی، اور آپؓ چاہتے تھے کہ سب مسلمان قرآن کریم سے اپنا تعلق قائم کریں، اس کی تلاوت کا ذوق وشوق پیدا کریں، قرآن کریم کو غور وتدبر سے پڑھیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا آسان ہوجائے۔

k\Farooq-e-Aazam\t
09.tif not found.

حدیث پاک سے تعلق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو بہت عظمت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، آپ سمجھتے تھے کہ احادیث نبوی وہ قیمتی موتی ہیں جنہیں بڑی احتیاط اور حفاظت کے ساتھ رکھا جانا چاہئے۔ آپ اس کی حفاظت کے بارے میں سب کو خاص خاص ہدایات دیتے اور ان ہدایات پر عمل نہ کرنے والوں کے ساتھ کبھی سختی کا معاملہ بھی فرماتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق اور سچ ہے، اور آپؓ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ بات سن چکے تھے کہ آپؐ نے یہ بات اپنی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بھی کہی تھی۔ آپؓ کو یہ بھی معلوم تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور اقدس میں بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے جن کا مشغلہ ہی حفظ حدیث اور اشاعت حدیث رہا، اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی کتابت بھی کر رکھی ہے، اور امت کے لئے ایک ایسی عظیم الشان خدمت ان کے ہاتھوں صادر ہوئی جو قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے رہبر بنے گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض حضرات کو کثرت روایت سے روکا تھا، لیکن اس کا سبب دو باتیں تھیں:

(۱)...... کہیں لوگوں میں قرآن اور علم قرآن کی طرف دھیان کم ہو جائے اور وہ محض حدیث نبوی میں مصروف ہو کر رہ جائیں۔

(۲)...... کہیں ایسا نہ ہو کہ حدیث نبوی بیان کرتے وقت افراط وتفریط ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنا ہے اس سے کوئی دوسری بات خلط ملط ہو جائے کہ اس پر سخت وعید آئی ہوئی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے تھے کہ لوگ قرآن اور علم قرآن چھوڑ دیں۔ اور محض حدیث پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دیں، اور اپنا سارا وقت صرف اس پر صرف کر دیں۔

حافظ عبد البر مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

''ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کے سامنے روایت حدیث کی ممانعت کی تھی جو قرآن کریم کا کافی علم نہیں رکھتے تھے، اور اندیشہ تھا کہ حدیثوں میں الجھ کر قرآن سے غافل ہو جائیں گے۔ جو تمام علوم کی اصل اور بنیاد ہے۔

تاہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جن لوگوں کے بارے میں علم تھا کہ وہ کثرت سے روایت کرتے ہیں تو آپؓ ان لوگوں سے اس کی پوری تفتیش کرتے تھے، اور جب آپؓ اس پر مطمئن ہو جاتے تو انہیں روایت حدیث کی اجازت دیا کرتے تھے، آپؓ نے ایک موقع پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: کہ

سبحان اللّٰہ سبحان اللّٰہ إنما سمعت شيئا فاحببت

ان اتثبت۔ (جمع الفوائد)

[میں نے ایک بات کہیں سے سنی ہے میں نے چاہا کہ اس بارے میں ثبوت معلوم کرلوں۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیث نبوی کے متعلق موقف بہت واضح ہوگیا کہ آپؓ ان لوگوں کو کثرت روایت سے یا مطلق روایت سے روکتے تھے، جو اس کے اہل نہ تھے۔ اگر وہ کوئی بات کہتے تو آپ اس پر ثبوت مانگتے تھے، لیکن جہاں تک ان حضرات کا تعلق ہے جن کے حفظ و یادداشت اور ان کے تقویٰ میں کوئی کلام نہ تھا، آپؓ نے انہیں کبھی روایت حدیث سے منع نہ کیا۔ آپ کی طرف سے انہیں اجازت حاصل تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپؓ نے روایت حدیث سے اس لئے نہیں روکا تھا کہ یہ آپؓ کے یہاں مطلقاً منع تھا، قرآن کی عظمت اور اس پر توجہ دینے میں کمی نہ ہوجائے، یہ وہ احساس تھا جس نے آپؓ کو شدت سے مجبور کیا کہ آپؓ لوگوں کو روایت حدیث سے نہیں کثرت روایت سے منع کریں۔

(۱)......حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) اس کا ایک سبب یہ تحریر فرماتے ہیں:

"اچھی طرح تلاش وتفتیش سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی دقیق نظر حدیث کے دونوں حصوں میں امتیاز پیدا کرنے پر جمی رہی، یعنی وہ حصہ جو شرائع کی تبلیغ اور انسانی افراد کی تکمیل سے متعلق تھا، اس میں مشغول رکھ کر دوسرے حصے میں زیادہ انہماک سے لوگوں کو روکتے تھے، اسی لئے شمائل نبوی سے متعلق احادیث اور سنن

زوائد پر مشتمل احادیث جن کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات سے تھا، ان کو کم روایت کرتے تھے، چونکہ ان حدیثوں کا شمار ان علوم میں نہیں ہے، جن کا لوگوں کو مکلّف بنایا گیا ہے، اور عام تشریع اور قانون کی حیثیت ان کی نہیں ہے، اس لئے اس کا احتمال تھا کہ اگر زیادہ توجہ ان کی اشاعت میں کی جائے گی تو سنن زوائد اور سنن ہدی آپس میں خلط ملط ہو جائیں گے۔ (ماخوذ از حجیت حدیث:۲۲۱، از مولانا محمد محترم فہیم عثمانی)

(ازالۃ الخفاء:۲/۱۴۱)

(۲)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کثرت روایت سے اس لئے منع کیا تھا کہ کہیں کوئی بات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ایسی منسوب نہ ہو جائے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کہی ہو، کثرت روایت کی صورت میں ایسا ہو جانا مستبعد نہیں۔ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

لولا إنی أكره أن أزيد فی الحديث أو أنتقص منه لحدثتكم به۔ (طبقات: ۳/۲۲۱)

[اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ روایت حدیث میں مجھ سے کوئی کمی بیشی ہو جائے گی تو میں تم سے ضرور حدیث بیان کرتا۔]

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں جو حضرات کثرت روایت میں معروف تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان پر بھی کڑی نظر رہتی تھی، اور انہیں بھی حکم تھا کہ وہ اس معاملے میں کبھی تساہل نہ برتیں۔

ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حدیث بیان کی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر ثبوت طلب کیا، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بطور گواہ پیش کیا، آپؓ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا ایک آدمی تصدیق کے لئے بھیجا۔

ایک مرتبہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے اس پر ثبوت طلب کیا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر محمد بن مسلمہ کی شہادت پیش کی تھی۔ (تذکرۃ الحفاظ: ۱/۳۱)

ماہر فن رجال حضرت امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) اس پر لکھتے ہیں:

''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث قبول کرنے کے معاملہ میں حد درجہ محتاط تھے، نیز آپؓ چاہتے تھے کہ کسی اور صحابی سے سنیں تاکہ مزید تاکید ہوجائے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک آدمی کی بہ نسبت دو ثقہ آدمیوں کی خبر زیادہ قابل اعتماد ہوتی ہے، نیز اس میں حدیث کی زیادہ سے زیادہ سندیں تلاش کرنے کی ترغیب بھی پائی جاتی ہے تاکہ وہ ظن کے درجہ سے ترقی کر جائے اور یقین کے درجہ تک پہنچ جائے۔''

حضرت امام ذہبیؒ اس سے پہلے یہ بھی لکھ آئے ہیں:

''حدیث کی روایت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محدثین کے لئے تحقیق وتثبت کا طریقہ جاری کیا ہے، اگر کبھی آپؓ کو کسی حدیث کی صحت میں تردد ہوتا تو جب تک اطمینان نہ کر لیتے اس

کے قبول کرنے میں توقف فرماتے۔ (تذکرہ: ۳۰/۱۔اردو)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کے بارے میں اطمینان ہو جاتا تو آپؓ اسے روایت حدیث کی اجازت مرحمت فرمادیتے تھے۔

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو روایت حدیث کی اجازت دے دی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری کثرت روایت کی خبر پہنچی تو آپؓ نے مجھے بلایا اور پوچھا کہ کیا تم اس وقت ہمارے ساتھ تھے جب ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں جگہ پر تھے، میں نے کہا: ہاں! میں تھا، اور میں جانتا ہوں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات مجھ سے کیوں پوچھی ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے تم سے یہ کیوں پوچھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا گھر دوزخ میں بنالے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر فرمایا: کہ اچھا جایئے! اور درس حدیث دیجئے۔ (البدایہ: ۸/۱۰۶)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ آپؓ روایت حدیث کے باب میں بہت محتاط تھے، اور دوسروں کو کثرت روایت سے روکتے تھے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اجازت عام دی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ''فحدث'' [حدیث بیان

کیجئے۔] کہنا اس بات کی کھلی دلیل ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ۵۳۷؍حدیثیں مروی ہیں۔جیسا کہ ابن جوزی نے تنقیح میں بیان کیا ہے۔آپ تاریخ عمر میں لکھتے ہیں:

فذکر له بقی بن مخلد خمس مائة حديث وسبعة وثلاثين حديثا۔ (تاريخ عمر:۱۹۸)

امام نوویؒ (۶۷۶ھ) اور علامہ حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

مسند عمر خمس مائة حديث وسبعة وثلاثون حديثا۔ (منهاج السنة: ۷/۵۲۰، تهذيب الاسماء واللغات:۵/۲)

بعض حضرات نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی روایتوں کی تعداد ۵۰۰؍کے قریب بتلائی ہیں۔

حضرت امام سیوطی (۹۱۱ھ) نے طبقات الحفاظ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طبقۂ اولیٰ میں داخل فرمایا ہے۔(دیکھئے ص:۱۳)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپؓ کو مکثرین صحابہ میں شمار کیا ہے۔ (ازالۃ الخفاء:۲/۲۱۴)

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین سو سے زائد روایتیں نقل کی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب اپنے عمال کو مختلف علاقوں میں بھیجتے تو ان کے مقاصد میں سے ایک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سکھانا بھی تھا۔ آپؓ نے کھلے عام حج کے موقع پر فرمایا:

إنما أرسلهم إليكم ليعلموكم دينكم وسنة نبيكم۔

(تاريخ ابن اثير:۸ ۰ ۲)

[میں نے آپ کی طرف ان کو اس لئے بھی بھیجا ہے کہ وہ تمہیں تمہارا دین اور تمہارے نبی کی سنت سکھائیں۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہاں حدیث نبوی اسی طرح لائق حجت واحترام تھی جس طرح قرآن کریم لائق حجت واحترام ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حدیث نبوی سیکھنے کی ہدایت بھی کی ہے۔آپؓ فرماتے ہیں:

تعلموا الفرائض واللحن والسنة كما تعلمون القرآن۔ (ازالة الخفاء: ۲/۱٤۱)

[فرائض اور محاورات کلام اور سنت کو اسی طرح سیکھو جس طرح تم قرآن کریم سیکھتے ہو۔]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں فقہ السنۃ کی کیا اہمیت تھی؟ اسے دیکھئے آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں لکھا:

اما بعد فتفقهوا بالسنة وتفقهوا بالعربية وأعربوا القرآن فانه عربی۔ (المصنف لابن ابی شیبة:٦/١١٧)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ کے گورنر بنے تو آپؓ نے اہل بصرہ سے کہا: اے لوگو! مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تم کو تمہارے رب کی کتاب پڑھاؤں، اور سنت سکھاؤں۔ (خلفائے راشدین:۱۱۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہاں مقدمات کے فیصلے کس طرح ہوتے تھے؟ اسے بھی دیکھئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی شریح کے نام ایک خط میں اس

کا طریقۂ کار یہ لکھا:

اذا اتاك امر فاقض بما فی کتاب اللّٰہ فان اتاك مالیس فی کتاب فاقض بما سن فیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم۔ (الموافقات للشاطبی:٦/٤)

[جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (یعنی قرآن کریم) کی رو سے فیصلہ کرنا، اور اگر وہاں کوئی بات نہ ملے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا۔]

محارب بن دثار سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن دمشق کے قاضی سے پوچھا: کہ آپ! کس طرح فیصلہ کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ذریعہ۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: اگر وہاں نہ ملے تو؟ اس نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت سے کرتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کہ اگر وہاں سے بھی کوئی حکم صراحتًا نہ ملے تو؟ اس نے فرمایا: پھر میں اجتہاد کرتا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ آپ خوب کرتے ہیں۔ (تاریخ عمر:۱۳۹۔لابن الجوزی)

حضرت امام محمد غزالیؒ (۵۰۵ھ) لکھتے ہیں:

[حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کوئی حدیث روایت کی تو روایت کرنے والے کو عمل کرنیوالے کے برابر ثواب ملے گا۔(المرشد الامین:۵۵۔احیاء علوم الدین:۱/۱۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے خط میں بھی حدیث لکھ کر بھیجا کرتے

تھے۔ حضرت ابوعثمان النہدی کہتے ہیں کہ ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان میں مقیم تھے، وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ پہنچا، انہوں نے ہمیں یہ حدیث لکھ کر بھیجی تھی۔

فان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم نهی عن لباس الحریر قال الا هکذا ورفع لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم اصبعیه الوسطی والسبابة اضمها قال زهیر قال عاصم هذا فی الکتاب۔ (مسلم شریف: ۲/۱۹۱)

[حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ریشمی لباس سے منع فرمایا ہے، اور آپ نے اپنی انگلیاں اٹھائی ایک شہادت کی انگلی ایک بیچ کی انگلی اور دونوں انگلیوں کو ملایا۔ عاصم کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس خط میں لکھی ہوئی تھی۔]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنیوالے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کم وبیش پانچ سو کے قریب حدیثیں مروی ہیں، آپؓ سے جن صحابہ نے آگے یہ حدیثیں روایت کی ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ پانچ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فقیہ کامل۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

زاہد کامل۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ،
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ،
حضرت ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن السد ی رضی اللہ عنہ،
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت سفیان بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ،
حضرت فلتان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوامامۃ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ، حضرت بریدہ بن حصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ،
حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت سعید بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت کعب بن عجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت مسعود بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صائب بن یزید رضی اللہ عنہ،
حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ،
حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت معمر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت مسیّب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ،
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا۔

یہ وہ ۴۹ ؍صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت آگے بیان کی، اور تابعین عظام میں عاصم بن عمر، مالک بن اوس، علقمہ بن وقاص، ابوعثمان نہدی، اسلم قیس بن حازم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور دوسرے بہت سے لوگ ہیں۔ (تہذیب الاسماء واللغات: ۲/۵)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی جماعت میں ۴۹ ؍مقدسین نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم سے استفادہ کیا ہے، اور ان علوم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تک پہنچایا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مستفید ہونا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے کمالات پر شاہد عدل ہے۔ (اصحاب بدر: ۷۷)

k\Farooq-e-Aazam\f
10.tif not found.

گیارھواں باب

ibadat.tif not found.

مقام احسان اور کمال فراست۔ زہد اور دنیا سے بے رغبتی
تکبر سے نفرت اور کمال تواضع۔ روحانی تربیت اور اصلاح نفس
عبادت وریاضت۔ جرأت وشجاعت۔ رعب ودبدبہ
حلم اور قوت برداشت۔ رحم دلی

مقام احسان

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو ذمہ داریاں عائد فرمائیں ان میں سے ایک انسانوں کا تزکیہ نفس بھی تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی تعمیل میں جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ظاہر کو صاف کیا، ان کے باطن کو بھی اچھی طرح پاک کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان ہی خوش نصیبوں میں سے ایک تھے۔

آپؓ ﴿أن تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك﴾ کی عملی تصویر تھے۔ آپؓ نے ولایت کی دنیا میں بہت اونچی پرواز کی، اور اس باب میں آپ نے عجیب وغریب مقام پایا، حضرت الاستاد علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عالم تکوین کے بہت اونچا اڑنے والے شاہباز تھے۔ (دیکھئے خلفائے راشدین: ۳۷۶)

آپؓ کا دل اتنا صاف اور پاکیزہ تھا کہ ارادۂ الٰہی آپ کے دل پر اترتا تھا، اور آپ خدا کی بات اس طرح بولتے تھے کہ بسا اوقات پھر خدا وہی بات وحی بنا کر

اتار دیتا تھا، پچھلے دور میں بھی اس شان کے کچھ لوگ ہوئے ہیں، اس امت میں یہ مقام امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نصیب رہا، اور اس کی شہادت خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے، خدا کے پاک فرشتے اسی زبان پر بولتے ہیں، جن کا دل پاک ہوتا ہے اور یہ وہ دل ہوتے ہیں جن میں سوائے معرفت الٰہیہ اور محبت رسول کے اور کچھ نہیں ہوتا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو معیت کی دولت سے ہمیشہ مالا مال رہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام روحانیت باقی تمام صحابہ سے برتر و بالا تھا، اور بعد میں آنے والے سب مشائخ اور اہل دل بزرگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے فیض سے ہی فائدہ پایا ہے۔

شیخ ابونصر سراج طوسی (۳۷۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

''اہل حقائق نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا مقتداء بنایا ہے، اور ان کے خصائص کو اپنایا ہوا ہے۔'' (اللمع فی التصوف:۲۰۱)

نماز میں لشکر کی تیاری

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روحانیت اس شان کی تھی کہ آپؓ نماز میں جب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے اور پورے خشوع کے ساتھ مناجات کرتے ہوتے تو اللہ تعالیٰ آپ پر جہاد کے نقشے کھول دیتا تھا، اور آپ نماز کی حالت میں جو نقشے تیار دیکھتے اللہ تعالیٰ کی نصرت پھر اسی طرح اترتی اور آپؓ کی فوج تیزی سے کامیابی کا سفر کرتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

انی لاجھز جیشی وانا فی الصلوۃ۔ (بخاری:۱/۱۶۳)

[**میں نماز اپنا لشکر ترتیب دیتا ہوں۔**]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس بیان کی تشریح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے سنئے۔ آپ فرماتے ہیں:

''حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دو عالم جھگڑتے ہوئے آئے تھے، ایک تو خطرات آنے کو خشوع کے منافی سمجھتے تھے، اور دوسرے اس کو خشوع کے منافی نہ سمجھتے تھے، اور اس قصہ سے استدلال کرتے تھے، پہلے شیخ کو اس کی حقیقت نہ معلوم ہونے کی وجہ سے کوئی جواب نہ بن پڑا تھا، اس لئے بعض لوگ اس واقعہ سے خشوع کے عدم وجوب کے قائل ہوئے ہیں، کیونکہ ان پر امیر المومنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کی حقیقت واضح نہیں ہوئی۔

حضرت حاجی صاحب نے اس کی حقیقت کو منکشف فرمایا، آپ نے جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز جیش (لشکر کی تیاری) خشوع کے منافی نہیں، کیونکہ وزیر جب بادشاہ کے دربار میں آتا ہے تو اس کا خشوع یہی ہے کہ سرکاری کاغذات کو دیکھے، اور بادشاہ کے سامنے پیش کرے، اس کے احکام دریافت کرے، اور اس کے موافق فرمان شائع کرے، تو ایک تو وہ شخص ہے جو بادشاہ کے دربار میں محض حاضری دینے آتا ہے، اس کا کام یہ ہے کہ بادشاہ کی عظمت وجلال ظاہر کرنے کے لئے دست بستہ ان کے سامنے کھڑا رہے، چنانچہ دربار شاہی میں بہت سے خدمت گار صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے کھڑے رہیں، دوسرا کوئی کام اس کے ذمہ نہیں ہوتا، سو اس کا خشوع تو یہی ہے کہ ہاتھ باندھے سر جھکائے بادشاہ کے سامنے کھڑا

رہے، کسی چیز کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے، اور ایک وزیر ہے جس کا کام یہ ہے کہ سلطنت کا انتظام کرے، اور بادشاہ کے حکم کے موافق فرمان نافذ کرے، اس کا خشوع یہی ہے کہ تمام کاغذات کو دیکھے بھالے، ڈاک کو پڑھے، اس کے جواب کو لکھ کر بادشاہ کو سنائے۔

پس ظاہر میں اگر چہ پہلے شخص کا خشوع بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی نظر بادشاہ کے سوا کسی چیز میں نہیں اور وزیر بظاہر دوسری چیزوں کی طرف متوجہ معلوم ہوتا ہے، وہ دست بستہ بادشاہ کے سامنے یکسو ہو کر نہیں کھڑا ہوتا، مگر کون نہیں جانتا کہ وزیر کا مرتبہ پہلے شخص سے کس قدر بڑھا ہوا ہے، اور اس کی اطاعت اور خشوع یہی ہے کہ دوسرے کاموں میں مشغول ہو جو بادشاہ نے اس کے سپرد کئے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں خلیفۃ اللہ تھے، جن کے سپرد انتظام عام کا کام دیا گیا تھا، ان کا خشوع یہی تھا کہ نماز میں کھڑے ہو کر حق تعالیٰ سے لشکر وغیرہ کی بابت دریافت کریں، اور نماز میں جو بات ان کے دل پر القاء ہو اس کے موافق عمل کریں۔ اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ نماز میں جو کچھ القاء ہوتا ہے وہ اکثر صحیح ہوتا ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز جیش کی وہی مثال ہے جو وزیر کی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر حالت ہوتی ہے، حضرت عمر کو تجہیز جیش میں بھی حضور حق ہی حاصل ہوتا تھا، اسلئے ان کی یہ حالت کسی طرح خشوع کے منافی نہ تھی، بلکہ عین خشوع تھی، بلکہ اس مثال سے واضح ہو گیا کہ دوسروں کے خشوع سے آپ کا خشوع اس حالت میں بڑھا

ہوا تھا۔ غرض معلوم ہو گیا کہ یہ حالت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خشوع کے منافی کسی طرح نہیں ہے۔" (وعظ۔الجلاء للابتلاء:۱۷۴)

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ بیان کتاب التہجد میں نقل کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آپؓ کے ساتھ یہ معاملہ رات کی ان گھڑیوں میں ہوتا تھا جب آپ اکیلے اپنے رب کریم کے حضور ہوتے تھے، اس وقت آپ اپنے پروردگار سے جو مانگتے اور جس طرح طلب کرتے اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتا، اور آپ کی مرادیں پوری کرتا تھا، اور یہ بات اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھی معلوم تھی۔ آپؓ فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب بھی اللہ تعالیٰ کے آگے ہاتھ پھیلائے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی جھولی ضرور بھر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی آپؓ کے ہاتھ خالی نہ لوٹائے۔

مستجاب الدعوات ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان من عباد اللّٰه من لو أقسم على اللّٰه لأبره۔

(بخاری: ۱/۳۷۲)

[اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات پوری کر دیتا ہے۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہی پاک دل لوگوں میں سے تھے کہ آپؓ کے منہ سے جب بھی کوئی بات نکلی اللہ تعالیٰ نے اسے پورا کیا، اور آپؓ نے جب بھی

اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا اللہ تعالیٰ نے آپ ؓ کو ضرور دیا، یہ بات حضرت علی مرتضیٰ کو بھی خوب معلوم تھی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وقد كان عمر دعا بدعوات أجيب فيها۔

(منهاج السنة:۸/۱۵۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعائیں مانگتے تھے۔ ان کی دعائیں قبول کی جاتی تھیں۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مستجاب الدعوات ہونے کے واقعات بے شمار ہیں۔ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبسوط سوانحات اور تذکروں میں موجود ہیں۔ اور اس حقیقت کا کبار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی بخوبی علم تھا۔

<\Farooq-e-Aazam\f 11.tif not found.

کمال فراست

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔(ترمذی:۲/۳۸۴)

یہ وہ مومن ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ بعض اوقات ان سے ان پردوں کو اٹھا دیتے ہیں اور یہ مومن امور خفیہ کو نہ صرف یہ کہ دیکھ لیتے ہیں، بلکہ پھر وہ ان حقائق کو بھی کھول دیتے ہیں اس سے بڑے بڑے عیاروں کی عیاری دھری کی دھری رہ جاتی ہے، اور پھر انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے:

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

[ان کا کہنا اللہ تعالیٰ کا کہنا ہوتا ہے، اگر چہ وہ بات بندہ کے حلق سے نکلتی ہے۔]

فراست کیا ہے؟

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نہایت اونچے درجہ کے مومنین کے دلوں میں ایمان کی

وہ روشنی پیدا کر دیتے ہیں، جو اندر سے جھانک لیتی ہے، اور بسا اوقات گردوپیش کی چھپی باتوں کو سامنے لے آتی ہے، یہ انکشاف امر کلی کے درجہ میں نہیں ہوتا، بطور کرامت اور اصابت ظن کچھ پردے اٹھتے ہیں، اور ان اہل اللہ میں وہ بصیرت اور سمجھ پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اعیان خارجہ کے اندر کی بات کو پالیتے ہیں، یہ مقام فراست ہے، ایک برہان اور بصیرت ہے جو وحی والقاء سے مختلف ہے، فراست میں مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، اوران ایمانی شعاعوں سے گردوپیش میں جھانکتا ہے جو محض توفیق خداوندی سے ملتی ہیں۔''

حضرت علامہ صاحب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:

''کشف میں آمد باہر سے ہوتی ہے، اندر سے صرف پردے اٹھتے ہیں، اور فراست میں پیش رفت اندر سے ہوتی ہے، اور ایمان کی شعاعیں اندر سے جھانکتی ہیں، اور باہر سے پردے اٹھائے جاتے ہیں۔ (خلفائے راشدین:۵۰۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسی اونچے درجہ کے مومنین میں سے تھے، کہنے والا بات کو کتنی ہی ملمع سازی کے دبیز پردوں میں کیوں نہ چھپاتا، آپ کی فراست اور بصیرت اصل حقیقت تک پہنچ جاتی، اور ایمانی شعاعوں کے ذریعہ آپ ہر فریبی کا فریب آشکارا کر دیتے تھے۔ حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک چور پکڑا ہوا آیا، آپؓ نے جرم ثابت ہونے کے بعد قطع ید (ہاتھ کاٹنے کا) حکم دیا، اس نے کہا امیر المومنین میں نے پہلی مرتبہ ہی ایسا کیا ہے، آپؓ نے فرمایا: کہ

تو غلط کہتا ہے، خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کبھی اول گناہ پر نہیں پکڑتے، آخر جو تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بڑا عیار تھا۔"

(وعظ۔اتعاظ بالغیر۔امثال عبرت:۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام فراست پر کھڑے اس کے اندر بھی جھانک رہے تھے۔ یہ علم غیب نہیں ہے، مقام فراست ہے، اوراس کی ایک اپنی حقیقت ہے۔ حضرت عثمان غنی کو یہ مقام بڑے امتیاز سے حاصل تھا، ایک دفعہ ایک زنا کا مرتکب کہیں آپؓ کی مجلس میں آ گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی نشاندہی کئے بغیر فرمایا: کہ کئی لوگ ہماری مجلسوں میں آ بیٹھتے ہیں اور زنا ان کی آنکھوں سے بہہ رہا ہوتا ہے۔(احیاءعلوم الدین:۳/۲۳)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اونٹ تقسیم فرما رہے تھے، اور دو دو آدمیوں کو ایک ایک اونٹ دے رہے تھے، ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! مجھ کو اور سحیم کو ایک اونٹ دیجئے۔ سحیم آدمی کا نام ہوتا تھا، اور مشک کو بھی کہتے ہیں، مگر اس کے یہ معنی مشہور نہیں، تو بظاہر وہ دھوکہ دینا چاہتا تھا کہ مجھ کو ایک پورا اونٹ سالم مل جائے، اور یہ تھا سخت غریب لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا: کہ میں تجھ کو قسم دیتا ہوں سچ بتلا سحیم سے مراد مشک ہے، اس نے عرض کیا: امیر المومنین مشک ہی مراد ہے، فرمایا: کہ تم دھوکہ دینا چاہتے ہو، غرض حضرت عمر کبھی کسی کے دھوکہ میں نہ آئے۔ اہل ارشاد کی یہی شان ہوتی ہے۔"(کنز العمال:۳۶۴۳/۱۲، وعظ۔التوکل:۸۹)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ ایک مجلس میں یہ واقعہ سنا کر فرماتے ہیں:

''بھلا کیا ٹھکانہ ہے فراست اور ہوش مندی کا اس قدر مجمع میں اور ایسی گڑبڑی میں فوراً کیسا پہچان لیا، آپؓ ہر وقت باہوش رہتے تھے۔'' (حسن العزیز:۱/۱۶)

طارق بن شہابؒ فرماتے ہیں:

''ایک شخص تھا جو دوران گفتگو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے جب کوئی خاص بات کہتا تو آپؓ اس کو ٹوک کر فرماتے: اس بات کو یاد رکھنا، پھر وہ باتیں کرنے لگتا اور پھر جب کوئی جھوٹ بات کہتا تو آپؓ اس کو ٹوک کر فرماتے اس بات کو بھی یاد رکھنا، آخر کار اس شخص نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ میری تمام گفتگو میں جہاں جہاں ٹوک کر آپؓ نے بات کو یاد رکھنا فرمایا ہے، بس یہ غلط ہیں، اور مابقیہ پوری باتیں ٹھیک اور سچی تھیں۔''

كل ما حدثتك به حق الا ما امرتني أن أحسبه۔

(منهاج السنن:٦/٦٣، كنزالعمال:١٢/٥٧٥)

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں جھوٹی بات کا پہچاننا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق تھا، ہر جھوٹی بات پہچان لینا یہ آپ رضی اللہ عنہ کا سچا ادراک درحقیقت کشف وفراست تھا، جو خرق عادت ہے۔ (کرامات صحابہ:۲۴)

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: کہ باتوں کے درمیان جھوٹ کو پہچان لینا یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی کام تھا۔

ان کان احد یعرف الکذب اذا حدث به انه کذب فهو عمر بن الخطاب۔ (کنزالعمال:۱۲/۵۷٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے جب بھی سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوکسی کام کے بارے میں یہ کہتے سنا کہ میرا خیال ہے کہ ایسا ہوجائے تو وہ ہمیشہ امر واقع بن جاتا تھا۔

ماسمعت عمر لشئ قط یقول انی لأظنه کذا الا کان کما یظن۔ (بخاری شریف:۱/۵٤٥)

شارح صحیح بخاری شیخ الاسلام حضرت علامہ بدرالدین عینیؒ (۸۵۵ھ) اس پرتحریرفرماتے ہیں:

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپؓ ان لوگوں میں سے تھے جن کے دل پر کوئی چیز القاء کردی جاتی ہے اور پھر وہ اپنی فراست سے اس کا پتہ لگالیتے ہیں۔(عمدۃ القاری:۱۷/٦)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے کہ سامنے سے ایک شخص کا گذر ہوا، آپؓ نے ارشادفرمایا: کہ میرا گمان غلط نکلا یہ تو زمانہ جاہلیت میں نجومی اور فال بتلانے والا تھا، اوراب تک اپنے پرانے دین پر ہے، ذرا اس کومیرے پاس لاؤ، جب وہ حاضر ہوگیا تو سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میرا یہ گمان غلط نکلا ہے کہ اب تک تم اپنے پرانے مذہب پر قائم ہواور زمانہ جاہلیت میں تم نجومی اور فال دیکھنے والے تھے، اس نے کہا: میں نے آج تک تم جیسا مسلمان نہیں دیکھا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو اچھا اب تم مجھے اپنے پورے حالات بتاؤ، اس پر اس نجومی نے کہا ہاں میں ایام جاہلیت میں ان کا کاہن تھا، اور پھر اس نے پوری بات

بتائی۔ (مستدرک: ۳/۹۴، کرامات صحابہ: ۳۳)

حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ

مدعی نبوت اسود عنسی کذاب نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: کہ وہ اسے خدا کا رسول مانے، آپؓ نے انکار کر دیا، اس نے کہا کہ کیا تو محمد کو خدا کا رسول مانتا ہے، آپؓ نے کہا ہاں، اسود عنسی نے ایک بڑی آگ جلائی اور آپؓ کو آگ میں ڈال دیا، مگر آگ نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، چنانچہ اسود کذاب نے آپؓ کو جلاوطن کر دیا، اور آپؓ یمن سے مدینہ منورہ آگئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ یہ وہ آدمی ہیں جس کو اسود نے آگ میں جلانے کی کوشش کی، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ میں جلنے سے محفوظ رکھا، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک ابو مسلم خولانی کو دیکھا بھی نہ تھا، اور نہ وہاں موجود لوگوں میں سے کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتا پہچانتا تھا، اور نہ کسی کو اس واقعہ کی کوئی خبر تھی۔

ولم يكن القوم ولا عمر سمعوا قضيته ولا رأوه۔

پھر آپؓ کھڑے ہوئے اور ابو مسلم خولانی کو گلے لگاتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ جس نے مجھے اس وقت تک موت نہ دی جب تک اس امت میں ایسے آدمی کی زیارت نہ کرادی جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ساتھ (ہونے والے ایک معاملہ میں) مشابہ ہے۔

الحمد لله الذى لم يمتنى حتى أرانى فى امة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم شبها بابراهيم الخليل عليه

السلام۔ (ریاض:۳۲۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب دیکھا کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، اتنے میں ایک عورت کھجوروں کا ایک طبق لائی اور آپؐ کے سامنے رکھ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک میرے منھ میں رکھی، پھر دوسری منھ میں رکھی، اس کے بعد آنکھ کھل گئی، مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق کم نہ ہوا، اور ان کھجوروں کی حلاوت ابھی تک میرے منھ میں تھی، میں وضو کر کے مسجد میں آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز کے بعد اسی طرح محراب سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، میں ابھی اپنا خواب بیان کرنے ہی والا تھا کہ ایک عورت آئی اور اس کے ہاتھ میں کھجوروں کا ایک طبق تھا، وہ مسجد کے دروازے پر کھڑی ہوگئی، اور وہ طبق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھا گیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں سے مجھے ایک دی، پھر دوسری دی اور باقی دوسرے صحابہ میں تقسیم فرمائی۔ میرے دل میں تمنا ہوئی کہ مجھے اور بھی کھانے کو دیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کو تمہیں اس سے زیادہ دیتے میں بھی تمہیں دیتا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے اس سے بہت تعجب ہوا کہ ابھی میں نے کسی سے بھی یہ خواب بیان نہیں کیا تھا، آپؓ کو کیسے معلوم ہوگیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اے علی! مومن ایمان کے

نور سے دیکھ لیتا ہے، میں نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں میں نے رات اسی طرح کا خواب دیکھا ہے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے بھی وہی لذت پائی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملی تھی۔ (المبشر ات:۱۰۸)

ایک عورت کی اپنے شوہر کی شکایت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حالات کی تہہ تک کس طرح پہنچ جاتے تھے اسے دیکھئے الاستاذ عبدالرحمٰن البر بوقی اپنی کتاب دولۃ النساء میں لکھتے ہیں:

''ایک مرتبہ ایک عورت اپنے شوہر کو اس حالت میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائی کہ وہ بہت گندہ تھا، اس کے بال بکھرے پڑے تھے، وہ دھول مٹی میں اٹا ہوا تھا، یعنی وہ صاف ستھرا نہ رہتا تھا، اور اس عورت نے کہا کہ امیر المومنین مجھے اس شوہر سے نجات دلائی جائے، یعنی وہ خلع چاہتی تھی۔

"فنظر عمرؓ فعرف ما کرهت منه"

[حضرت عمر نے جب اس کی طرف دیکھا تو پتہ چل گیا کہ حقیقت کیا ہے، اور وہ کیوں اپنے شوہر سے نفرت کرتی ہے، آپؓ نے وہاں بیٹھے ایک شخص سے کہا کہ اسے لے جاؤ، اچھی طرح غسل کراؤ، اس کے ناخن اور بال کاٹو اور واپس میرے پاس لے کر آؤ، چنانچہ اس نے حسب ارشاد یہ کام کرلیا، اور اسے واپس لے آیا، آپؓ نے اس شخص سے کہا کہ اس خاتون کا ہاتھ تھامو اور چلتے ہوجاؤ، جب اس نے اپنی

بیوی کا ہاتھ تھاما تو بیوی اس کو پہچان نہ پائی اور کہنے لگی سبحان اللہ تم نے امیر المومنین کے سامنے ہوتے ہوئے یہ حرکت وہمت کی کہ ایک غیر عورت کا ہاتھ تھام لیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس عورت کو حقیقت بتائی تب اسے معلوم ہوا کہ وہ کوئی غیر نہیں اس کا شوہر ہے، چنانچہ میاں بیوی دونوں خوش خوش اپنے گھر کو روانہ ہوگئے، اس موقع پر حضرت عمر نے ایک پتہ کی بات ارشاد فرمائی:

هكذا فاصنعوا لهن فو الله انهن ليحببن ان تتزينوا لهن كما تحبون ان يتزين لكم۔ (دولة النساء:؟؟)

[یہ عورتیں بھی تم سے اسی طرح زیب وزینت کی خواہش رکھتی ہیں جس طرح تم ان سے زیب وزینت کی خواہش رکھتے ہو۔]

ایک عورت کا شکوہ

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ طواف کر رہے تھے، آپؓ نے سنا کہ ایک عورت اللہ تعالیٰ سے اس طرح شکوہ کر رہی ہے:

فمنهن من تسقى بعذب مبرد
نقاح فتلكم عند ذلك قرب
ومنهن من تسقى بأخضر آجن
اجاج فلو لا خشية الله فرت

[کچھ خوش نصیب عورتیں ایسی ہیں کہ انہیں پینے کے لئے صاف اور ٹھنڈا میٹھا پانی میسر ہے، ایسی عورتوں کو اپنے ایسے حساس شوہروں

کے ساتھ اطمینان کی زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اور کچھ بدنصیب عورتیں تو ایسی ہیں کہ انہیں ایسا گدلا اور کڑوا پانی پلایا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دامن گیر نہ ہو تو ایسے شوہروں سے دور بھاگ جائیں۔]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی فراست وبصیرت سے سمجھ لیا کہ یہ عورت اللہ تعالیٰ سے اپنے خاوند کی بے حسی لاپروائی اور بدذوقی کی شکایت کر رہی ہے، چنانچہ آپ نے اس کے شوہر کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ انتہائی بدصورت شخص تھا، اور وہ اپنی بیوی کے ان حقوق سے بھی غافل تھا، آپؓ نے اس کو پانچ سو درہم دئے اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ (زنبیل: ۴۹۸، بحوالہ دولۃ النساء)

آثار سے پتہ لگانا

حکیم بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپؓ کو سلام کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تیرے اور اہل نجران کے درمیان کوئی قرابت داری ہے، اس نے کہا نہیں، آپؓ نے فرمایا: کہ ضرور ہے، اس نے پھر کہا: نہیں، آپؓ نے پھر کہا: ضرور ہے۔ آپؓ نے کہا کہ تیرے گفتگو کرنے کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ میری بات درست ہے، اتنے میں وہاں موجود ایک اور شخص نے کہا: یا امیر المومنین! آپ کی بات درست ہے، اس کے اور اہل نجران کے درمیان فلاں فلاں طریقہ سے رشتہ داری ہے، یہ نجران کی ایک عورت سے پیدا ہوا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رہنے دو ہمیں تو آثار سے پتہ چل جاتا ہے۔ (کنز العمال: ۶۵۲/۱۲)

❁❁❁

زہد اور دنیا سے بے رغبتی

خورد ونوش

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے جو کی تین روٹیاں روزانہ مقرر کر رکھی تھیں، جن کو کچی چربی سے کھا لیا کرتے تھے، اور کبھی تو صرف نمک کی ڈلی سے کھاتے تھے، جب اس تنگی کا ضرر اور خشکی کا اثر بڑھ گیا تو پھر آپؓ نے زیتون اور کھجور کا استعمال شروع کیا، اور کبھی کبھی دودھ بھی پی لیتے تھے، آپؓ کو کھانے میں اونٹ کی گردن کا گوشت پسند تھا، جب کبھی میسر آ جاتا آپ کھا لیتے تھے۔ (الموافقہ:۴۴)

ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ اگر آپ اچھا اور عمدہ کھانا کھالیں تو اس سے کیا فرق پڑ جائے گا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے اس نے کہا: کہ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو جس حال میں زندگی گذارتے دیکھا اگر میں اس کے مطابق نہ چلا تو میں ان کو منزل میں نہ پاسکوں گا۔ (البدایہ:۱۳۴/ ۷)

انی ترکت صاحبی علی جادة فأن ادرکت

جادتهما فلم أدركهما فى المنزل۔

وظیفہ میں زیادتی کی درخواست پر ناراضگی

سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپؓ نے اسی وظیفہ پر اکتفا کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر کیا تھا، جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا گذارہ اس پر نہیں ہوتا تو مہاجرین کی ایک جماعت جمع ہوئی جن میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وظیفہ میں زیادتی کے لئے آپؓ سے کہیں تو کیسا ہے؟ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں بھی یہی چاہتا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلیں اور ان سے بات کریں کہ وہ اپنا وظیفہ بڑھالیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ وہ عمر ہیں، اس لئے ہم پہلے آپؓ کے گھر سے تحقیق کرلیں کہ اس بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عندیہ کیا ہے؟ اس بارے میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے معلوم کریں۔ چنانچہ یہ تینوں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہمارا نام لئے بغیر یہ پیغام پہنچائیں، ہاں اگر وہ نام پوچھیں تو بتادیں۔

چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں، اور واقعہ عرض کیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی اس بات سے

ناراض ہوئے اور جواب دینے سے پہلے حضرت حفصہ کو قسم دے کر پوچھا کہ بتاؤ سب سے بہتر وہ کونسا کپڑا تھا جسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیرے گھر میں رکھ چھوڑا تھا؟ وہ کون سا اعلیٰ درجہ کا کھانا تھا جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے گھر میں پایا؟

عرض کیا: وہی جو کی روٹی جس پر ہم جب وہ گرم ہوتی اپنی کپی کا تلا نچوڑ دیتے اور اس کو ہم چکنا مالیدہ بنا لیتے، ہم اس سے کھاتے اور اس سے آپ کو کھلاتے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کونسا بستر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس بچھایا کرتے تھے، جو زیادہ نرم ہوتا؟

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہمارا ایک موٹا کمبل تھا، جس کو ہم گرمیوں میں چوہرا کر لیتے تھے، اور اسی کو نیچے بچھا لیتے تھے، اور جب سردی ہوتی تھی آدھا اسے بچھا لیتے تھے، اور آدھا اوڑھ لیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے حفصہ! ان لوگوں کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک اندازہ مقرر کر گئے تھے، اور آپؐ نے زیادتی کے لئے اس کا موقع محل مقرر کر دیا ہے، اور آخرت ہی پر آپ نے کفایت فرمائی، اور بے شک میں نے ایک اندازہ مقرر کیا ہے، پس خدا کی قسم میں بھی مال زائد کو اس کے موقع محل پر رکھوں گا، اور میں بھی آخرت پر کفایت کروں گا، میری اور میرے دونوں صاحب (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کی مثال ان تین آدمیوں جیسی ہے جو ایک رستے پر چلے، پہلا چلا اور وہ توشہ لے گیا، پس منزل پر پہنچ گیا، اس کے پیچھے دوسرا اس کے رستے پر چلا یہ بھی اس تک پہنچ گیا، پھر تیسرا ان دونوں کے پیچھے چلا، اگر وہ تیسرا ان کے طریقے کو پکڑے رہا اور ان کی زاد

راہ پر راضی رہا تو ان دونوں کے ساتھ مل جائے گا اور انہیں کے ساتھ رہے گا، اور اگر ان دونوں کے طریقے کے خلاف چلا تو وہ پھر ان دونوں کے ساتھ نہیں مل سکتا۔

(کنز العمال: ۴/۴۰۸، ماخوذ از حیات الصحابۃ: ۲/۳۱۲)

ایک مرتبہ آپؓ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپؓ سے عمدہ کھانے کی خواہش کا ذکر کیا، اور کہا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے تو آپؓ اس سے کیوں پرہیز کرتے ہیں؟

آپؓ نے اس کے جواب میں فرمایا:

"کیا تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی بھول گئی ہو، پھر آپؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دور بیان کرنا شروع کیا، اور فقر و فاقہ والی زندگی سنائی تو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا رو پڑیں، پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اے جان پدر! اللہ کی قسم تم نے جو کچھ کہا وہ میں نے سن لیا، مگر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھ سے جس قدر بھی ممکن ہوگا میں ان کی اتباع کروں گا تاکہ میں ان کی آخرت کی راحت والی زندگی میں ان کا شریک بن جاؤں۔

(حلیۃ الاولیاء: ۱/۸۵)

پھر فرمایا: کہ بتاؤ! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی گندم کے آٹے کی روٹی سے پیٹ بھرا۔

یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بستر پر سوئے۔

یا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اچھا لباس پہنا۔

بس میں تو اپنے دونوں ساتھیوں کے نقش قدم پر چلوں گا۔"
(کنزالعمال: ۴/۴۰۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: کہ واللہ میں اگر چاہوں تو اچھا اور نرم لباس پہن سکتا ہوں اور اچھا اور عمدہ کھانا کھا سکتا ہوں سب سے اچھی زندگی بسر کر سکتا ہوں، بخدا میں سینے کا گوشت آگ پر بھنے ہوئے گوشت اور چپاتیوں سے واقف ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی یہ بات سنی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نعمت و آسائش میں پلنے والی قوم کو شرم دلاتے ہوئے فرمایا:

اذهبتم طيباتكم فى حياتكم الدنيا واستمتعتم بها۔
(پ:۲٦، سورة الاحقاف: ۲۰)

[ضائع کئے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور ان کو برت چکے۔]

گوشت خریدنے پر تنبیہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں ایک مرتبہ گوشت خرید کر آ رہا تھا، تو آپؓ نے مجھے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: کہ گوشت ہے، ایک درہم کا خرید کر لایا ہوں، آج گھر والوں کا بڑا جی چاہ رہا تھا، آپؓ نے فرمایا: کہ کیا جس چیز کی خواہش کرتے ہو تو وہ تیار ہونے لگتی ہے، کیا تم لوگوں میں کوئی یہ جذبہ نہیں رکھتا کہ اپنے پیٹ کو تہہ کر لے اپنے ہمسایہ کیلئے۔ یا پھر اپنے بھائی کے لئے، کیا تم یہ آیت بھول گئے۔ (آپ نے پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔) (ازالۃ الخفاء: ۲/۲۴۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر کی یہ بات سن کر میں نے تمنا

کی کہ کاش وہ درہم مجھ سے گر چکا ہوتا یا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ ملا ہوتا۔

حتی تمنیت ان الدرهم سقط منی او لم الق عمر۔

(شعب الایمان:٥/٣٤)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں چاہوں تو میرے سامنے طرح طرح کے چکنے کھانے موجود ہو جائیں، لیکن پھر میں سوچ کر چھوڑ دیتا ہوں کہ ان عمدہ اور اچھی چیزوں کو ہم آخرت کے لئے محفوظ کرلیں۔(حلیۃ: ۱/۸۵)

یہی بات آپؓ نے ایک مرتبہ ایک عراقی وفد سے بھی فرمائی تھی۔(ایضا)

دو سالن

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن آپؓ کی دعوت کی، اور گوشت پکایا، جس میں گھی بھی کسی قدر تھا، کھانا کھانے کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کہ صاحبزادے تم نے ایک سالن کے ساتھ دوسرا سالن بھی جمع کر دیا، یعنی ایک تو گھی اس سے بھی روٹی کھائی جا سکتی ہے، دوسرا گوشت کہ اس سے بھی روٹی کھا سکتے ہیں، اس قدر اسراف اور تکلف کی ضرورت کیا تھی؟

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ میں نے اس میں مقدار معین سے زیادہ صرف نہیں کیا، جس قدر خرچ لے کر گوشت خریدنے نکلا تھا، اسی قدر میں بوجہ معمولی گوشت ہونے کے تھوڑے پیسے کا گوشت لے لیا اور باقی کا گھی لے لیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ یہ بات صحیح ہے، مگر میرے نزدیک مناسب نہیں ہے، اور فرمایا: میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ

جب دو کھانے کی چیزیں آپؓ کے پاس جمع ہو جاتیں تو آپؓ ان میں سے ایک خیرات کر دیا کرتے تھے۔

زیتون پر اکتفا کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط پڑا تو آپؓ نے زیتون کا تیل کھانا شروع کیا، جس سے آپؓ کے پیٹ کو سخت تکلیف ہوتی تھی، آپؓ نے اس وقت اپنے پیٹ پر زور سے انگلی رکھی، اور کہا کہ درد کرے یا نہ کرے اس وقت تو یہی کھانے کو ملے گا، ہاں اگر عام آدمیوں کو کھانے پینے کی اچھی چیزیں میسر آ جائیں گی اور انہیں اطمینان کے ساتھ کھانے کو مل جائے گا تو ہم تمہیں بھی اچھا کھانا کھلائیں گے۔(المجموع: ۱۰/۲۲۸)

ایک مکتوب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں تحریر فرمایا کہ:

”خبردار! جانوروں کی طرح بافراغت اور زیادہ کھانے سے بچے رہنا، اگر تو زیادہ کھائے گا تو تیرے ماتحت والے بھی زیادہ کھائیں گے، اور پھر وہ صرف پیٹ کے ہی ہو رہیں گے، وہ رعایا کی دیکھ بھال سے دلچسپی نہ رکھیں گے، اس صورت میں تمہاری مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس جانور کی سی ہے جس نے زمین کا سبزہ دیکھا اور اس میں یہ سمجھ کر چرنے لگا کہ میں موٹا ہو جاؤں گا، مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کی

ہلاکت اس کے موٹا ہونے میں ہی ہے۔'' (حلیۃ: ۱/۸۶)

ایک ملفوظ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ بھوکا رہنا اس جہنم کی آگ میں جانے سے کہیں بہتر ہے، جہاں ہمیشہ تنہا رہنا پڑے گا وہاں نہ موت ہے نہ اس سے خلاصی ہوگی، وہ ایسی جگہ ہے جہاں راحت وخوشی کا نام نہیں، اور وہاں سے بھاگنے کی بھی کوئی راہ نہیں۔ (الموافقہ: ۴۴)

عمدہ کھانے تیار کرنے پر ارشاد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب ملک شام آنا ہوا تو آپؓ کے لئے ایسا کھانا تیار کیا گیا جو اس سے پہلے آپؓ نے نہ کبھی دیکھا تھا نہ کھایا تھا، آپؓ نے اسے دیکھ کر فرمایا: کہ ہمارے لئے یہ ہے تو ان فقراء مسلمین کے لئے کیا ہوگا جو ہم سے آگے چلے گئے، اور وہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ ان کیلئے تو جنت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ رو پڑے اور فرمایا: اگر ہمارے حصہ میں مال دنیا آیا اور وہ جنت میں پہنچ گئے تو پھر ہم میں اور ان میں ایک بڑا بعد پیدا ہوگیا۔ (ازلۃ الخفاء: ۲/۲۴۷)

اسی طرح کے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر اس بات کی کراہیت نہ ہوتی کہ قیامت کے دن میری نیکیوں میں کمی آ جائیگی تو میں تمہارے اچھے اچھے کھانوں میں تمہارے ساتھ ضرور شریک

ہو جاتا۔(ایضا)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپؓ پورے دن میں دس بارہ لقمے کھاتے تھے۔(تاریخ عمر:۱۶۴)

عمدہ لباس پہننے پر ناراضگی

احنف بن قیس تمیمی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں عراق کی مہم پر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، وہاں جو ساز وسامان ملا اس سے اچھے لباس بنائے، جب ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپؓ نے ہماری طرف دیکھنا پسند نہ کیا، منھ پھیر لیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ بات گراں گذری، چنانچہ ہم آپؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے یہ واقعہ سنایا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امیر المومنین نے تم پر وہ لباس دیکھا کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو استعمال کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، اور نہ آپؐ کے بعد آپؓ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس طرح کے لباس میں دیکھا ہے، اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ سے ناراض ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ ہم لوگ اپنے گھر واپس آئے اور اپنا لباس بدل لیا اور اسی کپڑے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جس میں اپ اکثر ہمیں دیکھا کرتے تھے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر ہمارا استقبال کیا، ایک ایک آدمی کو سلام کیا اور ہم میں سے ایک ایک سے مصافحہ اور معانقہ کیا، اور بڑی محبت سے ملے، پھر مال غنیمت تقسیم کیا، اس میں سے جو اچھی کھجوریں تھیں آپؓ نے انہیں ان مہاجرین وانصار صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھروں میں بھیجنے کی تاکید کی جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے تھے۔

خورد ونوش اور لباس میں تبدیلی کی درخواست پر ناراضگی

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہنے لگے کہ آپؓ کے زہد کو اور ان کے حلیہ کو دیکھو انہوں نے ہم لوگوں کے لئے ہمارے نفسوں کو حقیر کر دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کسریٰ وقیصر کے شہر فتح کرائے مشرق ومغرب کے وفود ان کی خدمت میں آتے ہیں اور ان کا جبہ دیکھتے ہیں کہ جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں، اے صحابہ! کاش کہ تم آپؓ سے درخواست کرتے کہ وہ اپنا لباس کسی نرم کپڑے کا بنالیں، اور اچھا کھانا کھائیں، چنانچہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق طے کیا کہ اس بارے میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تیار کیا جائے، اسلئے کہ وہ تمام لوگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے جرأت سے کام لے سکتے ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے داماد بھی ہیں، یا پھر اس کام کی جرأت انکی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کر سکتی ہیں کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بات مان لیں گے، جب حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی گئی تو انہوں نے معذرت کر دی اور کہا کہ اس بارے میں ازواج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد لو، چنانچہ اس کام کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں بات کریں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنت ورضوان کی جانب اپنا راستہ اختیار کیا، اور

دنیا کا ارادہ نہیں کیا، اور نہ دنیا نے آپ کا ارادہ کیا، اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کیا، اور جھوٹوں کو موت کے گھاٹ اتارا اہل باطل کی دلیلوں کو ناکارہ کیا، انہوں نے انصاف پھیلایا، اور سب میں تقسیم برابر رکھی، اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں ان کے سامنے رہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت اور رضوان کی طرف اٹھالیا، اور انہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اونچے مقام پر ملا دیا، نہ انہوں نے دنیا کا ارادہ کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔

امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں کسریٰ وقیصر کے خزانے اور ان کے شہر فتح کئے اور آپ کے پاس ان کے مال بھیجے، آپ کی اطاعت مشرق ومغرب نے کی، ہم اللہ تعالیٰ سے اور زیادتی کی اور اسلام میں تائید کی امید رکھتے ہیں، عجم وعرب کے وفود آپ کے پاس آتے ہیں، اور آپؓ کے پاس قیام کرتے ہیں، اور آپؓ پر یہ جبہ ہے، جس پر بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں، اگر آپؓ اس جبہ کو نرم کپڑے سے بدل لیں، جس میں آپ مہیب اور بارعب نظر آئیں، اور آپ کی خدمت میں اچھا کھانا صبح شام آجایا کرے، آپ اور اس وقت جو مہاجرین وانصار آپ کے پاس ہوں وہ بھی کھالیں تو کیا حرج ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے اس کے بعد فرمایا:

> **''میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی سے دس یا پانچ دن یا تین دن پیٹ بھرا ہے؟ یا صبح شام کا کھانا ایک دن میسر آیا ہے؟ یہاں**

تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس چلے گئے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھران دونوں سے فرمایا: کہ تم دونوں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج ہو، امہات المومنین ہو، اور تمہارا تمام مومنین پر حق ہے، اور میرے اوپر تو خاص طور سے اور پھر تم دونوں مجھے دنیا کے بارے میں رغبت دلانے آئی ہو، میں جانتا ہوں کہ بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اون کا جبہ پہنا، بسا اوقات آپؐ نے اپنی کھال کو اس کے کھدرے پن سے کھجایا بھی ہے، کیا تم دونوں کو اس کا پتہ نہیں؟

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں ہمیں علم ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں علم ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چادر پر جو ایک تہہ والی ہوتی سویا کرتے تھے؟ اور تمہارے گھر میں تو ٹاٹ کا بستر تھا، جو دن میں بیٹھنے کے اور رات میں سونے کے کام آتا، ہم آپؐ کے پاس جاتے تو چٹائی کے نشان آپؐ کے پہلو پر دیکھتے۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"عمر نہ اچھا کھائے گا نہ نرم کپڑا پہنے گا، اس کے لئے اپنے دونوں ساتھیوں کا اسوۂ عمل کافی ہے، اور سوائے نمک اور روغن زیتون کے کسی دو سالن کو کبھی جمع نہ کرے گا، میں گوشت بھی مہینہ میں ایک بار کھاؤں گا خواہ قوم پسند کرے یا نہ کرے۔"

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح گذر بسر کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ (کنز العمال: ۴/۴۰۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اور موقع پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ

"مجھے خوب معلوم ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرا ناصح اور خیر خواہ ہے، لیکن میں نے اپنے دونوں ساتھیوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک راستہ پر پایا ہے، اگر میں ان دونوں کے راستے کو چھوڑ دوں گا تو میں منزل میں ان کو نہ پاسکوں گا۔ (ایضا: ۴۴۱)

حضرت مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ دیکھ کر ورع حاصل کرتے تھے۔ (طبقات: ۳/۲۲۰)

قیمتی موتی کا ہدیہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد اور خدا خوفی کا یہ عالم تھا کہ ہرقل نے جب عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ آپؓ کے لئے ایک نہایت قیمتی موتی بھیجا تو آپؓ نے پہلے مدینہ منورہ کے تاجروں کو بلا کر اس کی قیمت معلوم کی کوئی بھی اس کی قیمت نہ بتا سکا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپؓ سے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو یہ عنایت کیا ہے تو اسے رکھ لیں، اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے، تو آپؓ نے

سب لوگوں کو مسجد میں بلایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھ گئے اور فرمایا:

کہ ہرقل نے میرے لئے بطور ہدیہ ایک نہایت قیمتی موتی بھیجا ہے، اور مسلمان کہتے ہیں کہ یہ میرے لئے حلال ہے، تم کیا کہتے ہو، سب نے کہا: اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ اگرچہ تم نے اسے میرے لئے جائز قرار دیا ہے، مگر جو لوگ کسی دوسری جگہ گئے ہوئے ہیں ان سب سے میں کس طرح اس کی اجازت لوں گا؟

والله لا طاقة لعمر بمطالبتهم يوم القيامة ثم باعه وجعل ثمنه فى بيت المال۔ (فتوح الشام:۲/۹)

[بخدا عمر میں اتنی طاقت نہیں ہے جو قیامت میں ان کے مطالبے کا جواب دے گا، اس کے بعد اس کو فروخت کر دیا، اور اس کی قیمت بیت المال میں جمع کرادی۔]

خوشبو تولنے میں اہلیہ کو تنبیہ

عطارہ کہتی ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی خوشبو فروخت کرنے کے لئے اپنی اہلیہ کو کبھی دیا کرتے تھے، اور وہ اسے فروخت کر دیتی، ایک مرتبہ فروخت کرتے ہوئے وزن تولا تو کم زیادہ کرنے کے دوران ان کی انگلیوں میں کچھ خوشبو لگ گئی تو اسے اپنی اوڑھنی کے ساتھ پونچھ لیا، اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آ گئے، اور یہ دیکھا تو فوراً روک دیا، اور فرمایا: یہ نفع لیا جا رہا ہے؟ جب اہلیہ نے ساری بات بتائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانوں کی خوشبو لیتی ہے، پھر

اپنے کپڑوں پر لگا لیتی ہے، یہ درست نہیں ہے، پھر آپؓ نے اہلیہ سے وہ اوڑھنی لی اور پانی کا ایک گھڑا منگوایا اور اوڑھنی کو پانی میں ڈالا اور پھر نکال کر مٹی پر اسے رگڑنے لگے، اس طرح مل مل کر پانی میں ڈالتے پھر مٹی میں رگڑتے، کئی بار آپؓ نے ایسا کیا، تا آنکہ اوڑھنی میں سے اس کی خوشبو جاتی رہی۔ (قوت القلوب: ۴/۶۷۲)

بیٹے کے بال منڈوا دیئے

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ملک شام سے بیت المال کا تیل آیا جو بڑے بڑے برتنوں میں تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اسے تقسیم کرنا شروع کیا تو ان کا ایک بیٹا بھی وہاں موجود تھا، جب ایک برتن فارغ ہوا تو بیٹے نے اسے صاف کر کے ہاتھوں میں لگا ہوا تیل اپنے بالوں پر مل دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا: تیرے بال مسلمانوں کے تیل کے بہت شوقین معلوم ہوتے ہیں، یہ کہہ کر اسے حجام کے پاس لے گئے اور اس کے سارے بال منڈوا دئے، اور فرمایا: کہ اس کی بہ نسبت یہ اچھا ہے۔ (تنبیہ الغافلین: ۴۹۹)

ہدیہ کا موتی فروخت کر دیا

ایک مرتبہ رومی بادشاہ کا ایک قاصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، جب وہ جانے لگا تو آپؓ کی اہلیہ نے ایک دینار لے کر اس کا عطر خریدا اور اسے ایک شیشی میں ڈال کر رومی بادشاہ کی بیوی کے لئے بطور تحفہ بھیجا، جب وہ قاصد دوبارہ آیا تو بادشاہ کی اہلیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے لئے کچھ قیمتی موتی اس میں ڈال کر بھیجے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ جب ان کو ایک کپڑے پر ڈال کر دیکھنے میں

مصروف تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے، آپؓ کی اہلیہ نے واقعہ عرض کر دیا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ سب موتی فروخت کر دیئے اور اپنی بیوی کو ایک دینار دے کر باقی رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادی۔

فاخذ عمر الجواهر فباعه ودفع الى امرته دينارا وجعل ما بقى من ذلك فى بيت المسلمين۔ (كنزالعمال:١٢/٦٦٥)

تلوار کا جڑاؤ

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ایک تلوار دی، اس پر چاندی یا سونا چڑھا ہوا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کا زیور (یعنی وہ چاندی یا سونا) اتار لیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے اور عرض کیا: کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ میں اس لئے لایا ہوں کہ آپؓ کے پاس بہت سے ضرورت مند لوگ آتے رہتے ہیں، آپؓ ان کی ضروریات اس سے پوری کرلیں۔ (یعنی ان کو فروخت کر کے حاجت مندوں میں تقسیم فرمادیں۔) (لغات الحدیث:۲/۶۱، کتاب:ع)

شادی کا فیصلہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادیوں کے پیچھے بھی کوئی خواہش نہیں ہوتی تھی، آپؓ نے حضرت علی مرتضیٰ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح صرف اس لئے کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صہری رشتہ قائم ہوجائے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؓ کی شادیوں کا

مقصد صرف طلب اولاد ہوتا تھا، شہوت وخواہش کا پورا کرنا پیش نظر نہ تھا۔

کان أبی لا یتزوج النساء لشھوۃ الا لطلب الاولاد۔

(تاریخ عمر:۱۵۸)

سفرِ حج میں معمول

آپؓ شاہانہ زندگی سے بہت دور اور اس طرح کے طور وطریقوں سے نفور تھے۔ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپؓ کے ساتھ سفر حج میں تھا، میں نے دیکھا کہ راستہ میں جہاں پڑاؤ ہوتا آپؓ کوئی خیمہ وغیرہ نہ لگاتے تھے، ایک درخت کے ساتھ چادر وغیرہ باندھ دیتے اور اس کے نیچے ایک عام شخص کی طرح آرام کر لیتے تھے۔ (تاریخ عمر:۱۶۳)

بیت المال کا وظیفہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے اپنا وظیفہ سب سے کم مقرر کیا، جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت کے لئے کسی طرح بھی کافی نہ ہوتا تھا، بیت المال سے قرض لینے کی نوبت بھی آ جاتی تھی، آپؓ کے زیادہ مصارف مہمانوں کی وجہ سے ہوتے تھے، جو درحقیقت سرکاری مہمان ہوتے تھے، مگر آپؓ ان کے اخراجات بیت المال سے نہیں لیتے تھے۔

لباس کی سادگی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ چاہتے تو اچھے سے اچھا اور نرم کپڑا پہن لیتے، اور شاہانہ زندگی گذارتے، مال غنیمت میں کپڑوں کے تھان کے تھان آتے تھے، مگر

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے اپنے لئے کوئی پسند نہیں کیا، آپ کے بدن پر ایک چادر اور وہی پرانے کپڑے ہوتے جو کئی جگہ سے اکھڑے ہوتے، اور ان میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زیادہ کپڑے تو کجا دوسرا کپڑا بھی نہ تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے پہن لیتے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس حال میں خطبہ دیا کہ آپ کے بدن پر جو چادر تھی اس میں بارہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (حلیۃ: ۸۹/ ۱، صفوۃ الصفۃ: ۱/۱۴۷)

سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ازار میں رمادہ کے زمانہ میں سولہ پیوند لگے دیکھے تھے، اور چادر پر پانچ پیوند تھے۔ (طبقات: ۳/۲۴۷)

جناب قعنبی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے عہد خلافت میں اس حال میں دیکھا کہ ان کی قمیص کے دونوں کندھوں کے درمیانی جگہ کو تین پیوند کے ٹکڑوں سے اونچا کیا ہوا تھا، جو ایک دوسرے کی تہہ پر بنے ہوئے تھے۔ (شعب الایمان: ۱۴۶/ ۵، اسد الغابۃ: ۴/۱۴۹)

ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لباس میں سترہ پیوند لگے دیکھے تھے۔

کبھی کبھی تو آپؓ کے پاس دوسرا جوڑا بھی نہ ہوتا تھا، اور اس ایک جوڑے کے سوکھنے کا انتظار کرتے اور پھر پہن کر باہر آتے تھے۔ (تاریخ عمر: ۱۶۰)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ایک نہایت ہی قیمتی پیراہن دیکھا تو اسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لائے اور عرض کیا کہ حضور! اسے

خرید لیں اور جمعہ کے دن یا اس وقت جب کوئی وفد آئے۔ آپ اسے پہن لیا کریں۔
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کپڑے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: کہ اس قسم کے کپڑے وہ لوگ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوتا، ایک عرصہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کئی ایسے کپڑے آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضور! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے یہ کپڑا بھیجا ہے، اور میں نے آپؐ سے پہلے یہ بات سنی ہے، آپؐ! فرمایئے کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اے عمر! تم اسے فروخت کردو، اور اپنی کسی ضرورت کی اس سے تکمیل کرلو، چنانچہ آپؓ نے ارشاد کی تعمیل فرمائی۔ (الادب المفرد: ۱۲۸)

بیت المال کا وظیفہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال پر کبھی زیادہ بوجھ نہیں ڈالا، اور نہ کبھی کہا کہ میں چونکہ تمہارا امیر ہوں اس لئے ہر چیز اب میرے لئے حلال ہوگئی ہے۔
ایک مرتبہ آپؓ نے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بتاؤ تمہارے خیال میں میرے لئے اللہ تعالیٰ کا مال کس حد تک حلال ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین! آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپؓ نے پھر پوچھا، انہوں نے پھر وہی جواب دیا، تو پھر آپؓ نے فرمایا: کہ میں اس میں سے صرف یہ حلال سمجھتا ہوں کہ حج وعمرہ کے لئے ایک سواری سردی گرمی کا لباس اور پیٹ بھرنے کے لئے بقدر اہل خانہ کی روزی اور وہ

حصہ جو مسلمانوں کو ملتا ہے، کیونکہ میں بھی مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔

معمر کہتے ہیں کہ جب آپؓ حج کے لئے جاتے تو آپؓ کے پاس صرف ایک اونٹ ہوتا تھا۔ (المصنف لعبد الرزاق: ۱۱/۱۰۵)

پیش نظر رہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال سے جو بقدر روزی اہل خانہ کے لئے لیتے تھے وہ صرف روٹی سالن پر مشتمل ہوتا تھا، اس میں پھل فروٹ نہیں ہوتے تھے، اگر آپؓ پھل کھانا چاہتے تو اپنے پیسے سے خرید کر منگواتے تھے۔ امام بیہقی نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اپؓ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا کھانا بیت المال سے لیتے اور پھل اپنی جیب سے خریدا کرتے تھے، آپؓ نے مسلمانوں کے مال کو کبھی اپنی ذات کے لئے استعمال نہیں کیا۔

چراغ گل کر دینا

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ان سے ملنے کو آئے، حضرت نے ان کو اندر بلایا، اور ان کے آتے ہی چراغ گل کر دیا، اور ارشاد فرمایا: کہ اس میں بیت المال کا تیل ہے اور میں اس وقت بیت المال ہی کا کام کر رہا تھا، اب چونکہ ہم اور آپ باتیں کریں گے اور یہ کام بیت المال کا نہیں ہے، اس لئے تیل سے بات چیت میں انتفاع نہیں کر سکتے۔''

(پسندیدہ واقعات: ۱۲۳)

❁❁❁

تکبر سے نفرت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تکبر اور غرور سے کوسوں دور تھے، اور جب کبھی اس کا شبہ بھی گذرتا تو آپؓ فوراً اس کا علاج کر دیا کرتے تھے۔ فتح بیت المقدس کے موقع پر جب آپؓ کو ایک عمدہ نسل کا گھوڑا سواری کے لئے دیا گیا، اور وہ اپنی مستانہ چال چلنے لگا تو آپؓ فوراً اس پر سے نیچے اتر آئے، اور کہا کہ یہ غرور کی چال تم نے کب سے سیکھ لی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ عمر کے دل پر اس کا اثر آئے اور وہ برباد ہو جائے، آپ رضی اللہ عنہ فوراً گھوڑے سے نیچے اتر پڑے، اور اونٹ پر سوار ہو کر چل دئے۔

بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: امیر المومنین! اس وقت آپ دشمن کے ملک میں ہیں، اور وہ لوگ آپ کو دیکھیں گے اس لئے مناسب ہے کہ اپنی یہ پرانی قمیص اتار کر دوسری عمدہ قمیص پہن لیں، اور گھوڑے پر سوار ہو جائیں تا کہ ان کی نظر میں آپؓ کی عزت بڑھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اسلام سے عزت دی ہے، ہماری عزت قیمتی لباس سے نہیں بلکہ خدا کی اطاعت سے ہے، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اصرار پر ان کا دل خوش کرنے کے لئے درخواست

منظور فرمالی۔

چنانچہ ایک عمدہ قمیص لائی گئی۔ جس کو پہن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے، دو چار قدم چلے تھے کہ فوراً گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا: کہ میرے دوستو! تم نے تو اپنے بھائی عمر کو ہلاک ہی کرنا چاہا تھا، واللہ میں دیکھتا ہوں کہ اس لباس اور اس سواری سے میرا دل بگڑنے لگا، تم میری وہی پیوند لگی قمیص لے آؤ، میں اسی لباس میں اونٹ پر سوار ہوکر جاؤں گا۔ (وعظ۔ مطاہر الاموال:۳۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار شوکت کے جواب میں فرمایا: کہ ﴿**نحن قوم اعزنا الله بالاسلام**﴾ ہم وہ قوم ہیں کہ اسلام سے ہی ہماری عزت ہے۔ (وعظ۔ تطہیر رمضان:۳۲)

ایک مرتبہ آپؓ گرمی کے دنوں میں کسی جگہ لیٹے ہوئے تھے کہ وہاں سے ایک لڑکا اپنے گدھے پر سوار ہوکر گذرا، آپؓ نے فرمایا: کہ بچے مجھے بھی ساتھ لے چل۔ وہ اتر پڑا اور آپؓ سے کہا کہ آپ! اوپر چڑھ جائیں، آپؓ نے فرمایا: کہ نہیں تو بیٹھ میں تیرے پیچھے بیٹھ جاؤں گا، چنانچہ آپؓ اسی طرح اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے اور لوگ آپؓ کو دیکھ رہے تھے۔ (تاریخ عمر:۱۸۱، لابن جوزی)

خودرائی کی اصلاح

آپؓ کو شاہانہ طرز سے سخت نفرت تھی، آپؓ ہرگز پسند نہ کرتے تھے کہ کوئی شخص شاہانہ رنگ ڈھنگ اپنائے، آپؓ اس قدر عالی شان رکھنے کے باوجود کس قدر متواضع تھے اسے دیکھئے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام کے علاقے میں آئے تو وہاں ایک ایسے

راستے پر گذرنا ہوا، جہاں پانی تھا، اور اس میں پیدل اور سوار دونوں گذر سکتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ سے نیچے اتر پڑے، اور اپنے موزے پاؤں سے نکال کر ہاتھ میں لے لئے اور پانی میں پیدل چلنے لگے، اور دوسرے ہاتھ سے اونٹ کی نکیل تھام لی، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا تو آپؓ سے کہا کہ آپؓ نے یہ کیا کر دیا؟ یہاں دوسرے لوگ موجود ہیں، وہ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے کہ مسلمانوں کا امیر اس طرح کا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ایک ہاتھ مارا اور کہا کہ کاش کہ تو مجھے یہ بات نہ کہتا پھر فرمایا:

> **[اے ابوعبیدہ! تم لوگ سب سے زیادہ حقیر تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے رسول کی اطاعت کے صدقے یہ شرف اور عزت عطا فرمائی ہے، اب تم لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کہیں اور عزت تلاش کرو گے، تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کر دیں گے۔] (یعنی مسلمانوں کی عزت کا راز اطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔)**
>
> **(ریاض: ۱/۳۸۰)**

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل وانصاف اور کافروں کے خلاف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی غیرت کا حوالہ دیتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ آپؓ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر شخصیت ہیں، وہاں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے سب کے سامنے ان لوگوں سے کہا کہ تم غلط بیان کر رہے ہو، ہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر شخصیت کو دیکھا ہے۔ انہوں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا: کہ

صدق عوف و كذبتم لقد كان ابوبكر رضى الله عنه اطيب من ريح المسك وانا اضل من بعير اهلى وانما اراد ان ابابكر أسلم قبله وهو فى الكفر۔ (تاريخ عمر:١٧٢)

[حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا، اور تم لوگوں نے غلط کہا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ شخصیت تھے، جبکہ ان دنوں میں غلط راستہ پر تھا۔ اس میں آپ یہ کہنا چاہتے تھے کہ میں تو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوا تھا، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ شرف اسلام سے مالا مال ہو چکے تھے۔]

Work\Farooq-e-Aazam\fool 12.tif not found.

کمالِ تواضع

تواضع کا یہ حال تھا کہ اس کا اندازہ کرنے سے انسانی عقل عاجز ہے، عرب وعجم کا بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا فرمانروا اور اس میں اس قدر تواضع۔ خلیفہ ہونے کے بعد جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر بیٹھے تو منبر کے اس زینے پر بیٹھے جس پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں رکھتے تھے، لوگوں نے کہا: اوپر بیٹھئے، تو ارشاد فرمایا: کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ مجھے اس مقام پر جگہ مل جائے جہاں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں رہتے ہوں۔ (سیرت خلفاء راشدین: ۸۳)

حافظ ابونعیم اصفہانی (۴۳۰ھ) لکھتے ہیں:

> ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ عاجزی ومسکنت کے ساتھ قوت اور عزت کے مالک مولی کو تلاش کرتے تھے، اواس کی اطاعت شعاری میں ہر طرح کی آسودہ حالی اور نفرت وکراہت کو پس پشت ڈال دیتے تھے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۱/۵۰)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

آپؓ اللہ کے حضور بہت متواضع تھے، تنگ گذران سخت خوراک اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں سخت گیر تھے، آپؓ عظیم دبدبہ کے باوجود کپڑے کو چمڑے کا پیوند لگاتے تھے، اور مشکیزے کو اپنے کندھے پر اٹھاتے اور برہنہ پشت گدھے اور چھال سے نکیل دیئے اونٹ پر سوار ہوتے تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کم ہنستے تھے اور بہت کم مزاح کرتے تھے، آپؓ کی انگوٹھی کا نقش "کفی بالموت واعظا یا عمر" تھا۔(البدایہ:۱۳۴/۷)

خود بینی اور خود رائی سے نفرت

خدا کے سامنے بڑائی کا اظہار خود بینی ہے، اور یہ ایک ایسا مرض ہے جس سے انسان کی روحانیت تباہ و برباد ہو کر رہ جاتی ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس جلالت شان کے باوجود کبھی خود بینی کا شکار نہ ہوئے، آپؓ کا ہر قدم اور ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسلام کی حمایت کے لئے اٹھتا تھا، آپؓ امیر المومنین تھے، لیکن عام مسلمانوں کی طرح رہنا ہمیشہ سے آپؓ کا شیوہ رہا۔ آپؓ نے کبھی ایسا طرز نہ اپنایا جس میں آپ دوسروں سے ممتاز نظر آئیں۔

\Farooq-e-Aazam\
13.tif not
found.

اصلاح نفس اور روحانی تربیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے جسمانی اور روحانی خلیفہ تھے۔
آپؓ جس طرح ان کے ظاہری اخلاق واطوار کی پابندی، احکام شرع کی نگہداشت کرتے تھے، اسی طرح یہ بھی چاہتے تھے کہ ان کے باطنی اوصاف وکمالات میں جن پر حقیقت میں اسلام کا مدار ہے نقصان نہ آئے، وہ دنیا میں پڑ کر اپنے برتر اخلاق وکمالات کو کھو نہ بیٹھیں۔ اس لئے آپؓ مسلمانوں کو برابر ایسی ہدایت دیتے تھے جن سے ان کے حقیقی کمالات اسلام میں کمی نہ آئے، اور بجائے اخلاق فاضلہ کے اوصاف رذیلہ متمکن نہ ہو جائیں اور آپؓ خود بھی اپنے نفس کے ساتھ وہی معاملہ فرماتے تھے، آپؓ اگر ایک طرف جلیل القدر صحابہ کی خدمت میں ہزاروں اشرفیاں بھیج کر اس بات کو آزماتے کہ کہیں دنیا کی محبت تو ان کے قلب میں جاگزیں نہیں ہوگئی، اسی طرح ذرا ذرا سی بات پر اپنے نفس سے بھی مطالبہ فرماتے تھے اور ہر خطرہ اور اندیشہ کے وقت اپنے نفس کا علاج فرماتے تھے۔

ایک دفعہ قبائل عرب کے وفود اپنے معاملات پیش کرنے بارگاہ خلافت میں

حاضر ہوئے، تمام معاملات کو طے کرنے کے بعد دربار برخاست ہوا، تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کندھے پر مشکیزہ اٹھا کر ایک غریب مسلمان کے یہاں پانی بھرنے کے لئے چلے گئے، کسی نے خصوصیت سے اس کا سبب دریافت کیا کہ آپ بہ نفس نفیس خود کیوں تشریف لے گئے، اگر اس کے یہاں پانی کی ضرورت تھی تو کسی خادم کو حکم فرما سکتے تھے۔ آپؓ نے فرمایا: کہ وفود کے آنے سے جو ایک قسم کی بڑائی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اس کے معالجہ اور نفس کی اصلاح کے واسطے ایسا کیا۔

ان نفسی اعجبتنی فاردت ان اذلها۔ (البدایه:۷/۱۳۵، ریاض: ۱/۳۸۰۔ وعظ۔ اوج قنوج: ۱۰۰، وعظ۔ شب مبارك:۲۹)

مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں میرے نفس میں عجب نہ پیدا ہو جائے تو نفس کے علاج کیلئے پانی بھر کر پلا رہا ہوں۔ نفس مجھ پر ظلم کرتا ہے میں نے اس کی یہ سزا تجویز کی تا کہ اترانے نہ پائے۔ (احکام المال:۱۳)

ایک مرتبہ کسی نے آپؓ کی تعریف کرنی شروع کی تو آپؓ نے فرمایا: تو مجھے بھی ہلاک کرے گا اور خود بھی ہلاک ہوگا۔ (تاریخ عمر: ۱۷۷)

فخر العلماء حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ تھی حقیقی سیاست اور تہذیب جس سے فقط معاملات باہمی ہی کی اصلاح مقصود نہ تھی، بلکہ اصل مقصود اخلاق و ملکات کی تہذیب تھی، جن کی اصلاح پر کل معاملات کی درستی موقوف ہے، اور جن کے فاسد ہو جانے پر کل حالات بدلتے اور معاملات بگڑتے جاتے ہیں، سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود اپنے نفس کے ساتھ یہ معاملہ فرما کر رعایا کی

اصلاح کی فکر فرماتے تھے، اور یہی وہ گُر تھا جس سے اسلام نے دلوں پر قبضہ کیا۔'' (اشاعت اسلام:۲۸۴)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ امیر المومنین آپؓ کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا: اچھا نہیں ہوں، لوگوں نے کہا: آپؓ شکایت کرتے ہیں، آپؓ نے فرمایا: کہ کیا میں اپنے رب کے سامنے قوت اور پہلوانی ظاہر کروں؟ (وعظ۔الشکر: ۲۰، از حضرت تھانویؒ)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی تادیب

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ کچھ لوگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں، (جس طرح آج کل بہت سے پیر صاحبان اپنے مریدوں کو ساتھ لئے ہوئے چلتے ہیں) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں درہ تھا، آپؓ نے اس سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مارا اور فرمایا: کہ یہ کیا طریقہ ہے؟ یہ چیز پیچھے چلنے والوں کے لئے باعث ذلت اور آگے چلنے والے کے لئے فتنہ کا سبب ہوسکتی ہے۔

هذا ذلة للتابع وفتنة للمتبوع۔ (منهاج السنة:٦/٢٥٦)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں، اوران کا بہت اونچا مقام ومرتبہ بھی ہے، لیکن اس سب کے باوجود آپؓ نے انہیں سخت تنبیہ فرمائی کہ اس طرح کا انداز کسی کو بھی فتنہ میں مبتلا کرسکتا ہے، اوراس کے دل میں اپنی ذات کی بڑائی کا تصور سما سکتا ہے اور یہ بات اللہ جل شانہ کو پسند نہیں ہے۔

عمدہ لباس پہننے پر بیٹے کو تادیب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اگر کبھی اپنے بچوں کے بارے میں یہ بات محسوس فرماتے تو آپؓ ان پر بھی سختی سے کام لیتے تھے، کیونکہ آپؓ جانتے تھے کہ یہ ایک ایسی خطرناک بیماری ہے جس سے ایمان تباہ و برباد ہو جاتا ہے، ایک مرتبہ آپؓ نے اپنے ایک بیٹے کو دیکھا کہ اس نے عمدہ لباس پہنا ہوا ہے، اور سجا ہوا ہے، تو آپؓ نے اس کو کوڑے سے مارا وہ رو پڑا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ اس نے کونسا ایسا جرم کیا تھا جس پر آپؓ نے اسے مارا۔ آپؓ نے فرمایا: میں نے محسوس کیا کہ اس میں خود پسندی آ گئی ہے، اس لئے میں نے مناسب جانا کہ اس کے نفس کو اس کی نظروں میں حقیر کروں۔

رأيته قد أؤعجبته نفسه فأحببت أن أصغرها اليه۔

(المصنف لعبدالرزاق:٤١٦/١٠)

وعظ کہنے کی ممانعت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کوئی اس بات کی اجازت چاہتا کہ وہ وعظ و تبلیغ کرے تو دیکھتے کہ اس کو اس سے کبر و عجب پیدا ہوگا تو آپؓ اسے منع کر دیتے، آپؓ نے ایک شخص کو جب اس بات سے روک دیا تو اس نے کہا امیر المومنین! آپؓ نصیحت کرنے کو منع کرتے ہیں؟ فرمایا: میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں غرور تیرے دماغ کو آسمان پر نہ پہنچا دے۔ (کیمیائے سعادت: ۵۵۹،۳۳۵)

تکلف سے نفرت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی تکلف کے قائل نہ تھے، اگر کوئی بات معلوم نہ ہوتی تو بتا دیتے، اور جس کا علم نہ ہوتا فرماتے کہ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، ایک مرتبہ آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیتیں پڑھیں:

فانبتنا فیھا حبا وعنبا ...... وفاکھۃ وابا۔

یہ آیت پڑھ کر فرمایا: کہ ہمیں ان سب الفاظ کے معانی معلوم ہیں، مگر 'ابّـــا' کے کیا معنی ہیں؟ اس کا علم نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اس وقت عصا تھا، آپؓ اپنا عصا زمین پر مارتے جاتے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم یہ تکلف ہے، پس اے لوگو! جو تمہیں معلوم ہو اس پر عمل کرو، اور جو معلوم نہیں اس کا علم خدا کے حوالہ کر دو۔
(المصنف لابن ابی شیبۃ: ۶/۱۳۶، عوارف المعارف: ۴۱۵، ریاض: ۱/۳۷۹)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 14.tif not found.

عبادت وریاضت

عبادات میں سب سے بہترین عبادت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری یعنی نماز ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نماز کی بڑی رغبت تھی، اور یہ آپؓ کی روحانی غذا تھی، آپؓ فرائض ونوافل کے سخت پابند تھے، اور دوسروں کو بھی اس کی نصیحت اور تاکید فرماتے تھے، نماز کی فکر اور اس کے دھیان کا یہ حال تھا کہ جب آپؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور آپؓ زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تو ہوش آتے ہی سب سے پہلے نماز کی فکر کی اور اسی حالت میں نماز ادا کی۔

شارح نہج البلاغۃ ابن ابی حدید معتزلی مسور بن مخرمہ سے نقل کرتا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے تو کہنے والے نے کہا: کہ تم لوگ انہیں سوائے نماز کے اور کسی چیز سے ہوش میں نہیں لا سکتے، بشرطیکہ آپؓ زندہ ہوں، پھر جیسے ہی لوگوں نے ''الصلوٰۃ یا امیر المومنین'' کہا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آ گئے اور نماز ادا کی، اور اس کے بعد فرمایا:

واللّٰہ لا أترکھا لا حظ فی الاسلام لمن ترك الصلوۃ۔

(شرح نهج البلاغة:٦٤١/٣)

[*خدا کی قسم میں نماز نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ جس نے نماز ترک کردی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے۔*]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نماز ضائع کر رہا ہے تو خدا کی قسم دوسروں کے حق کو اللہ تعالیٰ کے حق سے زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ (اسلاف کی شب بیداری:۱۳۹)

حکام کو فرمان

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صوبوں کے حکام کو نماز کے بارے میں ایک فرمان بھیجا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم فریضہ نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی، اس نے دین کو محفوظ کیا، اور جس نے نماز ضائع کردی ظاہر ہے کہ وہ دیگر فرائض کو بھی اور زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔ (مؤطا امام مالک:٦)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو نماز میں نہ دیکھتے تو اس باز پرس کیا کرتے تھے۔

جمع بین الصلوٰتین

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ایک وقت میں دو نمازوں کو جمع کرنا بغیر کسی عذر کے جائز نہیں تھا، آپ اسے اکبر الکبائر فرماتے، آپؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام لکھا:

ان جمعا بین الصلوٰتین من الکبائر الا من عذر۔

(المصنف:۲/۵۵۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

الجمع بین الصلوٰتین فی وقت واحد کبیرة من الکبائر۔ (موطا امام محمد:۱۳۲)

رات کی عبادت

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کی تنہائیوں میں اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہو جاتے تھے، اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمولات سے تھا، خود حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک رات دیکھا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کی عبادت میں مشغول ہیں، ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آہستہ آواز سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونچی آواز میں قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ (رواہ ابوداؤد۔ مشکوۃ شریف:۱۰۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو گشت پر نکلتے اور جب لوٹ کر آتے تو پھر نماز میں مشغول ہو جاتے تھے، اور اگر گشت کے دوران رات کو کہیں قیام کی نوبت آجاتی یا کہیں قافلہ کی حفاظت کی غرض سے ٹھہر جاتے تو بھی آپؓ نماز سے غافل نہ ہوتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپؓ کے ساتھ رات گذاری تو دیکھا کہ آپؓ ساری رات نماز میں مصروف رہے۔ آپؓ وتر کی نماز تہجد کے بعد ادا فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بتاتی ہیں کہ حضرت عمر عشاء کی نماز پڑھ کر کبھی

کبھی تھوڑا سا آرام فرمالیا کرتے تھے۔ پھر اٹھتے اور اپنے چہرے پر پانی کا ہاتھ پھیرتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، یہاں تک کہ وہ ساعت آجاتی جس میں آپؓ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ (طبرانی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان اکثر "اللہ اکبر" سے تر رہتی تھی۔ (ریاض: ۱/۳۶۴)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر تک نماز ادا فرماتے۔

فلا یزال یصلی الی الفجر۔ (البدایہ: ۷/۱۳۵)

گھر والوں کو جگاتے

آپؓ کے خادم خاص حضرت اسلم کہتے ہیں کہ آپؓ رات کو نماز پڑھتے رہتے، جب رات کا ایک بڑا حصہ گذر جاتا تو آپ گھر والوں کو بھی اٹھا دیتے اور ان سے کہتے نماز پڑھو، نماز پڑھو، پھر اس آیت کی تلاوت فرماتے:

وأمر أهلك بالصلوة واصطبر عليها لا نسألك رزقا نحن نرقك والعاقبة للتقوىٰ۔

(مؤطا امام مالك: ۸۷، کنز العمال: ۱۲/۵٦۰)

[**اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کریں، اور خود بھی اس پر قائم رہیں، ہم تم سے رزق نہیں مانگتے، ہم تمہیں رزق دیتے ہیں، اور پرہیزگاری کا انجام بھلا ہے۔**]

سید التابعین حضرت سعید بن مسیّبؒ بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے درمیان نماز پڑھنا پسند کرتے تھے۔ (طبقات: ۳/۲۱۷، ریاض: ۱/۳٦۳)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہمسایہ تھا میں نے انہیں راتوں کو نماز ادا کرتے ہی پایا ہے، ان کی رات نماز میں گذرا کرتی تھی۔(حلیۃ الاولیا:۹۱/۱، تاریخ عمر:۲۶۴)

روزہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو روزہ رکھنا بھی بہت مرغوب تھا، اور ایک مدت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''صائم النهار'' تھے۔زیاد بن حدیر کہتے ہیں کہ میں نے زیادہ تر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روزہ کی حالت میں دیکھا ہے۔ (طبقات:۳/۲۲۰)

حج بیت اللہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حج کا بھی بہت شوق تھا، اور آپؓ نے کئی مرتبہ حج کی سعادت حاصل کی ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں تقریباً ہر سال آپؓ حج کے لئے جاتے رہتے، اور آخری مرتبہ جب آپؓ حج کے لئے گئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی اس سفر حج میں آپؓ کے ہمراہ تھیں، آپؓ نے اسی سفر میں حضرت اویس قرنیؒ کے ساتھ ملاقات بھی کی، اس ملاقات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔

ان عمر حج بالناس عشر حج متواليات منهن حجة في خلافة ابى بكر وتسعا فى خلافته۔ (مستدرك:۳/۹۹)

وكان يحج بالناس كل عام۔ (رياض:۱/۴۱۸)

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنایا تھا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ امیر الحج بنایا تھا، پھر آپؓ خود تاحیات حج کا قافلہ لے کر جاتے رہے۔(ازالۃ:۲/۹۷)

آپؓ نے اپنی خلافت میں تین مرتبہ عمرہ ادا کیا تھا، ایک رجب ۱۷ھ میں۔ دوسرا رجب ۲۱ھ میں۔ تیسرا ۲۲ھ میں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو بھی تاکید کرتے کہ وہ حج کیا کریں۔ اور اپنی بیوی بچوں کو بھی حج کے لئے لایا کریں۔ آپؓ کو جب معلوم ہوا کہ اہل مکہ حج میں سستی کر رہے ہیں تو آپؓ نے انہیں حج کی اہمیت وعظمت بتائی، اس کے فضائل سنائے اور تاکید کی کہ وہ حج کی برکت سے محروم نہ ہوں۔ آپؓ نے ان سے فرمایا: کہ اے اہل مکہ یہ کیا بات ہے کہ لوگ دور دراز سے پراگندہ بال آئیں، اور تم یہاں بنے سنورے بیٹھے رہو، جب تم چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لو۔(المصنف ابن ابی شیبہ:۱/۱۷۱)

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازواج مطہرات کو حج کے لئے بھیجا تو ان کی حفاظت کیلئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا تھا، اور ان کو کہا تھا کہ ان میں سے ایک شخص قافلہ کے آگے رہے تو دوسرا قافلہ کے پیچھے پیچھے چلے، اور ان دونوں کو اس بات کا بھی حکم دیا کہ ازواج مطہرات جب طواف کریں تو وہ صرف عورتوں کے ساتھ ہی رہیں۔(ریاض:۱/۳۴۲)

صدقات وخیرات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنا بہت

مرغوب تھا، آپؓ وقتاً فوقتاً صدقات وخیرات کرتے رہتے تھے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صدقہ کی ترغیب دی تو آپؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر آ گئے۔آپؓ کو خیبر کی زمین ملی تو وہ بھی آپؓ نے صدقہ کر دی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو اس وقت بھی آپؓ کے پاس سوائے گزراوقات کے اور کچھ نہ تھا، اس دوران کوئی سائل آتا تو آپؓ اسے دے دیا کرتے تھے، پھر راتوں کو گشت کے دوران کسی کی حاجت کا پتہ چلتا تو آپؓ اسے بھی پورا کئے بغیر نہ رہتے تھے۔(جس کے کچھ واقعات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔)

یقین آخرت

بندگی کا کمال یہ ہے کہ بندہ انتہائی کمالات میں آنے کے باوجود نجات کا امیدوار اور خوف الٰہی میں لرزاں وترساں رہے، اس کی نظر ہر وقت اللہ اور اس کی بے پرواہ ذات پر رہے، مالک حقیقی جس حال میں رکھے اس پر راضی رہے، اور ہر وقت اس بات سے ڈرتا رہے کہ کہیں اس کا کوئی عمل اخلاص کے منافی نہ ہو۔اللہ والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر دم نفاق عملی کے احتمال سے بھی گھبراتے رہتے ہیں۔

آپؓ ہمیشہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ آپؓ کا کوئی قول وعمل کسی نفاق عملی میں نہ اترے، اسی خوف کے پیش نظر آپؓ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کبھی یہ دریافت فرماتے کہ کہیں خدانخواستہ میرا نام تو ان لوگوں میں نہیں جن کے نفاق کی خبر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی ہوئی ہے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب کے باوجود کہ آپؓ ان میں شامل نہیں، جب ان سے دوبارہ ملاقات ہوتی تو پھر آپؓ یہی بات پوچھتے یہ صرف آپؓ کا فکر آخرت اور خشیت الٰہی کا احساس تھا، جو

آپؓ کو بار بار بے چین کئے رکھتا تھا۔

نفاق کا اندیشہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی جنازہ آتا تو آپ یہ دیکھتے کہ اس کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں یا نہیں، اگر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوتے، اس خیال سے کہ حضرت حذیفہ کا بدونِ عذر شریک نہ ہونا خالی از علت معلوم نہیں ہوتا کہ یہ شخص بھی شاید ان ہی میں سے ہو جن کا خاتمہ ایمان پر ہونے والا نہ تھا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خشیت دیکھئے باوجودیکہ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، اور ان کا تقویٰ وطہارت سب کو معلوم ہے، مگر خوف کی یہ حالت تھی کہ کبھی حضرت حذیفہؓ سے پوچھتے کہ سچ بتانا کہ میرا نام تو اس میں نہیں لیا گیا، مبادا مجھ سے کوئی ایسا کام ہو جو نفاق عملی کے ذیل میں آئے جن کی نسبت منافق ہونے کی خبر دی گئی ہے، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خشیت تھی، ورنہ یہ تھوڑا ہی تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حدیث کے سچا ہونے میں کچھ شک تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کلام میں دس آدمیوں کو نام بنام جنت کی بشارت دی تھی، ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو حدیث نبوی میں یہ بشارت سننے کے بعد ان کو اپنے ایمان پر کوئی

شک تھوڑا ہی ہوسکتا ہے۔‘‘(وعظ. الاسلام الحقیقی)

خوف وخشیت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کوف وخشیت الٰہی کی یہ حالت تھی کہ:

’’زمین پر کوڑا مار کر فرماتے کہ اے کاش عمر تو پیدا ہی نہ ہوتا، تیری ماں تجھے نہ جنتی، اے کاش میں گھاس ہوتا جسے چوپائے چر جاتے۔

(ملفوظات:۲۱۴)

آپؓ کے خوف ورجاء کی یہ صورت بھی دیکھیں۔حضرت فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ حکم ہوجائے کہ سوائے ایک شخص کے کوئی دوزخ میں نہ جائے گا تو میرا گمان نہ فرعون پر ہو نہ ہامان پر نہ قارون پر بلکہ مجھے یہی خوف ہوگا کہ کہیں وہ ایک میں ہی نہ ہوں، اسی طرح اگر یہ حکم ہوجائے کہ سوائے ایک کے کوئی جنت میں نہ جائے گا تو مجھے یہ احتمال ہوگا کہ شاید وہ ایک میں ہی ہوں۔(حلیۃ:۸۹/۱، ریاض:۳۷۳/۱، وعظ۔التبشیر:۲۳)

گویا رجاء وخوف دونوں کامل تھے، یہی حاصل ہے آیت کا کہ بندوں کو رغبت ورہبت دونوں جمع کرنا چاہئے۔(وعظ۔جمال الجلیل:۶۰)

جب کسی کے تقویٰ اور خوف ورجاء کی یہ شان ہو تو انہیں دنیا کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف وخشیت الٰہی کی یہ حالت تھی کہ آپؓ کے چہرہ پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ گڑھے پڑ گئے تھے۔(حلیۃ:۸۸/۱، صفوۃ:۱۴۸/۱، ریاض:۳۷۳)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ: کاش میں اپنے گھر والوں کے لئے ایک مینڈھا ہوتا اور وہ ایک عرصہ تک مجھے کھلا پلا کر موٹا تازہ کرتے جب میں خوب موٹا ہو جاتا تو گھر والوں کے پاس جب مہمان آتے تو وہ مجھ ذبح کرتے اور کھا جاتے۔ (حلیۃ: ۱/۸۸)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ایک تنکا اٹھائے ہوئے کہہ رہے تھے:

کاش کہ میں ایک تنکا ہوتا کاش کہ میں وجود میں نہ آتا، کاش کہ میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا، کاش کہ میں بھولا بسرا ہوگیا ہوتا۔
(طبقات: ۳/۲۷۴،شعب الایمان: ۱/۴۶۳،ریاض: ۱/۳۷۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کسی کو سورۂ دہر کی ابتدائی آیت پڑھتے سنا تو کہا کاش کہ یہ حالت یوں ہی پوری ہو جاتی۔ (ازالۃ: ۲/۳۱۰)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو وتر (یعنی جو تہجد کے بعد پڑھی جاتی تھی) کی نماز میں کسی ایسی آیت کی تلاوت فرماتے جس میں احوال آخرت بیان کئے گئے ہوں، تو بے ہوش ہو کر گر جاتے تھے، اور ان کی اس طرح عیادت کی جاتی تھی جیسے مرض کی حالت میں کی جاتی تھی۔ (اسلاف کی شب بیداری: ۱۲۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے قرآن کریم کی ایک ہی آیت پر ساری رات گذار دی تھی، آپ نے کہا: کہ

قرأت الليلة آية اسهرتنی۔ (ازالۃ: ۲/۲۰)

[آج رات میں نے ایک آیت تلاوت کی جس نے مجھے جگائے رکھا۔]

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ تکویر کی تلاوت فرمائی، جب "واذا الصحف نشرت" پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور کئی دنوں تک بیمار رہے۔ (ریاض: ۱/۳۷۵)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم پڑھتے اکثر رویا کرتے تھے، عبداللہ بن شداد نے آپؓ کے پیچھے نماز فجر پڑھی حضرت عمر سورۂ یوسف تلاوت کر رہے تھے۔ جب آیک آیت پر پہنچے تو رو پڑے، آپ کے رونے کی آواز پچھلی صف تک سنی گئی تھی، ایک مرتبہ علقمہ بن وقاص نے بھی اسی طرح کا ایک منظر دیکھا ہے۔ (ازالۃ: ۱/۱۲۵)

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی بیان کرتے ہیں کہ:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو ایسا اکثر ہوتا تھا کہ آپؓ نے ایک آیت تلاوت فرمائی تو آنسوؤں سے ان کا گلا رندھ جاتا تھا، اور اگر وہ کھڑے ہوتے تو گر پڑتے تھے۔ اور بیمار ہو جاتے تھے۔ (عوارف المعارف: ۳۲۱)

.rooq-e-Aaz.
i.tif not found

جرأت وشجاعت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فطری طور پر جری واقع ہوئے تھے۔ جوانی کے دنوں میں پہلوانی کا مظاہرہ کرنا اور دوسروں کو سر عام للکارنا اور میدان مقابلہ میں انہیں پچھاڑنا آپ کا ایک بہترین مشغلہ تھا۔ عکاظ کے بازاروں میں لوگ آپؓ کی بہادری کے جوہر اکثر دیکھتے تھے۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی خبر پھیلی تو کفار میں ایک ہلچل سی مچ گئی مگر کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ آگے بڑھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ نقصان پہنچا سکے، یہ حضرت عمر ہی تھے جو یہ دیکھے بغیر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون لوگ ہیں، تلوار لٹکائے نکل پڑے، مگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت سے اسلام کی عزت کیلئے مانگا، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف دے دیا، اور آپؓ مسلمان ہو گئے۔

آپؓ ابھی اسلام سے آشنا ہوئے ہی تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین

کے مجمع میں پہنچ گئے اور پوری جرأت سے انہیں اپنے اسلام لانے کی خبر دی۔ آپؓ نے یہ بھی نہ دیکھا کہ مشرکین مکہ مکرمہ میں ایک بڑی تعداد میں ہیں، اور قوت واقتدار بھی ان کے پاس ہے، جب کہ مسلمان تھوڑے اور کمزور ہیں، اور وہ اس وقت آپ کے ساتھ یہاں موجود بھی نہیں، آپ نے اس کی پروا کئے بغیر مشرکین کو سر عام للکارا مشرکین جماعتی سطح پر حملہ آور ہوئے تو بھی آپؓ نہ گھبرائے آپ اکیلے سب پر بھاری نکلے۔ کسی خوف کے بغیر آپؓ سب سے مقابلہ کرتے رہے، یہاں تک کہ مسلمانوں کو عزت کی زندگی نصیب ہوگئی۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے تو آپؓ نے مختلف محاذوں پر جس جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کیا، اس نے پھر تاریخ کا دھارا ہی بدل کر رکھ دیا تھا۔ یہ آپؓ ہی تھے جنہوں نے کسی بھی مرحلے پر کوئی کمزوری نہیں دکھائی، ہمیشہ جرأت مندانہ فیصلے کئے، اور پھر دنیا نے دیکھا کہ کس طرح ملکوں کے ملک آپؓ کے قدموں پر ڈھیر ہوتے چلے گئے، قیصر وکسریٰ جیسی طاقت سے لڑنے کے لئے جس طرح کی شجاعت ضروری تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے زیادہ عطا فرمائی تھی، اور جب آپؓ قیصر وکسریٰ کی طرف متوجہ ہوئے تو دنیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، کہاں کسریٰ وقیصر کی قوت اور کہاں بوریہ نشین عمر۔ تاریخ بتاتی ہے کہ قیصر وکسریٰ کے خزانے اسی بوریا نشین کے سامنے کھلے پڑے تھے اور بڑوں بڑوں کے قدم آپؓ کے نام سے کانپتے تھے۔

oq-e-Aa 17.tif not found.

رعب ودبدبہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت بارعب شخصیت تھے، اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بڑا دبدبہ عطا کیا تھا۔

وکان رجلا مھیبا۔ (طبقات:۳/۲۱۷)

قبیصہ بن جابر کہتے ہیں لوگوں کے دلوں میں سب سے زیادہ آپ رضی اللہ عنہ کی ہیبت تھی۔

ولا أھیب فی صدور الرجال من عمر۔ (اسد الغابۃ:۴/۱۴۷)

حافظ ابن جوزی آپؓ کی ہیبت کے بارے میں لکھتے ہیں:

شدۃ ھیبتہ فی القلوب۔ (تاریخ عمر:۱۵۶)

حضرت امام محمد بن سیرینؒ (۱۱۰ھ) کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد بہت زیادہ رعب ودبدبہ والی شخصیت تھے۔ (تاریخ عمر:۲۸۲)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے قیصر وکسریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ برپا

تھا، اور دور دور تک آپؓ کا رعب چھایا ہوا تھا، آپؓ کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک معمولی سا کوڑا ہوتا تھا، مگر آپؓ کے رعب و ہیبت نے اس درے کو عالمگیر شہرت دے رکھی تھی، بعد کے دور میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ حجاج کی تلوار سے زیادہ عمر کے درے کی ہیبت تھی، اور اس سے فارس و روم وغیرہ کے حاکم بھی ڈرتے تھے۔

کانت درة أهيب من سيف الحجاج۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو مارے ہیبت کے آپ رضی اللہ عنہ سے بات ہی نہ کر سکے، انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپؓ چلیں، اور بات کریں، ہم میں اتنی ہمت نہیں کہ آپؓ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکیں۔ (تاریخ عمر: ۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ مسئلے معلوم کرنے تھے، مگر مجھ میں کئی مہینوں تک ہمت نہ ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھ سکوں۔ (ایضا)

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب بچے آپؓ کو دیکھتے تو دوڑ کر ان کے پاس آ جاتے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان بچوں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ پھیرا کرتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو بچے تو درکنار بڑوں بڑوں پر آپؓ کی ہیبت چھائی ہوئی تھی، اور آپؓ کے قریب ہونے سے ڈرتے تھے کہ کہیں کسی معاملے میں ان کی پکڑ نہ ہو جائے، جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی کہ لوگ ان سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں، تو آپؓ نے لوگوں کو مسجد میں بلایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد فرمایا: کہ

''مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ لوگ میری شدت سے ڈرے ہوئے ہیں، اور میری سختی سے خوف کھائے ہوئے ہیں، اور کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی وہ ہم پر سخت تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ہم پر سخت رہے، اب ان کا دور ہے تو معلوم نہیں کیا ہوگا۔ سو جس نے بھی یہ بات کہی اس نے ٹھیک کہا ہے، میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ آپؐ کا خادم اور غلام بن کر رہا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رحمت ورافت کو کون پہنچ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ''رؤف رحیم'' فرمایا ہے، میں تو ایک کھلی تلوار کی طرح تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے میری سختی جاتی رہی، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا سے تشریف لے گئے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تھے، اور یہ میری خوش نصیبی ہے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسلمانون کے والی بنے، میں ان کے ساتھ رہا، ان کا خادم اور مددگار رہا، یہاں تک کہ وہ بھی چلے گئے اور مجھ سے خوش رہے، اور یہ بھی میری سعادت ہے، ان کے بعد خلافت کا بوجھ میرے کندھوں پر آ گیا۔ اے لوگو جان لو کہ میری سختی دوگنی ہوگئی ہے، لیکن یہ صرف ان لوگوں کے لئے ہوگی جو ظالم ہیں، اور مسلمانوں کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ جہاں تک اہل دین وسلامت کا تعلق ہے تو جان لو کہ میں ان کے حق میں بہت زیادہ نرم ہوں، ہاں میں اسے نہیں چھوڑوں گا جو ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرے گا،

یہاں تک کہ میں اسے سیدھا کر دوں گا، پھر اس کے بعد آپؓ نے کچھ احکام سنائے۔" (ریاض:۳۱۶)

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ایک جماعت کے ساتھ چلے جا رہے تھے، کہ دفعتاً پیچھے مڑ کر دیکھا تو سب مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل گر پڑے، حالانکہ یہ وہ حضرات تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مرید نہ تھے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ پیر بھائی تھے، جن میں ایک گونہ مساوات ہوتی ہے، مگر ان پر بھی آپؓ کا اس قدر رعب تھا۔

(وعظ۔الابعاد والاسعاد:۳۰)

بجائے رعب پر خوش ہونے کے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں نے اس نیت سے ان کو کہیں نہیں دیکھا تھا، اور اے اللہ! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ جتنا یہ لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اس سے زیادہ میں آپ سے ڈرتا ہوں۔

(تاریخ عمر:۱۵۶، لابن الجوزی، افاضات:۹/۱۶۰)

تجھے اللہ نے رعب مجسم تھا کیا پیدا
ٹپکتا تھا لباس سادگی سے داب سلطانی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ رعب صرف اپنوں پر ہی نہ تھا، بلکہ آپؓ کے مخالفین اور اسلام دشمن قوتیں بھی آپؓ کے دبدبہ اور ہیبت سے کانپتی تھیں، اور یہ رعب وہیبت آپؓ کی طاقت کا نہیں آپ کی سچائی کا تھا، آپؓ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان "نصرت بالرعب" سایہ فگن تھی۔

سفیر روم پر ہیبت

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ سفیر روم بڑی شان وشوکت کے ساتھ آپؓ کی خدمت میں آیا اور شہر میں داخل ہوکر لوگوں سے دریافت کیا کہ خلیفہ کا محل کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کے لئے نہ قصر ہے نہ ایوان، بس اس کا دل ہی قصر وایوان ہے۔ قاصد کو بڑی حیرت ہوئی کہ وہ خلیفہ جس کے نام سے سلاطین کانپتے ہیں اس کے نہ محل نہ قصر یہ کیا معاملہ ہے؟ پھر اس نے پوچھا کہ وہ آخر کہاں ملیں گے؟ لوگوں نے کہا کہ اکثر مسجد میں بیٹھا کرتے ہیں، اور کبھی بازاروں اور گلی کوچوں میں اور کبھی جنگلوں اور میدانوں میں گھومتے پھرتے ہیں، تلاش کرلو کہیں مل جائیں گے، اب وہ آپؓ کی تلاش میں نکلا معلوم ہوا کہ ابھی جنگل کی طرف تشریف لے گئے ہیں، سفیر کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ عجیب بادشاہ ہے جو تنہا بازاروں اور جنگلوں میں پھرتا ہے، نہ ساتھ میں پہرہ دار ہیں، نہ پولیس، آخر وہ جنگل کی طرف چلا، جس وقت اس باغ کی حد میں قدم رکھا جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑے سوئے ہوئے تھے، قدم رکھتے ہی اس کے دل پر ہیبت ورعب نے غلبہ کیا، کیونکہ جنگل میں خدا کا ایک شیر سویا ہوا تھا، اور قاعدہ ہے کہ جہاں شیر ہوتا ہے اس جنگل میں قدم رکھتے ہی بڑے بڑے بہادروں کے دل کانپ جاتے ہیں، اب سفیر کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس شخص کے پاس نہ کوئی پہرہ چوکی

ہے، نہ جاہ وحشم نہ ساز وسامان، پھر یہ کیا بات ہے کہ صورت دیکھنے سے پہلے ہی میرا دل ہاتھوں سے نکلا جاتا ہے، یہاں تک کہ جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک خدا کا شیر جنگل میں تنہا پڑا ہے، نہ اسے کسی دشمن کا خوف ہے نہ جاسوس کا ڈر، سر کے نیچے ایک اینٹ تکیہ کے بجائے رکھی ہوئی ہے۔ نہ کوئی فرش ہے نہ بستر بس گلے میں ایک تلوار لٹکی ہوئی ہے، اور بے فکر سو رہے ہیں، اس حالت کا مقتضا یہ تھا کہ سفیر کے دل میں خلیفہ کی بے وقعتی ہوتی، مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ صورت دیکھتے ہی سفیر روم لرزنے لگا، جوں ہی نظر پڑی ہے پیر اٹھانے کی ہمت نہ رہی۔''

مولانا رومؒ فرماتے ہیں:

''اس وقت وہ سفیر اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ میں نے جو بڑے بڑے سلاطین کے دربار دیکھے ہیں جن کے دربار میں رعب وادب کے ہزار سامان ہوتے تھے، مگر مجھ پر کسی کا رعب طاری نہ ہوا، آج کیا بات ہے کہ اس بے سروسامان شخص کے رعب سے میرا پتہ پانی ہوا جاتا ہے، آخر اس شخص کے اندر کیا چیز ہے کہ میری رگ رگ میں اس کے دیکھنے سے لرزہ پیدا ہو گیا۔'' (یہ کیا ہے؟)

ہیبت حق است ایں از خلق نیست
ہیبت آن مرد صاحب دلق نیست

[یہ سچائی کا رعب ہے، بندے کا نہیں یہ مردِ درویش کی اپنی ہیبت نہیں، یہ خدائی رعب وجلال تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ سے

ظاہر ہو رہا تھا۔]

سفیر روم کی ہمت نہ ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خود جگائے، وہ تو اپنی جگہ پر دیر تک کھڑا کانپتا رہا، کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود ہی بیدار ہوئے، تو دیکھا کہ ایک اجنبی آدمی کھڑا کانپ رہا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پاس بلایا اور تسلی دی، جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سفیروں کو مرعوب دیکھ کر فرمایا تھا: ''کہ تم مجھ سے اتنا کیوں ڈرتے ہو؟ میں تو اس غریب عورت کا بچہ ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باتیں سننے کے بعد ہیبت مبدل بہ محبت ہوگئی، اور سفیر کو آگے بڑھنے اور بات چیت کرنے کی ہمت ہوئی۔ جس کے بعد وہ سمجھ گیا کہ واقعی مذہب اسلام حق ہے، پھر وہ اسلام سے مشرف ہوگیا۔ (آثار العبادۃ:۵۲، الاسعاد:۳۰)

لرز اٹھا تیری ہیبت سے قلب قیصر وکسریٰ
ہوئے سب سرنگوں رومی و ایرانی و یونانی

:\Farooq-e-Aazam\1
19.tif not
found.

حلم اور قوت برداشت

اس رعب و دبدبہ کے باوجود اگر کوئی شخص آپؓ سے سرِ عام سوال کرتا یا آپؓ کے کسی عمل پر انگلی اٹھاتا تو آپؓ پورے حوصلہ کے ساتھ اس کا سوال سنتے اور اس کا جواب بھی دیتے، محض رعب اور قوت کے بل بوتے پر چپ کرانا آپؓ کو ہرگز پسند نہ تھا، اور جہاں آپؓ کو پتہ چلتا کہ ان سے کچھ خطا ہوگئی ہے تو آپؓ اپنی خطا تسلیم کرنے میں کبھی پیچھے نہ رہتے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے، ایک شخص نے پوچھا کہ مالِ غنیمت سے جو کپڑے تقسیم ہوئے سب کے حصہ میں تو ایک کپڑا آیا، مگر آپ نے دو کیسے پہن لئے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ بے شک تم سچ کہتے ہو۔ اے عبداللہ! تم اس کا جواب دو۔ اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: امیر المومنین کے پاس آج کوئی کپڑا نہ تھا، جس کو پہن کر نماز پڑھاتے تو میں نے اپنے حصہ کا کپڑا ان کو عاریتاً دیا ہے، اس طرح ان کے پاس دو کپڑے ہوگئے، جن میں سے آپؓ نے ایک کی لنگی اور ایک کی چادر بنالی ہے، یہ سن کر

سائل رونے لگا اور کہا: ”جزاک اللہ“ اب آپ خطبہ پڑھیں، ہم سنیں گے، اور اطاعت کریں گے۔ (وعظ۔ مظاہر الاموال)

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے پرانے کپڑے دھوئے ہیں، اور عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کی چادر اس سے مانگ لی تھی، اور اسے اپنی چادر کے ساتھ پہن لیا۔ (قوت القلوب: ۴/۵۹۴)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

”یہ ان حضرات کی حکومت تھی کہ رعایا کا ہر شخص ان پر روک ٹوک کرنے کو موجود تھا۔“ (ضرورۃ العلماء: ۲۷)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی کی بات بڑھ گئی تو اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ وہاں کھڑے ایک شخص نے کہا کہ تو امیر المومنین سے اس طرح کہتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسے کہنے دو اس نے اچھی بات تو کہی ہے، تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ایسی بات کہو، اور ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم اسے قبول کریں۔ (تاریخ عمر: ۱۷۹)

ایک عورت کی نصیحت

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل رہے تھے، حضرت جارود رضی اللہ عنہ بھی آپؓ کے ہمراہ تھے، ایک عورت ملی، سلام کے بعد کہا: اے عمر! مجھے تمہارا وہ وقت بھی یاد ہے جب بازار عکاظ میں لوگ تم کو عمیر کہتے تھے، پھر تھوڑے ہی دنوں کے بعد لوگ عمر کہنے لگے، اور اب تم امیر المومنین ہوگئے ہو رعایا کے بارے میں خدا سے ڈر کے کام کرنا۔ جارود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے کہا: کہ تو نے امیر

المومنین سے بہت گستاخی کی باتیں کی ہیں، اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے روک دیا اور کہا: اے جارود! تم اس عورت کو نہیں جانتے یہ خولہ بنت حکیم ہیں، جن کی بات خدا نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنی ہے، لہٰذا عمر تو زیادہ مستحق اس بات کا ہے کہ ان کی بات سنے۔ (الاصابہ: ۴/۲۹۱)

تنبیہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اشارہ قرآن کی اس آیت کی طرف تھا۔

قد سمع اللّٰه قول التی تجادلك فی زوجها وتشتكی الی اللّٰه۔ (پ:۲۸)

[اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اے نبی! تجھ سے اپنے شوہر کی بابت جھگڑ رہی تھی، اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی۔]

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بڑا احترام کرتے تھے، ایک مرتبہ آپؓ کچھ لوگوں کے ہمراہ جارہے تھے، راستہ میں حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہوگئی، حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپؓ سے باتیں کرنے لگیں، اور اس میں کچھ وقت زیادہ لگ گیا، لوگوں نے کہا: کہ اے امیر المومنین! آپؓ نے ایک بڑھیا کے لئے ہمارا وقت خراب کیا ہے، آپؓ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے تم نہیں جانتے یہ کون ہیں؟ یہ خولہ بنت حکیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کی بات سات آسمانوں کے اوپر سے سنی ہے، اگر مجھے ان کی بات سننے کے لئے ساری رات بھی رکنا پڑے تو میں رکوں گا، اور اگر درمیان میں نماز کا وقت آجائے تو نماز سے فارغ ہوکر پھر ان کے پاس واپس آجاؤں گا۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا جب بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کام کے لئے آتیں، تو آپؓ ان کی بہت عزت کیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے کہ اللہ نے اس عورت کی بات سنی ہے، حضرت

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

وکان عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه یکرمها اذا دخلت علیه ویقول قد سمع اللّٰہ تعالیٰ لها۔ (روح المعانی:۱۴/۱۹۸)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 22.tif
not found.

رحم دلی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ساری سختی دین کے معاملے میں تھی، آپؓ کی غیرت برداشت نہ کرتی تھی کہ کوئی اللہ کے دین کے بارے میں غلط بات کرے، اور دین اسلام کو کسی پہلو سے نقصان پہنچانے کی سعی کرے، جہاں تک آپؓ کی ذات کا تعلق ہے تو آپؓ بہت رحم دل تھے، آپؓ کسی کو دکھی اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے، آپؓ فرماتے ہیں:

واللّٰہ لقد لان قلبی فی اللّٰہ حتی لھو الین من الزبد ولقد اشتد قلبی فی اللّٰہ حتی لھو اشد من الحجر۔
(حلیۃالاولیاء:۸۷/۱)

[خدا کی قسم میرا دل اللہ تعالیٰ کے لئے اس قدر نرم ہوگیا کہ مکھن بھی اتنا نرم نہیں ہوگا، اور خدا ہی کے لئے میرا دل اس قدر سخت ہے کہ پتھر بھی اس قدر سخت نہ ہوگا۔]

اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور اسی کی خاطر دشمنی رکھنا ایمان کامل کی نشانی ہے۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

الحمد للّٰہ الذی ملاء قلبی لھم رحما وملاء قلوبھم لی رعبا۔ (البدایہ:؟؟/۷، کنز العمال:۱۲/۵۸۵)

[اللہ تعالیٰ کا شکر کہ جس نے میرے دل کو ان مسلمانوں کے لئے نرم بنادیا اور ان کے دلوں میں میرا رعب ڈال دیا۔]

راتوں کو گشت کے دوران کہیں سے رونے کی آواز آتی تو آپؓ بے چین ہو جاتے اور جب تک اس کا کام پورا نہیں کرتے اور اس کی پریشانی دور نہ کرتے آپؓ کو کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ کمزور اور ضعیفوں کی خدمت میں آپؓ بہت آگے تھے، اور کسی کو پتہ بھی نہ چلنے دیتے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی غریب اور ضعیف کی خدمت کس طرح کر جاتے ہیں۔

باپ کی فرمائش پر فوجی بیٹے کو بلایا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فوج میں بھرتی ہونے کی درخواست کی، آپؓ نے اسے داخل فوج کر دیا، اور اسے عراق کی طرف بھیج دیا، اس شخص کا باپ بڑی عمر کا تھا، اور آنکھوں سے معذور بھی تھا، جب بیٹے کو فوج میں گئے ایک عرصہ ہو گیا، تو باپ جدائی کا غم برداشت نہ کر سکا اور لکڑی کے سہارے مسجد نبوی میں آیا، یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے، اس نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے فی البدیہہ ایک قصیدہ پڑھا، جس میں اپنا غم اور اپنا دکھ درد بیان کیا۔ اس قصیدہ کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گریہ طاری ہو گیا، اور اسے کہا کہ آپ فکر نہ کریں، آپ کے صاحبزادے کو بلوالیا جائے گا۔

جب ان کا بیٹا مدینہ منورہ آیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرتے ہو، اس نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا: میں انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتا، میں فوج میں جانے سے پہلے ان کی خدمت کرتا تھا، ان کو اونٹنی کا دودھ پلاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ جس طرح تم اپنے باپ کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہو اسی طرح آج ہمارے پاس دودھ لاؤ، نوجوان حکم کی تعمیل کیلئے دودھ دوہنے کیلئے بیٹھا ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے والد کو بلوالیا آپ نے اس کی مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ کوئی ضرورت ہو تو بتائیں، اس نے وہی درخواست پیش کردی کہ قبل اس کے کہ موت آجائے میں اپنے بچے سے مل لوں، آپؓ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہاری تمنا پوری ہوگی، پھر نوجوان کے ہاتھ سے دودھ کا پیالہ لے کر باپ کو پیش کردیا۔ بوڑھے اور آنکھوں سے معذور باپ نے جونہی پیالہ منہ کے قریب کیا فوراً بولا کہ امیر المومنین! اس برتن سے مجھے اپنے بچے کی خوشبو آرہی ہے، یقیناً اسی نے یہ دودھ دوہا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگ گئے، فرمایا: کہ ہاں تم ٹھیک کہتے ہو یہ تمہارے بچے کے ہاتھ ہی کا دوہا ہوا ہے، اور وہ اس وقت تمہارے پاس ہی موجود ہے، ہم نے اسے تمہاری خاطر بلالیا ہے، بوڑھے باپ نے بچے کو گلے لگا کر خوب پیار کیا۔ وہاں جتنے لوگ موجود تھے سب رو پڑے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اپنے باپ کا دامن نہ چھوڑنا، یہی تمہارا جہاد ہے۔ (ماخوذ از شمارہ زمزم۔ صفر ۱۴۱۸ھ)

arooq-e-Aaza 28.tif not found.

بارہواں باب

not found.

کرامات

دریائے نیل کا جاری ہوجانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں جب مصر فتح ہوا تو وہاں کے لوگ رئیس مملکت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم ہر سال ایک حسین کنواری لڑکی کو سجا کر دریائے نیل کے حوالے کرتے ہیں، تو نیل کا پانی جوش مارتا ہے، ورنہ پانی کی تنگی سے ہم سب مصیبت میں رہتے ہیں، انہوں نے یہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھ بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ آج کے بعد کسی لڑکی کو دریا کے حوالہ کرنے کی ضرورت نہیں، میں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں اسے دریا میں ڈال دینا، آپؓ نے اس رقعہ پر لکھا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من عبداللّٰہ عمر امیر المومنین الی نیل اھل مصر اما بعد! فان کنت تجری بنفسك فلا حاجة بنا الیك وان کنت تجری باللّٰہ فاجر علی اسم اللّٰہ۔

[اللہ کے نام سے جو بڑا رحمان ورحیم ہے، مصر کے دریائے نیل

کے نام، اللہ کے بندے عمر بن الخطاب کی طرف سے۔ اگر تو اپنے طور
پر خود بخود جاری ہے، تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں، اور اگر تو اللہ تعالیٰ
کے نام سے جاری ہے تو اللہ تعالیٰ کے نام سے تیزی سے چل پڑ۔]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس لکھنے سے مخالفین ہنستے تھے، اور کہتے تھے کہ دریا پر بھی حکومت کرتے ہیں، مگر۔ ع

قلندر آنچہ گوید دیدہ گوید

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ایسا نہ ہوا تو عزت کرکری ہو جائے گی، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس رقعہ کو اعلان کے ساتھ لے کر چلے، اور مخالفین کا گروہ بھی آپؓ کے پیچھے چلا، مخالفین ہنستے تھے، اور کہتے تھے کہ اس رقعہ سے اور دریائے نیل کے جوش سے کیا نسبت۔ (وعظ۔السرور: ۴۵، وعظ۔المریع فیر الربیع: ۴۶)

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا رقعہ جب دریائے نیل میں ڈالا گیا تو پانی اپنی پوری قوت سے جاری ہو گیا۔

فاصبحوا وقد اجراه اللّٰه تعالیٰ ستة عشر ذراعا فی
ليلة واحدة۔ (تاريخ الخلفاء: ۹۱، مرقاة: ۱۱/۳۱۱)

[صبح کے وقت یہ منظر لوگوں نے دیکھا کہ ایک ہی رات میں سولہ
ہاتھ پانی دریا میں اللہ تعالیٰ نے جاری کر دیا۔] (کنز العمال: ۱۲/۵۶۱)

مدینہ طیبہ کے منبر سے
عراق میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پکار

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک فوج عراق کی جانب روانہ فرمائی، حسب معمول آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ خطبہ چھوڑ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا:

یا سارية الجبل الجبل من استرعى الذئب فقط ظلم۔ (كنز العمال: ١٢/٥٧٤)

[اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ میں آ جا، جس نے بھیڑیئے کو بکریوں کا چرواہا بنایا، اس نے بکریوں پر ظلم کر دیا۔]

لوگوں کو اس وقت بڑا تعجب ہوا کہ آپؓ خطبہ کے دوران ایک غیر متعلق اور بے ربط بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ نماز کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس کا سبب دریافت کیا، آپؓ نے فرمایا: کہ میں نے درمیان خطبہ ساریہ اور اس کی فوج کو دیکھا، لڑائی کا منظر سامنے تھا، قریب تھا کہ ساریہ کی فوج خطرے سے دوچار ہو، مجھ سے رہا نہ گیا، میں نے ساریہ کو آواز دی کہ پہاڑ کی اوٹ میں آ جاؤ۔

کچھ دنوں کے بعد جب حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا قاصد فتح کی خوشخبری لے کر آیا، تو ساتھ ہی حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام دیا کہ ہم نے لڑائی کے عین اس وقت جب ہم دشمن کے نرغے میں آنے والے تھے کہ ایک آواز سنی جس میں ہمیں پہاڑ کی اوٹ میں آنے کیلئے کہا گیا، چنانچہ ہم اس آواز پر پہاڑ کی اوٹ میں آئے اور لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا، اور دشمن کا لشکر منتشر ہو گیا، اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح اور ہمارے دشمنوں کو شکست دی۔

فلم نزل قاهرين لعدونا حتى هزمهم الله تعالىٰ۔ (رياض: ٣٢٧)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس وقت خطبہ دے رہے تھے آپؓ مدینہ منورہ میں تھے، جب کہ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ عراق میں تھے، ان دونوں ملکوں کے درمیان تقریباً ۱۵ا رسو میل کا فاصلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے راستہ کے سارے حجاب اٹھا دئے، اور آپؓ نے عراق میں جنگ کا منظر اپنی آنکھوں دیکھ لیا، یہ آپؓ کا کشف تھا، آپؓ نے وہیں سے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تک پہنچادی یہ آپؓ کی کرامت ہے۔

جیسا کہا ویسا ہی ہوگیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام 'جمرة' (یعنی چنگاری) بتایا، آپؓ نے اس کے والد کا نام پوچھا تو اس نے 'ابن شھاب' (شعلہ) بتایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا قبیلہ پوچھا اس نے ''الحرقة'' (آگ) بتایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: کہاں رہتے ہو؟ اس نے کہا: ''حرة النار'' (گرمی) میں۔ آپؓ نے پوچھا کہ یہ علاقہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: ''بذات اللظی'' (بھڑکنے والی) میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ باتیں سنی تو فرمایا: جاؤ! اپنے گھر والوں کی خبر لو وہ آگ کا شکار ہو رہے ہیں، وہ شخص بھاگا بھاگا گھر پہنچا تو دیکھا کہ اس کا گھر جل رہا ہے۔ (تاریخ الخلفاء: ۱۲۹، ریاض: ۳۳۱)

أدرك أهلك فقد إحترقوا فكان كما قال رضى الله تعالىٰ عنه۔ (تاريخ عمر: ۸۲)

حافظ عبدالرزاق صنعانی (۲۱۱ھ) نے المصنف میں یہ واقعہ حضرت سعید بن

مسیّب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔(دیکھئے: ۱۱/۴۴)

بددعا کا اثر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل عراق کے لئے ایک اچھا حاکم مقرر کیا، مگر ان لوگوں نے اپنے اس حاکم کو پتھر مار کر ہلاک کر دیا، جب آپؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو سخت دکھ ہوا، اوران کے ظلم پر آپؓ سخت رنجیدہ ہوئے، آپؓ نے دو رکعت نماز ادا کی، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! ان لوگوں نے ایک اچھے حاکم پر اس طرح ظلم کیا ہے، آپؓ اس کی سزا میں ان پر کوئی ثقفی جوان مقرر کر دیجئے، جوان پر عہد جاہلیت جیسی حکومت کرے، ان کے کسی اچھے کام کو وہ قبول نہ کرے، اوران کی کسی غلطی پر وہ انہیں معاف نہ کرے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس دکھے دل سے نکلی بددعا کو قبول کیا، اوران پر ثقفی نوجوان یعنی حجاج مقرر کر دیا، جس نے ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا تھا۔'' (تاریخ الخلفاء: ۱۳۰)

شہادت پر پہاڑ سے غیبی آواز

حضرت امام حاکم نے مالک بن دینار سے نقل کیا ہے کہ جس وقت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا، تو تبالہ نامی پہاڑ سے ایک آواز آئی۔

لیبک علی الاسلام من کان باکیا

فقد او شکوا اصرعی وما قدم العھد

و ادبــرن الــدنيــا و ادبــر خيــرهــا
و قــد مــلهــا مــن كــان يــوقــن بــالوعد

[اسلام سے محبت رکھنے والے کو اسلام کی حالت پر رونا چاہئے۔ اسلامی زمانہ اگر چہ پرانا نہیں لیکن اہل اسلام بچھڑ گئے اور مسلمانوں میں ضعف نمودار ہو گیا، دنیا سے خیر و برکت جاتی رہی، اور اچھے لوگ دنیا میں پریشان ہو گئے، اور جس کو موت کا یقین ہے تو وہ اس دنیا میں ملول اور رنجیدہ ہی رہتا ہے۔ (مستدرک حاکم:۹۴/۳، تاریخ الخلفاء:۱۰۳، کرامات صحابہ:۲۷، معرفۃ الصحابۃ:۱/۷۶)

دعا کا فوری جواب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک مرتبہ شدید قحط پڑا تو آپؓ نے لوگوں کو نماز استسقاء کے لئے آنے کا حکم دیا، پھر آپؓ نے دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنے اوپر لی ہوئی چادر کو الٹا پلٹا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا: اے اللہ! ہم توبہ و استغفار کرتے ہیں، اور آپ کی طرف آئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسلا دھار بارش اتاری، کچھ دنوں بعد ایک دیہاتی آیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم اپنے علاقے میں تھے کہ ہم پر بادل چھا گئے وراس میں سے ہم نے ایک آواز سنی اے ابوحفص! تیری فریاد سنی گئی، آپ کے لئے بارش آ پہنچی۔

أتــاك الــغــوث ابــا حــفــص أتــاك الغوث أبا حفص۔

(رياض:٣٢٦)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی پیش گوئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک رات جب گشت کے لئے نکلے تو آپؓ نے ایک عورت کی آواز سنی جو اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی ملا دے، اس نے کہا میں ایسا نہیں کروں گی، کیونکہ امیر المؤمنین نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے، ماں نے کہا وہ اس وقت کہاں ہیں کہ تمہیں اس کا کوئی خطرہ ہو۔ بیٹی نے جواب دیا کہ بے شک وہ اس وقت یہاں نہیں لیکن امیر المؤمنین کا رب تو دیکھ رہا ہے، جب صبح ہوئی تو آپؓ نے اپنے بیٹے عاصم کو بلایا اور ان سے کہا کہ اگر تو اس لڑکی سے شادی کر لے تو اللہ تعالیٰ تیرے گھر ایک مبارک بچہ عطا کرے گا۔

﴿لعل اللّٰه ان یرزقك منها نسمة مباركة﴾

چنانچہ حضرت عاصم نے ان سے شادی کر لی، اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر ایک بیٹی پیدا کی، جس کی عبدالعزیز بن مروان سے شادی ہوئی، حضرت عمر بن عبدالعزیز ان ہی کے لخت جگر ہیں۔

آپؓ نے ایک مرتبہ خواب میں بھی یہ بات دیکھی تھی، اور بیدار ہو کر فرمایا: کہ اس وقت میں اس شخص کو دیکھ رہا تھا جو عمر بن خطاب کی نسل سے ہوگا اور عمر بن خطاب کی روش اختیار کرے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے جو بات کہی اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی بات کو پورا فرمایا، حضرت عمر بن عبدالعزیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نواسی کے صاحبزادے ہیں، اور آپ بڑی محترم اور بابرکت شخصیت ہوئے۔ آپ کو پہلی صدی کے مجدد ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

شیر کا حفاظت کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات نے رومی عیسائی حاکم ہرقل کو سخت پریشان کر رکھا تھا، اس کی خواہش ہوئی کہ کسی طرح مسلمانوں کے امیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کام تمام کر دیا جائے، یہ کام آسان نہ تھا، چنانچہ اس کے لئے سازش بنائی، ایک عیسائی عرب کو اس کام کے لئے تیار کیا، اور اسے بڑے انعام کا لالچ بھی دیا، اور کہا کہ مدینہ پہنچ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دے، عیسائی نوجوان بھیس بدل کر مدینہ پہنچا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسب معمول یتیموں کی خبر گیری اور بیواؤں کے باغات کی حفاظت کے لئے جب مدینہ سے باہر نکلے تو ایک درخت کے نیچے آرام کی غرض سے لیٹے تھے کہ آپؓ کو نیند آ گئی، اتفاق کی بات ہے کہ عیسائی نوجوان اسی درخت پر چھپا بیٹھا تھا، جس کے نیچے آپ آرام فرما رہے تھے، جب وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے کی غرض سے درخت سے نیچے اترنے لگا تو اس نے کیا دیکھا۔ اسے دیکھئے:

> **''اس نے دیکھا کہ جنگل سے ہیبت ناک شیر اس درخت کے پاس آیا، اور اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاروں طرف چکر لگانا شروع کیا، اور پھر آپؓ کے قدموں کے پاس بیٹھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلوے چاٹنے لگا، جب تک آپؓ بیدار نہ ہوئے شیر وہیں بیٹھا رہا، جب آپؓ کی آنکھ کھلی تو وہ شیر اٹھا اور جنگل کی جانب نکل گیا۔'' (فتوح الشام:۱۹۲)**

شیر کے چلے جانے کے بعد عیسائی نوجوان درخت سے نیچے اترا اور سیدنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا، اور کہا کہ اے عمر! آپؓ نے انصاف فرمایا، اور مامون وبے خوف ہوگئے، خدا کی قسم کائنات آپ کی حفاظت کرتی ہے، درندے آپؓ کا پہرہ دیتے ہیں، فرشتے آپؓ کی تعریف کرتے ہیں، اور جنات آپؓ کی توصیف کرتے ہیں، اور پھر اس نے اپنا قصہ سنایا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ (فتوح الشام: ۵۴۸)

مورخ واقدی کہتے ہیں کہ:

یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ انطاکیہ میں فوج لئے موجود تھے۔

زمین ساکن ہوگئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک مرتبہ زلزلہ آیا، بار بار زمین ہلتی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور ایک درہ زمین پر مارا اور کہا: کہ اے زمین! ساکن ہوجا، کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا، چنانچہ آپؓ کے اس بیان پر زمین ساکن ہوگئی اور زلزلہ موقوف ہوگیا۔

آگ کو پہاڑ کی کھوہ میں داخل کرنا

ایک پہاڑ کی کھوہ میں سے آگ نکلا کرتی تھی، اور جہاں تک پہنچتی سب کچھ جلا دیتی تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی وہ آگ پہاڑ سے نمودار ہوئی تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر دی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یا حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور

اس آگ کو اسی پہاڑ کی کھوہ میں داخل کردو، چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے اپنی چادر سے اس آگ کو ہنکانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ آگ پیچھے ہٹتے ہٹتے کھوہ میں داخل ہوگئی اور پھر کبھی نمودار نہیں ہوئی۔

لشکر کی کرامت

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فوج کو بھی بڑی عزت سے نوازا تھا، جنگ قادسیہ کے موقع پر فاروقی فوجوں کے سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کس طرح خدا کی نصرت و مدد دیکھی اسے شیعہ مورخ مرزا تقی سے سنئے وہ کہتا ہے کہ:

''کافروں کے لشکر کی کمان رستم پہلوان کے پاس تھی، اور کئی دنوں تک یہ لڑائی جاری رہی، اور رات کو بھی یہ جنگ جاری رہتی تھی، حتی کہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے اتنے قریب تھیں کہ سر کے بال پکڑ پکڑ کر گرا رہے تھے، اور گرد و غبار اس قدر تھا کہ ایک دوسرے کو پہچاننا مشکل تھا، اس وقت خدا تعالیٰ نے کرم کیا اور سورج کے ڈھلتے ہی اس قدر تیز ہوا چلی کہ گرد و غبار کافروں کے لشکر پر پڑنا شروع ہوگیا، جس سے وہ عاجز آ گئے اور مسلمانوں نے انہیں بھاگنے پر مجبور کردیا، اسی دوران رستم کا سر کاٹ دیا گیا، اور اسلام کو فتح مل گئی۔

(ناسخ التواریخ: ۲/۱۶، تاریخ خلفاء)

جب مسلمانوں نے بھاگنے والوں کا تعاقب کیا تو کافروں کا لشکر قریب کی ایک بستی میں جا چھپا اور اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو زہر

آلود کر دیا تا کہ اسلامی فوج وہ کھاتے ہی مر جائے، نیز انہوں نے دریائے دجلہ عبور کرنے کے بعد پل بھی توڑ دیا تا کہ مسلمان فوج ان کے تعاقب میں ناکام ہو جائے۔ مسلمانوں کا لشکر جب اس بستی میں داخل ہوا تو بھوک پیاس کی شدت کی وجہ سے انہوں نے وہ زہریلا کھانا کھالیا۔

[تعجب کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کسی پر بھی اس زہر نے کوئی اثر نہیں کیا۔]

پھر جب مسلمانوں کا لشکر دریائے دجلہ کے پاس آیا تو دیکھا کہ پل توڑ دیا گیا ہے، اور کشتیاں بھی جلادی گئی ہیں، نیز دریا بھی اپنی پوری طغیانی پر آیا ہے، اس سب کے باوجود حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور دوسرے مسلمانوں نے اپنے گھوڑے دریا میں اتار دئے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں کنارے پر پہنچا دیا اور ان میں سے کسی کا کچھ بھی نقصان نہ ہوا۔ (ناسخ التواریخ: ۲/۶۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو بھی اپنی نصرت کا مورد بنایا، اور ان کی بھی اس طرح غیبی مدد فرمائی، جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کی دریائے نیل میں مدد کی گئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے لشکر کیلئے دریا پھاڑ دیا، اور اس میں راستہ بنا دیا، یہ آپؑ کا معجزہ تھا، دریائے دجلہ میں مسلمانوں کے لشکر کا اترنا اور بغیر کسی تکلیف کے دریا پار ہو جانا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے سالار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے

دریائے دجلہ پر ہی راستہ بنادیا۔ ؎

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خادم کا پیغام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب قادسیہ میں تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے نام ایک خط لکھا کہ نضلہ بن معاویہ کو حلوان کی جانب بھیج دو، چنانچہ انہوں نے حسب حکم تین سوسواروں کے ساتھ انہیں روانہ کردیا، اس سفر میں انہیں بہت مال غنیمت بھی ملا، واپسی کے وقت اس قافلہ نے ایک پہاڑ کے نیچے قیام کیا اور جب نماز کا وقت آیا تو حضرت نضلہ نے اذان دی ابھی آپ نے ''الله اکبر الله اکبر'' ہی کہا تھا کہ کہیں سے آواز آئی: ''کبرت کبیرا یا نضلہ'' [اے نضلہ! تو نے ایک بڑے کی بڑائی بیان کی] جب انہوں نے ''اشھد ان لا الہ الا الله'' کہا، تو وہاں سے جواب ملا: ''ھی کلمة الاخلاص'' [یہ تو اخلاص وتوحید کا کلمہ ہے۔ جب ''اشھد ان محمداً رسول الله'' کہا، تو جواب آیا کہ: ''ھو الذی بشرنا بہ عیسی علیہ السلام'' [یہی وہ نبی ہے جس کی بشارت حضرت عیسی علیہ السلام نے ہمیں دی تھی۔ جب آپؓ نے ''حی علی الصلوة'' کہا، تو جواب آیا کہ: ''طوبیٰ لمن مشی الیھا وواظب علیھا'' [وہ شخص مبارک بادی کے لائق ہے جو اس کی طرف چلتا ہے اور اس کی پابندی کرتا ہے۔] جب آپ نے ''حی علی الفلاح'' کہا، تو جواب آیا: ''افلح من اجاب محمداً صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم وھو البقاء لامة محمد صلی الله

تعالیٰ علیه وسلم" [وہ شخص کامیاب ہوا جس نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا، اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی سلامتی اسی میں ہے۔]
جب انہوں نے "**الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله**" کہا، تو جواب آیا: "**أخلصت اخلاصا یا نضله فحرم الله بها جسدک علی النار**" [اے نضلہ! تونے پورا اخلاص دکھایا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی بدولت تیرے جسم کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔]
حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ جب اذان سے فارغ ہو گئے تو کہنے لگے کہ اے شخص اللہ تجھ پر رحم کرے تو کون ہے؟ فرشتہ ہے یا کوئی جن یا کوئی اور بندۂ خدا؟ تو ہمیں اپنی آواز تو سنا چکا، اپنی شکل وصورت بھی دکھا دے۔ ہم تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرستادہ ہیں، اس پر پہاڑ میں سے ایک بڑے سر والا نہایت بوڑھا نمودار ہوا، جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے، اس نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی، اس نے سلام کیا، تو انہوں نے سلام کا جواب دیا، اور پوچھا کہ آپ! کون ہیں؟ اس نے کہا کہ: میں زرنب بن بریعلا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے حضرت عیسی بن مریم کا غلام ہوں، انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا تھا، اور میرے لئے آسمان سے اترنے تک باقی رہنے کی دعا کی تھی، اب جب کہ میں حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہ چکا ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ کو ہی سلام کے بعد میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اے عمر تم صراط مستقیم پر قائم رہنا کہ قیامت بہت قریب ہے، اور انہیں ان باتوں سے بھی خبردار کر دینا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ یہ باتیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ظاہر ہوں گی۔ (بعد ازاں اس نے کچھ علامات قیامت بیان کیں) اور پھر اس کے بعد وہ شخص ہم سے غائب ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب اس راستہ سے دوبارہ گذرے تو

آپؓ نے یہاں کچھ عرصہ قیام کیا اور آپؓ روزانہ نماز کے وقت اذان دیتے رہے، مگر پھر کوئی جواب وہاں سے نہ ملا۔ (تنبیہ الغافلین: ۶۱۴)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 26.tif
not found.

تیرہواں باب

☆ عجیب وغریب واقعات عبرت

☆ گستاخی کا عبرت ناک انجام

مکتوبات فاروقی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اکثر و بیشتر مختلف علاقوں کے حکام اور گورنروں کے نام خطوط لکھے ہیں، اور ان علاقوں کے مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کے بارے میں وہاں کے عاملین کو آپؓ اہم ہدایات دیتے رہے۔

ان مکتوبات کا کچھ نمونہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

مکتوب بنام ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ

"میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تلقین کرتا ہوں، جو ہمیشہ رہنے والا ہے، اور جس کے سوا ہر شئے فانی ہے، جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھایا، اور جہالت کے اندھیرے سے ہٹا کر علم کی روشنی میں لا کھڑا کیا۔" (تاریخ الملوک:۴/۵۴)

آپ اسی خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''خدا کی طرف سے یہ آزمائش ہے کہ میں تمہارا حاکم اور تم میرے ماتحت ہو گئے، سو میری تاکید ہے دنیا کے ٹھاٹ باٹ سے اپنی نظریں ہٹائے رکھو اور دنیا کی محبت اپنے دل میں نہ آنے دو، خبردار کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی محبت تم کو ہلاک کر دے، جس طرح پچھلی قوموں کو ہلاک کیا، تم نے ان کی تباہی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی ہے۔''
(ایضا)

ایضاً

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک اور مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''مسلمانوں سے کبھی یہ نہ کہو کہ مجھ کو فتح کی امید ہے، کیونکہ فتح امید سے نہیں یقین محکم اور اللہ پر بھروسہ سے حاصل ہوتی ہے۔

خبردار! اپنے کسی فعل یا کسی پالیسی سے مسلمانوں کو ہلاکت میں نہ ڈال دینا، دنیا کی طرف سے آنکھیں بند کر لو، اور اس کی محبت دل میں نہ آنے دو۔

خبردار! ایسے کام نہ کرنا جس کی سزا میں تم ہلاک ہو جاؤ، جس طرح پچھلی قومیں تباہ ہو چکی ہیں، تم نے ان کی تباہی دیکھ لی ہے، اور ان کے باطنی امراض پرکھ چکے ہو، تمہارے اور موت کے بعد کی زندگی کے درمیان ایک ہلکا سا پردہ ہے، تمہارے سلف آخرت کی طرف کوچ کر چکے ہیں اور تم اس بے رونق دنیا سے کوچ کے منتظر ہو، بڑا عقل مند ہے وہ شخص جو کوچ کے لئے ہر وقت تیار رہے، اور خوف خدا جس کا زادِ راہ

ہو۔(فتوح الشام:۲/۲)

ایضاً

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک اور مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''یادرکھو! کہ جب بھی بندۂ مومن پر کوئی سختی کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے بعد وسعت وفراخی بھیج دیا کرتا ہے۔اور ایک عسر (تنگی) کبھی دو یسر (آسانی) پر ہرگز غالب نہیں ہوتی۔''(ازالۃ:۲۱۵/۳)

مکتوب بنام حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

''جس کی نیت خلوص پر مبنی ہو اللہ پاک اس کے اور مخلوق کے درمیان معاملات کے لئے کافی ہوجاتے ہیں، اور جو شخص لوگوں کے لئے ایسے دکھاوے کا لبادہ اوڑھے جس کا درون قلب سے کوئی واسطہ نہ ہوتو اللہ پاک ایسے شخص کو رسوا فرمادیتے ہیں۔

پس اے مخاطب! تمہارا کیا خیال ہے؟ جلد حاصل ہونے والے معمولی رزق اور پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے درمیان کون سا افضل ہے؟(ایضا:۶۱)

ایضاً

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام اور مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''خدا کے یہاں سرداروں میں بڑا نیک بخت سردار وہ ہے جس

سے اس کی رعایا کو آرام نصیب ہو، اور بڑا بدبخت سردار وہ ہے جس سے اس کی رعایا تکلیف اٹھائے، تم اس سے بچتے رہنا کہ فراغت اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے میں مشغول ہوجاؤ اور تمہیں دیکھ کر تمہارے عامل بھی تمہاری طرح عیش وعشرت میں مصروف ہوجائیں گے، اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری وہی مثال ہوگی کہ ایک جانور (جیسے بکری) کسی زمین کی سبزی وشادابی کو دیکھ کر اس میں چرنے لگے، اس کا مقصود اپنے کو موٹا کرنا تھا، مگر اس کا موٹا ہونا ہی اس کی ہلاکت کا باعث ہے۔ (کیونکہ جب موٹی ہوگی تو لوگ ذبح کر کے اسے کھالیں گے۔) (حلیۃ: ۶۰، ازالۃ: ۱/۲۲۸)

ایضاً

ایک اور مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''مردوں کو چاہئے کہ وہ سورۂ برأت کو سیکھیں اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھائیں۔ (ازالۃ: ۲/۹۷)

ایک سوال کا جواب

امام مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ سوال لکھ کر بھیجا اے امیر المومنین! ایک شخص ایسا ہے جس کو گناہ کی خواہش نہیں ہوتی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتا وہ افضل ہے یا وہ آدمی جسے گناہ کی خواہش ہوتی ہے اور وہ اس پر عمل نہیں کرتا؟

آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ:

الذین یشتھون المعصیة ولا یعملون بھا اولئك الذی امتحن اللّٰہ قلوبھم للتقویٰ لھم مغفرة واجر عظیم۔

[وہ لوگ افضل ہیں جو خواہش تو رکھتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کی اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے آزمائش کی، ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔] (ازالۃ: ۲/۲۶۷)

اس سے آپ اندازہ کریں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قرآن پر کتنی گہری نظر تھی، اور آپؓ نے کس طرح اس مسئلہ کو آسان کر کے بتا دیا۔

صاحبزادے کے نام

اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ یہ یقینی ہے کہ جو متقی بنا اللہ تعالیٰ نے اسے بچا لیا، اور جس نے اس کو قرض دیا اللہ تعالیٰ اس کی جزا ضرور دے گا، اور جس نے اس کا شکر کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نعمتیں زیادہ کیں، تم تقویٰ کو اپنا نصب العین اور قلب کی جلاء بنائے رکھو، اور جان لو کہ اس کے پاس کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت صحیح نہیں، اس کے پاس اجر نہیں، جس کے پاس نیکی نہیں اور جس کے پاس نرمی و ملائمت نہیں اس کے پاس کوئی مال نہیں اور جس کے پاس پرانا نہ ہوگا اس کو نیا نہ ملے گا۔'' (ازالۃ: ۲/۱۶)

ایضاً

ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا:

''میں تمہیں اسی ذات واحد سے جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور جس کے سوا ہر چیز فانے ہوجانے والی ہے، نیز جس نے تمہیں کفر سے نکال کر ایمان تک اور ضلالت سے علیحدہ کر کے ہدایت تک پہنچایا ہے اس سے ڈرنے کی وصیت اور ہدایت کرتا ہوں۔ نصرت اور اصل تدبیر یقین اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد پر ہے۔ مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالنے سے بچو۔

دنیا کی طرف سے اپنی دونوں آنکھیں بند اور اور اپنے دل کو اس کی رغبت سے پاک رکھو۔

تم سے پہلی امتیں جن طریقوں کی وجہ سے ہلاکت کے گڑھوں میں گر چکی ہیں اور جن کا تم نے خود وہ غار دیکھ لیا اور ان کی خفیہ اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہوگئے ہو ان طریقوں سے بچو، تمہارے اور آخرت کے مابین ایک بہت باریک پردہ حائل ہے، تمہارے اسلاف وہاں جا چکے ہیں، اور تم بھی اس گھر سے جس کی تازگی اور نگہت مرجھا چکی ہے، عنقریب کوچ کر دینے والے ہو، اس لئے تم لوگوں کو اس گھر سے اس سفر کی طرف پرہیزگاری اور تقویٰ کی زادِ راہ کے ساتھ روانہ کرو اور جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی نگرانی رکھو۔ (فتوح الشام: ۱۸۱)

عاملین کے نام

اپنے بعض عاملین کے نام تحریر فرمایا:

’’تم اپنے نفس کا نرمی کے وقت محاسبہ کیا کرو، شدت اور سختی کے حساب سے قبل کیونکہ جو شخص نرم حالات میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے سخت حساب سے پہلے اس کا انجام رجاء ورضاء کی طرف ہوتا ہے، اور جس کو اس کی زندگی اس کی خواہشات کے ساتھ غافل اور مشغول رکھتی ہے، اس کا انجام حسرت وندامت ہوتا ہے، سو جو تمہیں نصیحت دی جائے اس کو قبول کرو تاکہ آپ ان امور سے خود بچ سکیں جو ممنوع ہیں۔ (شعب الایمان: ۳۲۳/ ۷)

عتبہ بن غزوان کے نام

حضرت عتبہ بن غزوان کو ایک خط میں تحریر فرمایا:

’’جس چیز کی ذمہ داری دی گئی ہے اسکے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس بات سے بچو کہ تمہارا نفس تمہیں کھینچ کر برائی کی طرف نہ لیجائے اور تمہاری آخرت خراب کردے، تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے اور تم ذلت کے بعد معزز اور کمزوری کے بعد طاقت ور ہو گئے ہو، حتی کہ اپنے سے نیچے لوگوں پر بااختیار امیر بن گئے۔

آپ لوگ بات کرتے ہیں تو سنا جاتا ہے حکم دیتے ہیں تو اطاعت کی جاتی ہے، پس اس احسان کے کیا کہنے؟ آپ اپنی قدر سے آگے نہ

بڑھیں اور اپنے سے کمتر پر نہ اترائیں، جس طرح آپ معصیت سے اپنے آپ کو بچائے ہیں اسی طرح نعمت سے بھی اپنے کو بچایئے اور میرے نزدیک یہ تمہارے لئے ان دونوں سے زیادہ خوفناک ہے کہ آپ کو دھوکہ دے دے۔ اور جہنم میں اتار دے، میں آپ کو اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں یہاں تک کہ دنیا ان کے لئے بلند کر دی گئی ہے، اور انہوں نے اسے حاصل کرنا چاہا۔ پس اللہ تعالیٰ ہی کو چاہو اور دنیا کو نہ چاہو، اور اور ظالموں کے پچھڑنے کی جگہ سے بچو۔
(البدایہ والنہایہ: ۴۸/ ۷)

حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ کے نام

جب حضرت جندل رضی اللہ عنہ ایک غلطی کر بیٹھے تو آپ ؓ نے ان کو تحریر فرمایا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کا شرک کیا جائے اور اس سے کم تر گناہوں کو جس کے لئے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، پس آپ توبہ کریں، اور اپنا سر اٹھائیں اور باہر نکلیں اور مایوس نہ ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''میرے ان بندوں سے کہہ دو جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کر لی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔''
(البدایہ: ۹۲/ ۷)

'arooq-e-Aazar
24.tif not
found.

خطبات فاروقی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں فرمایا:

''یہ دنیا دنیا والوں کا اصلی گھر ہے نہ حقیقی قیامگاہ ہے، جب کہ آخرت اصلی ٹھکانہ اور محل جزا وسزا ہے، جن صحابہ کا حافظہ قوی ہے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو آپؐ کے پاس نہ تو کوئی تہہ شدہ کپڑا تھا، اور نہ کوئی غیر مستعمل برتن تھا، اور نہ کوئی دروازہ پر پردہ پڑا رہتا تھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی میدے اور گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر کبھی دو سالن نہیں دیکھے گئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ نہ کبھی نیا کپڑا پہنا اور نہ نفیس لباس زیب تن کیا اور نہ آپؓ نے

مال و دولت جمع کی، آپؓ دنیا سے اپنا دامن بچا کر نکل گئے۔

لوگو! خبردار ہو جاؤ۔ تمہارا یہ مال و متاع قیامت کے دن تمہارے لئے باعث ننگ و عار ہوگا اور تمہیں دوزخ میں لے جائے گا۔ خوب سمجھ لو جو شخص اپنی ذات کے لئے مال جمع کرتا ہے، اس کے اس مال سے ہی اس کی پیشانی اور پشت داغی جائے گی، مال تھوڑ ہو یا زیادہ البتہ جو شخص اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو سچ اور حق جان کر اس کی راہ میں خرچ کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا، تو مجھے امید ہے کہ وہ اس سے بچ جائے گا میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب بھی اس کی نجات محض فضل رحمانی سے ہوگی، تمہیں چاہئے کہ خیر کی جانب سبقت کرو، اور امور خیر میں سبقت ہی باعث شرف سمجھو۔ ہمیں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے وہ کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔'' (الموافقہ: ۴۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم پر اس قدر اثر پڑا کہ حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما راہِ خدا میں دینے کے لئے اتنا مال لائے کہ مسجد بھر گئی تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار ہزار کا لشکر دے کر عراق کی جانب روانہ کیا تو آپؓ بہت دور تک ان کو چھوڑنے کے لئے آئے اور واپس ہونے سے قبل ان سب کو ایک جگہ بٹھایا اور انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے امثال بیان کی ہیں، اور بات کو

تمہارے لئے پھیر پھیر کر بیان فرمایا ہے تا کہ دل زندہ ہو جائیں۔

بلاشبہ دل سینوں میں مردہ ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر دے، جسے کسی چیز کا علم ہو وہ اس سے فائدہ اٹھائے، بلاشبہ عدل وانصاف کے لئے علامات اور بشارت ہوتی ہے، پس علامات یہ ہیں حیاء، سخاوت، آسانی اور نرمی بشارت اور رحمت۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک دروازہ مقرر کیا ہوا ہے، اور ہر دروازے کے لئے ایک چابی مقرر کی ہے، پس عدل وانصاف کا دروازہ غور وفکر کرنا ہے، اس کی چابی زہد ہے، اور غور وفکر کرنا اور موت کو یاد کرنا اور اپنے اموال کو پیش کرنے کے لئے تیار ہونا ہے، اور زہد ہر کسی سے حق کا لینا ہے، جسے حق قبول کرے اور گذارے کی روزی پر اکتفا کرے اور اگر گذارے کی روزی اسے کفایت نہ کرے تو اسے کوئی چیز غنی نہ کر سکے گی، میں تمہارے اور اللہ کے درمیان ہوں، لیکن میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے دعا سے مدد کرنا میرے ذمے لگایا ہے، اور تم لوگ اپنی شکایات مجھ تک یا جس تک پہنچا سکتا ہے، پہنچا دے، ہم بلاخوف اس کا حق وصول کریں گے۔'' (البدایہ:۳۶/۷)

''اے لوگو! تم میں سے وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے خواہش نفس سے لالچ اور غضب سے حفاظت کر لی، بات میں سچائی کے بغیر کوئی خیر نہیں، جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ گناہ کرتا ہے، اور جو گناہ کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے، اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ، ایسا بندہ جو مٹی سے بنا ہو اس کو رب کی نافرمانی زیب نہیں دیتی، وہ مٹی ہو کر ہی

رہے گا وہ آج زندہ ہے تو کل صبح میت ہوگا، دن بہ دن عمل کرتے رہو اور مظلوم کی بد دعا سے بچو۔'' (شعب الایمان: ۳۲۵/۷)

مقام جابیہ پر خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مقام جابیہ پر تشریف لائے تو وہاں مسلمانوں کے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! اپنے باطن کو درست کرو، تمہارا ظاہر درست ہو جائے گا، اور اپنی آخرت کے لئے کام کرو، تم اپنے دنیوی معاملات کو کفایت کرو گے۔ یاد رکھو! ایک شخص کے درمیان اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان کوئی زندہ باپ موجود نہیں، نہ ہی اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی تفریق پائی جاتی ہے، پس جو شخص جنت کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے وہ جماعت کے ساتھ وابستہ رہے، بلاشبہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے، اور دو سے بہت دور ہوتا ہے، جس شخص کو اس کی نیکی خوش کرے اور برائی تکلیف دے سمجھو وہ مومن ہے۔'' (البدایہ: ۵۶/۷)

خطبۂ جمعہ

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی، جو ہمیشہ باقی رہے گا، اور اس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے، جو اپنی اطاعت کے وسیلہ سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے، اور اپنی نافرمانی کے سبب سے

اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچاتا ہے، سنو! جو شخص تباہ کار ہو جائے اس کا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا، اس ضلالت کے ارتکاب میں جس کو اس نے اپنی کج فہمی سے ہدایت سمجھا اور نہ امر حق کے ترک کرنے میں وہ معذور سمجھا جائے گا، جس کو اس نے اپنی جہالت سے ضلالت جانا، سنو! حاکم اپنی رعیت کی خبر گیری جن امور میں کرے ان سب میں خبر گیری کے زیادہ حقدار وہ امور ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض کئے ہیں، یعنی ان کے دینی فرائض کے متعلق جن کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے ان کو کی ہے۔ اور ہم پر فرض ہے کہ ہم تم کو اس چیز کا حکم دیں جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے، یعنی اس کی عبادت کا اور تم کو اس چیز سے منع کریں، جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں منع کیا ہے یعنی اس کی نافرمانی سے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم قریب و بعید سب پر یکساں جاری کریں اور یہ کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں۔ جو حق بات کہے۔

مسلمانو! خبردار رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر نماز فرض کی ہے اور اس کے لئے کچھ شرطیں مقرر کی ہیں، منجملہ اس کی شرائط کے وضو اور خشوع اور رکوع و سجود ہیں۔ اے لوگو! خوب سمجھ لو کہ غیر اللہ سے طمع رکھنا فقر کا باعث ہے، اور غیر اللہ سے ناامید ہو جانا غناء کا سبب ہے، اور عزلت میں برے ساتھیوں سے نجات ملتی ہے، اور یہ بھی جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہ ہوا، تو وہ ان امور میں جو اس کی طبیعت کے موافق ہوں خدا کا حق شکر بھی ادا نہیں کر سکتا، اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو کہ باطل کو ترک کر

کے بالکل مٹا دیتے ہیں اور حق کو بیان کر کے اسے پھیلائے دیتے ہیں، امید اور خوف کی حالت میں رہتے ہیں، اس کے عذاب سے بے خوف نہیں ہوتے، اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ چشم بصیرت سے دیکھ کر ایسا کامل یقین حاصل کرتے ہیں کہ جو سر کی آنکھوں کے دیکھنے سے نہ حاصل ہو، اب وہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ہٹ نہیں سکتے، ان کو خوف الٰہی نے خالص کر دیا، لہٰذا جو چیز منقطع ہونے والی ہے اسے انہوں نے چھوڑ دیا، ان کا یہ حال ہے کہ زندگی ان پر وبال ہے اور موت ان کے حق میں کرامت ہے۔" (ازالۃ: ۱/۲۲۷)

عاملین کو خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے عاملو! بیشک تمہارے اوپر ہمارا حق ہے، پیٹھ پیچھے خیر خواہ رہنے اور خیر پر مدد کرنے کا۔

اے حاکمو! یاد رکھو حلم سے زیادہ کوئی صفت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، اور امام کے حلم اور اس کی نرمی سے کوئی چیز عام نفع نہیں رکھتی اور حاکم کے جہل اور اس کی بے وقوفی سے کوئی چیز عام نقصان نہیں دیتی، اور جو شخص ان لوگوں کے حق میں معافی اختیار کرے گا جو اس کے آگے کھڑے ہوئے ہیں اس کو اس کی خطاؤں پر معافی اس کے اوپر سے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے) عطا کی جائے گی۔ (ازالۃ: ۲/۵۴۴)

ایضاً

آپ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ کے حکم کو قائم نہیں کرسکتا مگر وہ شخص جو لاگ لپیٹ کرنے والا نہ ہو، اور نہ مصنوعی افعال کرنے والا ہو، اور نہ وہ جو مقامات طمع کے پیچھے پڑے اور نہیں قائم کرسکتا اللہ کے امر کو مگر وہ شخص جس کے ڈول میں اوچھا پن نہ ہو۔ (یعنی خلق خدا کی فیض رسانی میں کوتاہی کرنے والا نہ ہو۔) اور اپنی جماعت کے بارے میں خاموشی اختیار نہ کرے۔'' (ایضاً)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 18.tif not found.

ارشادات فاروقی

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیّبؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اٹھارہ چیزوں کی نصیحت فرمائی۔ جو سب کی سب دانائی کی باتیں ہیں۔

(۱)......جس شخص نے تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن کر کوئی معاملہ کیا تو اس کیلئے اس سے بہتر کوئی سزا نہیں کہ تم اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرو۔

(۲)......اپنے بھائی کے معاملہ کو اچھے پہلو پر محمول رکھو، جب تک تمہارے پاس اسکی طرف سے کوئی ایسی بات آئے جو تمہیں (برے پہلو کو تسلیم کرنے پر) مجبور کر دے۔

(۳)......کسی کلمہ کو جو تمہارے بھائی کے منہ سے نکلے اس میں شر کا گمان نہ کرو، جب تک کہ تم (کسی تاویل سے) اس کے لئے خیر کا کوئی محمل پا سکو۔

(۴)......جس شخص نے اپنے نفس کو تہمت کے لئے پیش کر دیا اس کو چاہئے کہ اس شخص کو ہرگز ملامت نہ کرے جو اس سے بدگمانی کرے۔

(۵)......جس نے اپنے راز کو مخفی رکھا، اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔

(۶)......لازم ہے کہ سچے دوست رکھا کرو، تو تم ان کی مصاحبت سے راحت سے رہو گے، کیونکہ وہ تمہاری زینت ہوں گے، فراخی کے حال میں اور سہارا بنیں گے ابتلاء کے وقت۔

(۷)......تم پر سچائی لازم ہے، چاہے وہ تمہیں ہی نقصان پہنچا دے۔

(۸)......ایسے کاموں میں وقت ضائع نہ کرو جو بے فائدہ ہوں۔

(۹)...... جو بات پیش نہیں آئی اس کے بارے میں سوال نہ کرو، کیونکہ جو پیش آ گئی ہیں وہ ضروری مصروفیت ہیں، بہ نسبت اس کے جو پیش نہیں آئی۔

(۱۰)...... اپنی حاجت کو ہرگز ایسے آدمی کے پاس نہ لے جاؤ جو اس کا پورا کرنا تمہارے لئے پسند نہ کرتا ہو۔

(۱۱)......جھوٹی قسم کو ہلکی بات نہ سمجھو جس کا انجام یہ ہوگا کہ خدا تم کو ہلاک کر دے گا۔

(۱۲)...... بدکردار لوگوں کی صحبت نہ اختیار کرو کہ تم بدکرداری جان لو گے۔

(۱۳)......اپنے دشمن سے ہمیشہ الگ رہو۔

(۱۴)......سوائے امین دوست کے باقی سب سے بچو اور امین وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

(۱۵)......قبروں کے نزدیک جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

(۱۶)......عبادت کرتے وقت عاجزی اختیار کرو۔

(۱۷)......معصیت کے موقع پر پاک دامن رہو۔

(۱۸)......اپنے کام کے لئے ان لوگوں سے مشورہ کر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔
(ازالۃ:۲/۲۱۷،قوۃ القلوب:۵۱۹/۴)

(۱۹)......میرے بیٹے! اللہ سے ڈر، وہ تجھے بچالے گا، اللہ تعالیٰ کو قرض دے وہ تجھے بہترین بدلہ دے گا، اس کا شکر ادا کر وہ زیادہ دے گا، جان لے کہ ہر نئی چیز ایک نہ ایک دن پرانی ہوجائے گی، پھٹ جائے گی، اور بغیر نیت کے کسی عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔(تاریخ عمر:۲۰۲)

(۲۱)......سود کھانے والوں اور تجارت کے احکام سے ناواقف آدمی کو ہمارے اس بازار میں کاروبار نہیں کرنا چاہئے اس کا دل چاہے یا نہ چاہے۔(ایضا:۶۲۶)

(۲۲)......وہ شخص کامیاب ہوگیا جو ہوائے نفس طمع اور غصہ سے بچارہا، اور جس بات میں سچائی نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔(المصنف لعبدالرزاق:۱۱/۱۶۲)

(۲۳)......آپ تاجروں کو حکم دیتے تھے کہ دن کا ابتدائی حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے رکھو اور آخری حصہ اپنے لئے۔(ایضا:۶۳۲)

(۲۴)......احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے احنف! جو زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب ختم ہوجاتا ہے، اور جو زیادہ مزاح کرتا ہے اس کی وقعت نہیں رہتی اور جو زیادہ بولتا ہے اس کی باتیں گرجاتی ہیں، اور جس کا سقطہ زیادہ ہوتا ہے اس کی حیاء کم ہوجاتی ہے، اور جس کی حیا کم ہوجاتی ہے اس کا زہد کم ہوجاتا ہے، اور جس کا زہد ورع کم ہوگیا تو سمجھو کہ اس کا دل مرگیا۔(صفوۃ:۱/۱۴۹)

(۲۵)......فضول باتوں سے بچو۔ اپنے دشمن کو پہچانو، فاجر کے ساتھ چلنا پھرنا نہ رکھو کہ وہ تجھے یہی سکھائیگا اپنے رازوں سے کسی کو خبر دار مت کرو اور اپنے معاملات

میں ان ہی لوگوں سے مشورہ کرو جو خشیت الٰہی رکھتے ہیں۔(ایضا:۱۴۹)

(۲۶)...... اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔قبل اس کے کہ تمہارا حساب وکتاب کیا جائے، اپنے آپ کو تول لو قبل اس کے کہ تمہیں میزان میں تولا جائے، اگر آج تم نے اپنا حساب کرلیا تو آنے والے کل میں حساب آسان ہو جائے گا، اس بڑے دن میں پیش ہونے سے پہلے اپنے آپ کو درست کرلو۔(ایضا)

(۲۷)...... اگر تجارت وعبادت کا اکٹھا ہونا ممکن ہوتا تو میں اس میں ضرور کامیاب ہو جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے قوت اور نرمی عطا فرمائی ہے، لیکن یہ چونکہ ممکن نہیں ہے، لہٰذا دونوں میں جو فانی ہے یعنی تجارت اس کا نقصان کرنا بہتر ہے۔(منہاج العابدین:۵۳،از امام غزالی)

(۲۸)......عزلت اور گوشہ نشینی میں محبت، بدوالوں سے راحت اور آرام ہے۔(ایضا:۶۵)

(۲۹)......اگر میں رات کو سوتا ہوں تو اپنے نفس کو ضائع کرتا ہوں، (اس کی اصلاح سے غافل ہو کر) اور دن کو سوتا ہوں تو خلق خدا اور رعایا کو ضائع کرتا ہوں (کہ ان کے امور ومسائل ترک ہو جائین گے) بس کیسے ان حالات میں میں آرام کرسکتا ہوں۔(ایضاً:۲۷)

(۳۰)......مسلمانوں کی ہر طرح کی خیر لمحہ بھر کے صبر میں مضمر ہے۔(ایضا:۲۲۱)

(۳۱)......جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوگا وہ اپنے غصہ کی بھڑاس نہ نکالے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتا ہوگا وہ ہر اس چیز کو اس کے دل میں آئے نہیں کر گذرے گا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو پھر دنیا کا کچھ اور ہی نقشہ ہوتا۔
(کتاب اللمع فی التصوف:۲۰۰،ترجمہ)

(۳۲)......عبادت چار چیزوں میں پائی جاتی ہے۔

(۱)......اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرنا۔

(۲)......اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کرنا۔

(۳)......اللہ تعالیٰ کے ثواب کی خاطر نیک کاموں کا حکم دینا۔

(۴)......اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچنے کی خاطر اوروں کو برے کاموں سے روکنا۔(ایضاً:۲۰۱)

(۳۳)......جان لو کہ لالچ فقر ہے، لوگوں سے مایوس ہونا غنا اور مالداری ہے، کیونکہ جب کوئی کسی چیز سے ناامید ہوجاتا ہے تو انسان اس سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔(حلیۃ:۶۱)

(۳۴)......لوگو! توبہ کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھا کرو کیونکہ وہ لوگ سب سے زیادہ نرم دل واقع ہوئے ہیں۔

(۳۵)......اے اللہ کے بندو! کتاب اللہ کے لئے برتن بن جاؤ اور علم کے سرچشمے بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دن دن کا رزق مانگو۔(ایضاً:۶۱)

(۳۶)......اللہ تعالیٰ کے خاص بندے وہ ہیں جو باطل کو چھوڑ کر اس کو موت کی نیند سلا دیتے ہیں، اور حق کا بول بالا کر کے اس کو زندگی بخشتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بشارت دی گئی تو وہ سحر آگیں ہوگئے، انہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرایا گیا تو خوف سے ان کا بدن تھر تھرانے لگا وہ آنکھوں سے معائنہ کئے بغیر اس یقین کی دولت سے مالا مال ہوگئے جس کو کوئی چیز ڈگمگا نہیں سکتی، خوف الٰہی ان کے رگ رگ میں اس طرح سرایت کر گیا کہ باقی رہنے والی زندگی کے مقابلے میں انہوں نے ہر چیز سے اپنی راہ منقطع کر لی، پس زندگی ان کے لئے نعمت ہے تو موت کرامت ہے۔(ایضاً:۶۵)

(۳۷)......کھانے اور پانی سے پیٹ کو بھرپور کرنے سے بچو! کیونکہ یہ عادت جسم کو خراب کردیتی ہے، بیماری پیدا کرتی ہے، نماز میں سستی لاتی ہے، اس لئے اس میں میانہ روی رکھو، ایسا کرنا جسم کو ٹھیک رکھے گا اور اسراف سے بھی بچائے گا، جو شخص خواہش نفس کو دین پر قربان کرے گا وہ ہرگز تباہ نہ ہوگا۔ (ازالۃ:۲/۶۷)

(۳۸)......ایک مرتبہ آپؓ نے آیت ''کنتم خیر أمة'' کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ جو اس بات کا خواہش مند ہو کہ وہ ''أخرجت للناس'' والی امت میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے شرطیں رکھی ہیں اس کو پورا کرے، یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے۔ (ازالۃ:۲/۳۱)

(۳۹)...... یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کو اس کے صحیح مواقع پر رکھو، اور اس میں اپنی خواہش نفس کا اتباع نہ کرو۔(ایضا:۲/۳۶)

(۴۰)...... جو شخص سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی قرأت کرے وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں حکماء میں لکھا جائے گا۔(ایضا:۲۹)

(۴۱)...... جانوروں کے منھ پر نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔(ازالۃ:۲/۱۵۲)

(۴۲)......ایک مرتبہ ایک شخص کا حج کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گذر ہوا تو آپؓ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم حج کر چکے، اس نے کہا: ہاں۔ آپؓ نے فرمایا: کہ جن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا تھا، ان سے تم بچے ہو؟ اس نے کہا: کہ میں نے کوتاہی نہیں کی، تو آپؓ نے فرمایا: کہ اپنے کام میں لگو۔

(ازالۃ:۲/۱۶)

(۴۳)......آپؓ سے پوچھا گیا کہ آدمی کب کسی چیز کو یاد رکھتا اور کب بھول جاتا ہے؟ فرمایا: قلب پر ایک ظلمت سی چھا جاتی ہے، جیسی چاند پر چھا جاتی ہے، جب وہ چھا جاتی ہے تو آدمی کو جو یاد ہوتا ہے وہ اس کو بھول جاتا ہے، اور جب وہ تاریکی چھٹ جاتی ہے تو وہ چیز یاد آجاتی ہے۔(ازالۃ:۲/۱۶۵)

(۴۴)......جس شخص نے تہمت کا سامنا کیا یعنی محل تہمت میں پہنچ گیا تو وہ ہرگز اس شخص کو ملامت نہ کرے جو اس کے ساتھ بدگمانی کرے، اور جس نے اپنے راز کو چھپایا اس راز پر اس کو اختیار ہوگا اور جس نے اس کو افشاء کردیا تو اب اختیار اس کے اوپر ہوگا یعنی اب یہ دوسرے کے اختیار میں چلا گیا۔ (ایضا:۲۶۷)

(۴۵)......عربی زبان کو سیکھو! بے شک وہ مروت میں اضافہ کرتی ہے، اور عقل کو پکارتی ہے۔(شعب الایمان:۲/۲۵۸)

(۴۶)......علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور اس کے لئے وقار اور سکینت سیکھو اور جس سے تم نے علم حاصل کیا ہے اور جس کو علم سکھایا ہے دونوں کے لئے تواضع کرو اور متکبر علماء میں سے مت بنو تا کہ تمہارا جہل تمہارے علم پر غالب نہ آوے۔ (شعب الایمان:۲/۲۸۴، کشکول:۱۷۸)

(۴۷)......اے قاریوں کی جماعت! اپنے سر اٹھاؤ، کس قدر راستہ واضح ہے، خیرات میں نیکیوں میں مسابقت کرو، اور مسلمانوں پر بوجھ نہ بنو۔(ایضا:۱۰۰)

(۴۸)...... ہر آدمی کے قدم کے نشان طے ہیں، جہاں جہاں وہ قدم رکھے گا اس کا رزق طے ہے جو کچھ وہ کھائے گا اور اس کی زندگی کی مدت طے ہے، جس

تک وہ پہنچے اور اس کا کوئی مغضوب جسے وہ قتل کرے گا، یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی اپنے رزق کو لینے سے بھاگ جائے تو اس کا رزق اس کا پیچھا کرے گا اور اس کو پالے گا جیسے موت اس کو پالیتی ہے، جو اس سے بھاگتا ہے، خبردار اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور رزق کی تلاش میں جائز طریقہ اپناؤ۔ (شعب الایمان: ۲/۹۱)

(۴۹)......انسان اپنے مال سے محبت کرتا ہے، اور اولاد سے محبت کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے خرگوش کی سانس۔ (شعب الایمان: ۷/۳۲۳)

(۵۰)...... ہر معاملہ میں سنجیدگی اور تاخیر بہتر ہے، سوائے آخرت کے معاملے کے۔ (ایضاً)

(۵۱)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر پڑھا کرتے تھے:

لا یغرنک عشاء ساکن

قد توافی بالمنیات السحر

پرسکون عشاء کے وقت ہرگز دھوکہ نہ کھانا، کبھی کبھی ٹھیک سحر کے وقت بھی موت آلیتی ہے۔ (ایضاً: ۲/۳۲)

(۵۲)......اے لوگو! تم لوگ کتاب اللہ کے سانچے اور حفاظت کے برتن بن جاؤ اور اپنے آپ کو مردوں میں سے سمجھو، اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایک دن کا رزق مانگو تمہارے اوپر یہ ناپسندیدگی نہ ہو کہ وہ تمہارے واسطے زیادہ کیوں نہیں کرتا۔ (ایضا: ۳۲۴)

(۵۳)......دنیا سے زہد اور بے رغبتی قلب و بدن کیلئے راحت و سکون ہے۔ (ایضاً)

(۵۴)......اے لوگو! علم کے پیچھے پڑو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک محبت کی چادر ہے، جو شخص علم کے کسی باب کا طالب ہوتا ہے، اسے وہ چادر پہناتے ہیں، پھر اگر وہ کوئی گناہ کے کام کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پھر راضی کر لیتا ہے تو اللہ راضی ہو جاتے ہیں، اور اس سے وہ چادر نہیں چھینتے حتی کہ موت تک اگر وہ اسی طرح کرتا رہے۔ (احیاء علوم الدین: ۱/۱۳)

(۵۵)......مجھ کو امت پر زیادہ تر خوف منافق علم والے کا ہے، لوگوں نے پوچھا کہ منافق کس طرح علم والا ہو سکتا ہے، آپؓ نے کہا کہ زبان کا علیم ہو اور دل وعمل کے لحاظ سے وہ جاہل ہو۔ (ایضاً: ۷۹)

(۵۶)......اچھی طرح وضو کرنے سے شیطان سے دوری ہو جاتی ہے۔ (ایضاً: ۱۷۶)

(۵۷)......آدمی کے رخسار اسلام میں سفید ہو جاتے ہیں، مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے ایک نماز بھی پوری نہیں پڑھی، لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے؟ فرمایا: کہ نماز کے خشوع وخضوع کو پوری طرح ادا نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اچھی طرح متوجہ نہیں ہوتا، اس لئے کوئی نماز پوری نہ ہوئی۔ (احیاء: ۱/۲۱۹)

(۵۸)......نماز میں اپنے بھائیوں کو دیکھا کرو، جب ان کو نہ پاؤ تو اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرو، اور اگر تندرست ہوں تو ان کو عتاب کرو، یعنی جماعت کے چھوڑنے پر انکو ملامت کرو اور اس باب میں تساہل نہ کرنا چاہئے۔ (احیاء: ۱/۲۴۰)

(۵۹)......اعمال نے ایک دوسرے پر فخر کیا تو صدقہ نے کہا کہ میں تم سب سے افضل ہوں۔ (احیاء: ۱/۲۷۹)

(۶۰)......آپؓ قوم کے سرداروں سے فرماتے تھے کہ پرانے کپڑے پہننے اور سختی کی حالت برداشت کرنے کی عادت ڈالو۔ (احیاء: ۱/۳۲۲)

(۶۱)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ دکانداروں کو سختی سے تجارت کے احکام سیکھنے کا حکم فرماتے اور کہتے کہ جو تجارت کے احکام نہیں جانتا اسے تجارت سے احتراز کرنا چاہئے تا کہ وہ کہیں لاعلمی میں سود نہ کھاتا پھرے اور اسے خبر تک نہ ہو۔ (کیمیائے سعادت: ۱۰۷)

(۶۲)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ انسان کو اپنی بیوی کے ساتھ ایسا ہونا چاہئے جیسے لڑکوں کے ساتھ البتہ خانہ داری کے معاملات میں اپنی مردانگی کا بھرپور اہتمام رکھنا چاہئے۔ (ایضا: ۲۳۳)

(۶۳)......کسی بھی جگہ موت مجھے اس سے زیادہ دوست نہیں کہ میں بازار میں اپنے اہل وعیال کے لئے حلال رزق کی تلاش میں ہوں اور موت آ جائے۔ (ایضا: ۲۴۰)

(۶۴)......کسی کے اخلاق پر اس وقت تک اعتماد نہ کرو جب تک اس کو غصہ کی حالت میں دیکھ نہ لو اور کسی کے دین پر اس وقت تک اعتماد نہ کرو جب تک طمع کے وقت اسے نہ آزمالو۔ (ایضاً: ۴۰۳)

(۶۵)......نجوم کو صرف اسی قدر سیکھو کہ اس سے خشکی اور تری میں تم کو راہ ملے، پھر اس سے آگے نہ بڑھو۔ (احیاء: ۱/۴۱)

(۶۶)......ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرے اتنے لڑکے ہیں، میں نے کسی کا بوسہ نہیں لیا تو آپؓ نے اس سے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے صرف اس پر رحم فرماتا ہے جو سب سے بہتر سلوک کرتا ہو۔ (الادب المفرد: ۷۷)

(۶۷)......جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا، جو معاف نہیں کرتا اس سے بھی

درگذر نہیں کیا جاتا، اور جو پرہیز نہیں کرتا اسے بچایا نہیں جاتا۔(ایضا:۱۳۳)

(۶۸)......اپنی رہائش گاہوں کو درست کرلوان باغوں کواس سے قبل سنوار لو کہ وہ تم سے چھوٹ جائیں کیونکہ اس کے قائم رکھنے والے تمہارے سامنے کبھی نہ آئیں گے اور میں نے تو جب سے ان سے دشمنی کرلی ہے پھر کبھی صلح نہیں کی۔(الادب المفرد:۱۴۸)

(۶۹)......صبر اور مصیبت پر''انا للہ'' پڑھنے پر دو اجر بھی بہت اچھے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت اچھے ہیں۔''**اولئک علیھم صلوة من ربھم ورحمة**'' یہ دو اجر اور بدل ہیں اور''**اولئک ھم المھتدون**'' یہ زائد اور اس کے علاوہ ہیں۔(تنبیہ الغافلین:۲۸۸)

(۷۰)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رمضان المبارک کے آنے پر فرماتے کہ اس مہینہ کو خوش آمدید ہے، جو ہمیں پاک کرنے والا ہے، پورا رمضان خیر ہی خیر ہے، دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام اس مہینہ میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔(ایضاً:۳۵۱)

(۷۱)......مومن کے ظالم ہونے کو تین باتیں کافی ہیں۔

(۱)......ایک یہ کہ جو کام خود کرتا ہے دوسروں کو اس کا الزام دیتا ہے اور عیب لگاتا ہے۔

(۲)...... دوسرا یہ کہ دوسروں میں ایسے عیوب دیکھتا ہے جو اپنے اندر نہیں دیکھ پاتا۔

(۳)...... تیسرا یہ کہ اپنے ہم نشین کو لایعنی باتوں میں ایذا پہنچاتا ہے۔ (ایضا:۴۰۱)

(۷۲)...... جب تک کسی دعا کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف نہ ہو وہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔ (ایضا: ۴۳۰)

(۷۳)...... آپؓ غرباء اور نادار لوگوں سے فرماتے کہ کچھ ہمت کر کے تجارت میں لگ جاؤ یہ آسان کام ہے، خواہ مخواہ لوگوں پر بار نہ بنو۔ آپؓ کے خادم ابو صالح کہتے ہیں آپؓ ہمیں فرماتے تھے کہ:

کاروبار میں تین تین آدمی باہم اشتراک کرلیا کرو، ایک مال لایا کرے، دوسرا فروخت کرے اور تیسرا فی سبیل اللہ جہاد پر جایا کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ ابو صالح نے مجھے یہ بات اس وقت بتائی تھی جب وہ خود ایک سرحد کی چوکی پر تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے ایسا ہی کیا اور اس وقت میں اپنی باری پر جہاد میں آیا ہوں۔ (ایضا: ۴۷۶)

(۷۴)...... میں یہ دھیان ہی نہیں کرتا کہ صبح کس حال میں ہو رہی ہے، میری پسندیدہ حالت پر یا ناپسندیدہ حالت پر، کیونکہ مجھے یہی معلوم نہیں کہ خیر میری پسند میں ہے یا ناپسند چیز میں۔ (ایضا: ۴۸۷)

(۷۵)...... تیری توبہ کی خوبی یہ ہے کہ اپنے گناہ کو خوب پہچانے اور تیرے عمل کا کمال یہ ہے کہ خود پسندی ترک کردے اور تیرے شکر کا حسن یہ ہے کہ اپنی کوتاہی پیش نظر رہے۔ (ایضا: ۵۱۰)

(۷۶)...... جو شخص بیت اللہ کی حاضری دیتا ہے اس کا طواف کرتا ہے، اس کے سوا اس کا کوئی دوسرا مقصد نہیں ہوتا تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے، جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔ (ایضا: ۵۱۶)

(۷۷)...... حضرت مکحول تابعی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو حکم

بھیجا کہ اپنی اولاد کو تیرا کی، تیراندازی اور شہ سواری سکھاؤ اور کہو کہ ایک دوسرے کے قریب نشانہ لگائیں۔(ایضا:۵۲۷)

بیوی کے بارے میں ایک شخص کو نصیحت

(۷۸)......ایک مرتبہ ایک شخص اپنی بیوی کی شکایت کے سلسلے میں آپؓ کے پاس آیا تو آپؓ نے اسے سمجھاتے ہوئے فرمایا:

میرے ذمے اس کے کچھ حقوق ہیں جس کی وجہ سے میں اپنی بیوی سے درگذر کرتا رہتا ہوں۔

(۱)......ایک تو یہ کہ وہ میرے اور دوزخ کے درمیان آڑ ہے، کہ اس کی وجہ سے میرا دل حرام سے بچا رہتا ہے۔

(۲)...... دوسرے یہ کہ میں باہر چلا جاتا ہوں تو میرے ساز وسامان کی حفاظت کرتی ہے۔

(۳)......تیسرے یہ کہ وہ میرے کپڑے وغیرہ دھوتی ہے۔

(۴)......چوتھے یہ کہ وہ میری اولاد کی پرورش اور تربیت کرتی ہے۔

(۵)...... پانچویں یہ کہ وہ میرا کھانا پکاتی ہے۔

یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ یہ سب فوائد تو مجھے بھی حاصل ہیں، اس لئے جس طرح آپؓ اپنی بیوی سے درگذر کرتے ہیں اب میں بھی ایسا ہی کروں گا۔(ایضا:۵۴۴)

باپ اور بیٹے کا مقدمہ

(۷۹)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجلاس میں ایک باپ اور بیٹے کا مقدمہ پیش

ہوا، باپ نے بیٹے پر دعویٰ کیا تھا کہ یہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے سے جواب طلب کیا، اس نے کہا: حضور کیا باپ ہی کے بیٹے پر حقوق ہیں، یا بیٹے کا بھی باپ پر کچھ حق ہے۔

فرمایا: کہ بیٹے کا حق بھی باپ پر ہے، ایک یہ کہ شریف عورت سے نکاح کرے کہ اولاد اچھی ہو اور نام اچھا رکھے کہ اس کی برکت ہو اور اس کو علم دین سکھائے۔

وہ بولا کہ ان سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے باپ ہو کر میرے کیا حقوق ادا کئے ہیں۔

(۱)......ایک حق تو انہوں نے یہ ادا کیا کہ میری ماں لونڈی تھی۔

(۲)......اور دوسرا حق یہ ادا کیا کہ میرا نام جعل رکھا، جس کے معنی گندگی کا کیڑا ہیں۔

(۳)......تیسرا حق یہ کہ مجھ کو ایک بھی دین کی بات نہیں سکھلائی۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اور باپ سے فرمایا: کہ تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا میری حق تلفی کرتا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ تو نے اس سے زیادہ اس کی حق تلفی کی ہے، جاؤ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو۔ (تنبیہ الغافلین: ۱۴۴، وعظ۔ حقوق البیت: ۴۶)

(۸۰)......کسی شخص کے لئے یہ بات نہایت نازیبا ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (فتوح البلدان: ۲۴۸)

حج سے فراغت پر لوگوں کو واپس کرنا

(۸۱)......حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد درہ لے کر لوگوں سے کہتے پھرتے تھے کہ بس حج ہو چکا اب اپنے

اپنے گھر کا راستہ لو۔

﴿یا أهل الیمن یمنکم ویا أهل الشام شامکم ویاأهل العراق عراقکم﴾

واقعی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے حکیم تھے وہ جانتے تھے کہ حج کے بعد قدرتی طور پر وطن کا اشتیاق دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے، تو اب ایسی حالت میں مکہ کے اندر قیام کرنا باطن کے لئے مضر ہے، اس دربار میں اپنے گھر کو یاد کرتے ہوئے نہ رہنا چاہئے۔ (وعظ۔محاسن السلام: ۵۸)

کسی کو جاننے کا معیار

(۸۲)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اجلاس میں ایک مقدمہ پیش ہوا، اس مقدمہ میں ایک شاہد کے متعلق حضرت عمر نے حاضرین سے سوال کیا کہ کوئی اس کو جانتا ہے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں، نیک ہے، دریافت فرمایا: کہ کبھی سفر میں تمہارا اس کا ساتھ ہوا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا: کہ کبھی اس کے پڑوس میں رہے ہو؟ کہا نہیں۔ فرمایا: کہ بس معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس کو مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا ہوگا؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: کہ تو پھر تم اس کو نہیں جانتے۔ (افاضات: ۳/۱۷۷)

فائدہ: اسے پتہ چلتا ہے کہ کسی کے ظاہری تقویٰ سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے۔

کافر کے سوال کا عجیب جواب

(۸۳)......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کافر اپنے کافر باپ اور دادا کی

کھوپڑیاں قبر سے اکھاڑ کر لایا اور کہا کہ دیکھئے یہ بالکل ٹھنڈی ہیں، اگر دوزخ کا عذاب ان پر ہوتا تو یہ گرم ہوتیں، آپؓ نے بجائے خود جواب دینے کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، وہ تشریف لائے اور ایک چقماق کا ٹکڑا منگوا کر اس شخص کے ہاتھ میں رکھا اور کہا کہ یہ دیکھو یہ بالکل ٹھنڈا ہے، پھر اس سے فرمایا: کہ اس پر ایک پتھر سے چوٹ لگاؤ جب اس نے ایسا کیا تو چقماق سے چنگاری پیدا ہوئی، فرمایا: کہ دیکھو اس کے اندر آگ موجود ہے، لیکن اوپر سے یہ بالکل ٹھنڈا ہے، اسی طرح سے کیا یہ ممکن نہیں کہ کھوپڑیوں میں دراصل آگ کا اثر ہو گو ہمیں اوپر سے ٹھندی معلوم ہوتی ہیں۔ (افاضات: ۹/۱۶۰)

عورت چار ماہ سے زائد صبر نہیں کرسکتی

(۸۴)......عورت چار ماہ سے زیادہ شوہر کے بدون صبر نہیں کرسکتی، مگر صحیح المزاج ہونا شرط ہے، ورنہ ضعف اعضاء کی وجہ سے زیادہ بھی صبر کرسکتی ہے، یہ تجربہ کاروں کا قول نقل کرتا ہوں، دیکھئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب کو گشت فرمارہے تھے، ایک مکان سے کچھ اشعار پڑھنے کی آواز آئی، وہ اپنے شوہر کو یاد کررہی تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے کہ اے بیٹی! ایک بات بضرورت دینیہ دریافت کرتا ہوں اس میں حجاب نہ کرنا وہ یہ ہے کہ عورت بدون مرد کے کتنا صبر کر سکتی ہے؟ انہوں نے دریافت پر جواب دیا کہ چار ماہ پھر اس کے بعد تکلیف ہوتی ہے۔

خوابی زنا کی سزا

(۸۵)......ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی ایک شخص کو لایا اور کہا کہ یہ اقرار کررہا ہے کہ اس نے خواب میں میری ماں کے ساتھ زنا کیا ہے، اس پر حد جاری کی جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے عاقل تھے، سوچا کہ یہ جاہل ہے، یوں اس کی تسلی نہ ہوگی، فرمایا: کہ اچھا اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پر سو درے مارو چونکہ خواب میں اس نے خود تو یہ حرکت نہیں کی اس کے وجود ظلی نے کی ہے تو وہی سزا کا مستوجب ہے نہ کہ اس کا وجود اصلی۔(افاضات:۹/۱۵۹)

مال ومتاع کی محبت

(۸۶)...... مال ومتاع سے کسے محبت نہیں ہوتی، سب کو ہوتی ہے، لیکن یہ محبت اس وقت نقصان پہنچاتی ہے جب یہ خدا کے راستے میں رکاوٹ بن جائے اور احبیت کے درجہ میں داخل ہوجائے ہاں جو مال ومتاع خدا کی محبت پانے میں وسیلہ بن جائے اور خدا کے احکامات کی بجاآوری میں استعمال ہوجائے تو پھر یہ مال ومتاع قابل ضرر نہیں رہتا۔(ایضا)

لشکر کو توبہ کی تلقین

(۸۷)......حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر تھے، اور مصر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، ان کو صرف ایک مہینہ گذر گیا تھا جو سلطنت کے مقابلہ میں

زیادہ مدت نہ تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؓ نے امیر لشکر کو یہ لکھ کر بھیجا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنے دن محاصرہ کو ہو گئے اور اب تک کامیابی نہیں ہوئی، معلوم ہوتا ہے کہ لشکریوں میں تقویٰ اور تفویض کی کمی پیدا ہو گئی ہے، آپؓ اس کا عام اعلان کریں کہ سب اپنے معاصی سے توبہ کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

ایک مجذومہ کا واقعہ

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجذوم عورت کو طواف کرتے دیکھا تو فرمایا:

یا امة اللّٰہ اقعدی فی بیتك ولا توذی الناس۔

[اے خدا کی بندی اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو تکلیف مت دے۔]

وہ طوعاً وکرہاً چلی گئی، چند سال کے بعد دیکھا گیا کہ وہ پھر آ رہی ہے، یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا، مگر اس عورت کو اس کی خبر نہ تھی، ایک شخص نے اس سے کہا کہ اب دل کھول کر طواف کر لے کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ جنہوں نے تجھے منع کیا تھا وفات پا چکے ہیں، اس نے بہت تاسف کیا اور ''انا للہ'' پڑھا، اور کہا میں اب آئندہ طواف نہ کروں گی، اگر عمر رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو طواف کرتی، میں ان کو مردہ سمجھ کر نہیں آئی تھی، بلکہ زندہ سمجھ کر آئی تھی طواف کے شوق نے مجھے مجبور کیا اور میں نے جی میں کہا کہ طواف کروں گی،

بہت سے بہت یہ ہوگا کہ سزا ملے گی، عمر رضی اللہ عنہ ایسا شخص نہ تھا کہ زندگی میں تو اس کا حکم مانا جائے اور مرنے کے بعد نہ مانا جائے۔
(وعظ۔المریع فی الربیع:۲۷،از حکیم الامت)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 25.tif
not found.

فاروقی دعائیں

☆......حضرت میکائل بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو آپؓ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

''اے اللہ! تو میرا مقام دیکھ رہا ہے، میری حاجات سے تو واقف ہے، پس آج کی رات اپنی جانب سے میری اصلاح فرما دے، اور اپنی ذات سے دلیل وحجت لینے والا بنادے، اے اللہ! میری دعاؤں کو قبول فرما، اور مجھے مستجاب الدعوات بنادے، بے شک تو نے مجھ پر رحم فرمایا اور میرے گناہوں کو معاف فرمایا۔''

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے فارغ ہوتے تو پھر یہ دعا فرماتے:

''اے اللہ! میں دنیا کی کسی چیز کو دائمی اور ہمیشہ رہنے والا نہیں پاتا نہ دنیا کے کسی حال کو باقی رہنے والا پاتا ہوں، پس مجھے دنیا میں ایسا بنادیجئے کہ میں یا تو اپنی نعمتوں کو بیان کرتا رہوں، یا عقلمندی کے پیش نظر خاموش رہوں، اے اللہ! میری دنیا کی نعمتوں میں کمی نہ فرما کہ میں

تیری یاد سے غافل ہو جاؤں، اس لئے کہ وہ چیز جو خواہ مقدار میں کم ہو، لیکن ضرورت پوری کرنے والی ہو اس سے زیادہ بہتر ہے جو غفلت میں مبتلا کر دے۔ (اسلاف کی شب بیداری:۵۴)

☆......ابو عثمان نہدی کہتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف میں روتے جاتے تھے، اور یہ دعا فرماتے تھے:

اللھم ان کنت کتبتنا عندك فی شقوة وذنب فانك تمحو ما تشاء وتثبت وعندك ام الکتاب فاجعلها سعادة ومغفرة۔ (تاریخ عمر:۱۹۲)

[اے اللہ! اگر آپ نے اپنی کتاب میں ہمارا نام بدنصیبوں اور گناہ گاروں میں لکھا ہے تو آپ کی شان یہ ہے کہ آپ جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں اپنی کتاب میں باقی رکھتے ہیں، اے اللہ! میرے واسطے سعادت اور باعث مغفرت بنا دے۔]

☆......اللھم اجعل سریرتی خیرا من علانیتی واجعل علانیتی حسنة (حلیة:۱/۹۰)

[اے اللہ! میرا باطنی حال میرے ظاہری حال سے اچھا بنا دے، اور میرے ظاہری حال کو دلکش اور خوبیوں والا بنا دے۔]

☆......اللھم انی اعوذ بك ان تاخذنی علی غرة او تزرنی فی غفلة او تجعلنی من الغافلین۔ (ایضا:۱/۹۱)

اے اللہ! میں تجھ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے اچانک پکڑ لے اور مجھے بچا لے اس بات سے کہ میں اپنے اعمال کے متعلق

غلط فہمی میں رہوں اور تو مجھے اس پر سزا دے اور تیری پناہ مانگتاں ہوں تیری لا پروائی سے یعنی یہ کہ تو اپنی یاد اور اپنے ذکر سے مجھے غفلت میں پڑا رہنے دے، مجھے اپنی یاد کی توفیق نہ دے اور میں اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں تجھے بھول جاؤں اور غفلت میں پڑا رہوں۔

☆......اللهم لا تكثر لى من الدنيا فاطغى و لا تقلل لى منها فأنسى فانه ما قل و كفى خير مما كثر و الهى۔ (تاريخ عمر:۱۹۵)

[اے اللہ! مجھے اس دنیا سے اتنا مت دے کہ میں سرکش بن جاؤں اور نہ اتنا کم کہ میں آپ کو بھول جاؤں، بس اتنا دے جو مجھے کافی ہو جائے بہ نسبت اس کے کہ زیادہ ہو اور غفلت میں اتار دینے والا ہو۔]

☆......آپ اپنے خطبہ میں فرماتے تھے:

اللهم أعصمنا بحفظك و ثبتنا على أمرك۔ (ايضا:۱۹۷)

[اے اللہ! آپ ہمیں اپنی امان میں رکھیں، اور آپ کے دین کے کاموں پر ثابت قدم رکھیں۔]

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط میں لکھا کہ جب کبھی دشمن سے معرکہ پیش آ جائے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگنا:

''اے میرے مالک! اب تک ہر موقع پر تو نے اپنے دین کی مدد کی ہے، اور تو نے ہی اپنے وفاداروں کو عزت و کامرانی عطا فرمائی ہے، مالک آج بھی دشمن کے مقابلہ میں تو ان وفاداروں کی مدد فرما اور ان کو

فتح عطا فرما، ان کو اپنے بل بوتے پر نہ چھوڑ کیونکہ وہ کمزور ہیں، تو ہی ان کی کامیابی کی صورت پیدا فرما اور اپنی رحمت سے دشمن کے مقابلہ میں ان کی دست گیری فرما۔ بے شک تو سب سے بڑا محافظ ہے۔''

(فتوح الشام:۱۱۱)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 27.tif
not found.

عجیب وغریب واقعات عبرت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے بیان کئے گئے بعض عجیب واقعات عبرت

قبر میں بچے کی پیدائش

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں میں عطیات تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو لے کر آیا تا کہ اسے بھی کچھ مل جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھ کر فرمایا: جیسا تیرا بیٹا تجھ سے مشابہ ہے، میں نے ایسی مشابہت کسی اور باپ بیٹے میں نہیں پائی، اس نے کہا: ہاں اے امیر المومنین! میں آپ کو اس کے بارے میں ایک واقعہ سناتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جب میں نے ایک زمانہ میں سفر کا ارادہ کیا تو میرا یہ بیٹا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا، میرے رخصت ہوتے وقت اس کی ماں نے مجھ سے کہا کہ تم جاتے ہو اور میں اس حال میں ہوں، میں نے بیوی سے کہا کہ میں اس کو جو اس وقت تیرے پیٹ میں ہے اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یہ کہہ کر میں سفر پر چلا گیا، کچھ مدت کے بعد جب میں سفر سے واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری بیوی فوت ہو چکی ہے، لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے میری بیوی کی تعزیت کے سلسلہ میں

باتیں کررہے تھے کہ یکایک اس کی قبر پر آگ کی روشنی نظر آئی، میں نے لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا کہ یہ تمہاری بیوی کی قبر ہے، اس پر روزانہ رات کو ہم یہ آگ کی روشنی دیکھتے ہیں، میں نے کہا اللہ کی قسم وہ عورت ایسی نہ تھی وہ تو بڑی عابدہ زاہدہ اور روزہ دار تھی، پھر میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ساتھ لیا اور ہم اس کی قبر پر آئے، جب ہم نے قبر کھودی تو دیکھا کہ اندر ایک چراغ جل رہا ہے، اور اس کے ساتھ ہی ایک بچہ کو بھی اندر پایا، اسی وقت کسی غیبی آواز نے بتایا کہ یہ لے یہ تیری امانت ہے، اگر تو اس کی ماں کو بھی ہماری امانت میں دے دیتا تو اس کو بھی زندہ سلامت پاتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو آپؓ کو بہت تعجب ہوا اور فرمایا: کہ بے شک وہ تجھ سے اس سے زیادہ مشابہ ہے، جتنا ایک گھوڑا دوسرے گھوڑے سے مشابہ ہوتا ہے۔ (عوارف المعارف:۲۷۷)

علامہ ابوالفرج حافظ ابن جوزی (۵۹۷ھ) نے تاریخ عمر میں یہ واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلم سے نقل کیا ہے، اس میں ہے:

فنادانی مناد ایها المستودع ربه خذ ودیعتك أما لو استودعت أمه لوجدتها۔ (تاریخ عمر:۸۲)

حضرت امام غزالی (۵۰۵ھ) نے بھی کتاب کیمیائے سعادت میں یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ (دیکھئے ص:۳۵۴)

عبرت کے چار واقعات

(۱)...... حافظ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) اپنی مایۂ ناز کتاب

شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی نقل کرتے ہیں:

''ہم لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھے تھے، جس دن رجسٹر پیش کئے جا رہے تھے، اچانک ان کے پاس ایک اندھا اور لنگڑا آدمی آیا، اس کو لانے والا بڑی تکلیف کے ساتھ اسے لایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو ان کی حالت عجیب اور حیران کن لگی، آپؓ نے کہا کہ اس کو کوئی جانتا ہے؟ وہاں موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یہ شخص بنوصنعاء بہلہ بریق سے ہے۔ آپؓ نے پوچھا بریق کیا ہے؟ اس نے کہا کہ وہ یمن سے ایک آدمی ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ بعض راویوں نے اس کا نام عیاض بتلایا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا میں اس کو دیکھوں؟ انہوں نے کہا: کہ ہاں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس کا اور اس کے قبیلہ کا حال پوچھا، اس نے کہا کہ بنوصنعاء کے بارہ آدمی تھے، جو اسلام سے قبل دور جاہلیت میں میرے پڑوس میں آباد ہو گئے، پھر انہوں نے میرا مال کھانا شروع کیا اور وہ مجھے گالیاں دیتے میری عزت نفس مجروح کرتے، میں نے ان کو بہت روکا، مگر وہ باز نہ آئے تو میں نے ان کو اللہ کی قسم دے کر کہا یعنی اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطے دے کر روکا، مگر وہ پھر بھی نہ رکے تو پھر میں نے ان کو مہلت دی حتی کہ جب حرمت والا مہینہ آیا تو میں نے ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے بد دعا کی۔ میں نے کہا: اے اللہ! میں تجھ سے جہاد کرنے والے کی (پوری کوشش کرنے والے کی طرح) بد دعا کرتا

ہوں کہ تو بنوصنعاء کے سوا ایک شخص کے باقی سب کو ہلاک کردے، اور اس ایک کو بھی اندھا اپاہج بنادے، جو کہ بیٹھا رہے، اور اس کو میری طرح محتاج ہو، یہ میرے بغیر چل نہ پائے، چنانچہ ایک سال پورا نہیں ہوا تھا کہ سوائے ایک کے باقی سارے ہلاک ہوگئے، اور باقی رہنے والا ایک آدمی یہی ہے جو آپؓ کے سامنے ہے، جواب چلانے والے کا محتاج ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا: سبحان اللہ اس واقعہ میں تو عبرت بھی ہے اور حیرانی بھی۔"

دوسرا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے اسی مجلس میں کہا:

"اے امیر المومنین میں آپ کو ایک واقعہ بتاؤں؟ جو اس سے زیادہ عبرت ناک ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کہ سنایئے۔"

وہ بولے کہ:

"قبیلہ خزاعہ کے کچھ لوگ ایک آدمی کے پڑوس میں آباد ہوگئے اور یہ بھی انہیں میں سے تھا، ان لوگوں نے اس سے قطع رحمی کرلی اور اسے ستانے لگے، اس نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا، مگر انہوں نے اس کی کوئی بات نہ مانی، اور برابر ستاتے رہے، یہاں تک کہ حرمت والا مہینہ آ گیا تو اس نے ان لوگوں کے حق میں بد دعا کی اور کہا: اے اللہ اے ہر امن والے اور ہر خوف کرنے والے کے رب! اور ہر خاموشی سے

پکارنے والے کی پکار سننے والے رب! بے شک خزاعیوں نے میرا حق دینے سے انکار کر دیا ہے، اور میرے ساتھ ظلم کیا ہے، ان کے دوستوں اور مددگاروں کو کم کر دے اور ان کو کسی کانپنے اور تڑپانے والی مصیبت میں مبتلا کر دے، وہ لوگ ایک دراڑ کے پاس بیٹھے تھے یا گڑھے کے کنارے پر تھے، اور اس میں سے پانی کھینچ رہے تھے، کچھ اس کے اندر اترے ہوئے تھے اور کچھ اس کے کنارے پر بیٹھے تھے کہ اچانک کنویں کا کنارہ پھٹا اور اس کے اوپر اور اندر جو بیٹھے تھے سب کے سب اسی میں دب کر ہلاک ہو گئے۔ (ان کو کوئی نکالنے والا نہ تھا، اور نہ کسی نے نکالنے کی ہمت کی) بس آج تک وہی ان کی قبر ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ واقعہ بھی عبرت کا ہے۔

تیسرا واقعہ

اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک اور آدمی نے کہا:

امیر المومنین میں بھی اس جیسا اس سے زیادہ عبرت والا واقعہ سناؤں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت دی تو اس نے کہا:

"قبیلہ بنو ہذیل کا ایک آدمی اپنے قبیلے کا وارث بنا، یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا، بس یہ اکیلا رہ گیا چنانچہ اس نے بہت سارا مال جمع کر لیا اور وہ اپنی قوم کے ایک گروہ جن کو بنو مؤمل کہا جاتا ہے کے پاس گیا، اور کہا کہ میں چونکہ اب اکیلا رہ گیا ہوں، اس

لئے میں تمہارے پاس رہوں گا تاکہ تم لوگ میری حفاظت کرو گے اور میرے مال مویشی کو پانی وغیرہ بھی پلائیں گے، ان لوگوں کو جب مال کی کثرت کا پتہ چلا تو اس کے مال پر انہیں حسد ہو گیا، انہوں نے اس کے مال کو قیمتی سمجھا، لہٰذا اس کا مال کھانا شروع کر دیا، اس کا مال بھی اڑاتے اور الٹا اس کی بے عزتی بھی کرتے اور گالی گلوچ بھی کرتے، ان میں رباح نام کا ایک آدمی شریف النفس تھا، وہ ان کو ان کی ناجائز حرکت سے روکتا رہتا تھا، وہ کہتا تھا کہ اے بنو مؤمل یہ تمہارا رشتہ دار ہے، تمہارے چچا کی اولاد ہے، اس نے تمہارے پڑوس کو چنا ہے، سب لوگوں کو چھوڑ کر اس کے ساتھ اچھے پڑوسی کا سلوک کرو، مگر انہوں نے اس شریف شخص کی بھی بات نہ مانی حتی کہ جب محترم مہینہ آیا تو اس شخص نے ان سب کے خلاف بددعا کی اور کہا اے اللہ! تو مجھ سے بنو مؤمل کو مٹا دے اور ان کی گردن پر کوئی پتھر کا ہتھوڑا مار یا ان پر کوئی خطرناک لشکر بھیج، سوائے رباح کے کیونکہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ (امام بیہقی کہتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں کہ اس کے علاوہ دیگر روایات میں ہے کہ خاموش پتھر یا لشکر کے (ساتھ ان کو تباہ کر) وہ لوگ اسی روش پر تھے کہ ایک دن وہ پہاڑ کے دامن کی طرف اترے کہ یکا یک ان کے اوپر پہاڑ سے ایک بھاری چٹان لڑھک کر آ گری، وہ چٹان اتنی بڑی تھی کہ جو چیز اس کے راستے میں آئی اس نے اس کو پیس کر رکھ دیا، حتی کہ ان کے گھر بار سب ٹوٹ پھوٹ گئے، سوائے اس ایک آدمی کے جس کے لئے اس نے بددعا نہیں کی تھی۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا: سبحان اللہ! بے شک یہ واقعہ بھی عبرت کا ہے۔

چوتھا واقعہ

اسی مجلس میں ایک اور شخص نے کہا:

امیر المومنین میں بھی ایک واقعہ سناتا ہوں، جو اسی طرح کا یا اس سے بھی زیادہ عبرت ناک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی اجازت دے دی۔ اس نے کہا: کہ

''دور جاہلیت میں قبیلہ جہینہ کا ایک آدمی قبیلہ بنوضمرہ کے پڑوس میں رہنے لگا۔ وہ ایک بڑا ظالم آدمی تھا، جو اس آدمی پر بہت زیادتی کرتا تھا، کبھی اس کا کوئی اونٹ ذبح کر دیتا، کبھی دوسری تکلیف دیتا، اس نے تنگ آ کر ایک دن اس کی قوم سے شکایت کی ان لوگوں نے بجائے اس کو سمجھانے اور روکنے کے اسی مظلوم کو برا بھلا کہا، اور اس کے ظلم وستم میں اس کی تائید کی۔ جب اس نے دیکھا کہ اب وہ اپنے ظلم سے باز آنے والا نہیں ہے، اس نے اس کو حرمت والا مہینہ آنے تک مہلت دی، جب وہ مہینہ آیا تو اس نے اس کے لئے بددعا کی اور کہا کیا اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کے اونٹ کو بری طرح تباہ کر دے گا۔ اے اللہ اس کو سزا دے اور اسے اس وادی سے نکال باہر کر دے۔ اے اللہ! اس کی سزا سب کو دکھا اور اس کو ایسی بلاء میں مبتلا کر جو اسے کھا جائے، حتی کہ وہ قبر تک پہنچ جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا سنی اور اس پر ایک گوشت خورے
کی بیماری مسلط کر دی یہاں تک کہ وہ ایک سال کے اندر ہی مر گیا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سن کر فرمایا: سبحان اللہ! اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت اور حیرت کی بات ہے۔

تبصرہ

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ چار واقعات سنے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ

"بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ ان کی جاہلیت کے دور میں ایسی سزا دیتا تھا کہ ان کے بعض کو بعض کے ساتھ دفع کرتا تھا، اب جب کہ اللہ تعالیٰ اسلام کو لے آئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سزاؤں کو قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ان یوم الفصل میقاتھم اجمعین۔

[بے شک فیصلے کا دن یعنی قیامت ان کا مقررہ وقت ہے سب کا، اور بے شک ان کے وعدے کا قیامت ہے۔]

اور قیامت سب سے زیادہ ہولناک ہے، اور سب سے زیادہ کڑوی ہے۔ اور ارشادِ گرامی ہے:

ولو یواخذ اللّٰہ الناس بما کسبوا ما ترك علی ظھرھا من دابة ولکن یوخرھم الی اجل مسمی۔

[اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے برے عمل پر گرفت کرنے لگے تو

زمین کی پشت پر کوئی چلنے والا باقی نہ چھوڑے مگر وہ ان کو ڈھیل دیتا ہے،
ایک مقررہ وقت تک۔]

امام احمدؒ فرماتے ہیں: اس حدیث شریف کو ابن اسحٰق بن یسار نے مغازی میں روایت کیا ہے۔ (شعب الایمان: ۲۹۹/۷)

Work\Farooq-e-Aazam\fool 22.tif
not found.

مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر پر

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس طرح سلام پیش کیجئے

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا مَنْ کَمَّلَ بِهِ الْاَرْبَعِیْنَ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا مَنِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ فِیْ دَعْوَةِ خَاتَمِ النَّبِیِّنَ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَظْهَرَ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا مَنْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ مَنْ نَطَقَ بِالصَّوَابِ وَوَافَقَ قَوْلُهٗ مُحْکَمُ الْکِتَابِ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا مَنْ عَاشَ حَمِیْداً وَخَرَجَ مِنَ الدُّنِیَا شَهِیْداً جَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ نَبِیِّهٖ وَخَلِیْفَتِهٖ وَاُمَّتِهٖ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔ (ارشاد الساری:۳۳۹)
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الَّذِیْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ۔
اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ مَرْضِیًّا حَیًّا وَمَیِّتًا۔
جَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ (زبدة المناسک:۴۷۹)

گستاخی کا عبرتناک انجام

صورت مسخ کردی گئی

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مؤذن کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے چچا کے ہمراہ مکران کی طرف نکلے تو ایک شخص بھی ان کے ہمرا ہو گیا، یہ شخص راستے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا رہا، ہم نے انہیں بہت روکا مگر وہ باز نہ آیا تو ہم نے اس سے علیحدگی کرلی، کچھ دنوں کے بعد جب ہماری ملاقات اس کے غلام سے ہوئی تو ہم نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے مالک کے ساتھ عبرتناک واقعہ پیش آیا ہے، اس کے دونوں ہاتھ خنزیر جیسے ہو گئے ہیں، چنانچہ جب ہماری اس شخص سے ملاقات ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ واقعی اس کے ہاتھ خنزیر جیسے ہو گئے تھے، اور پھر وہ خنزیر کی صورت مسخ کر دیا گیا۔

عیسائیوں کے ساتھ حشر

ابوبکر صیرفی کہتے ہیں کہ ایک شخص جو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا تھا اور

فرقہ جہمیہ میں سے تھا، مرگیا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ خدائی پکڑ میں ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کا حشر دو عیسائیوں کے ساتھ کر رکھا ہے۔ (تاریخ عمر: ۲۸۹)

گستاخ شیخین کو دنیا ہی میں سزا

ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں حرم شریف میں تھا، اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا آدھا بدن سیاہ اور آدھا سفید ہے، اس نے کہا لوگو! مجھ سے عبرت حاصل کرو میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا تھا، ایک رات جب میں سو رہا تھا کہ کسی نے مجھے آگ کا طمانچہ مارا اور کہا اے دشمن خدا! اے بدمعاش! تو شیخین کو برا کہتا ہے۔ میں اٹھ بیٹھا اور اس وقت سے میرا یہ حال ہے۔ (کتاب الروح: ۲۳۲، لابن قیم)

خچر کے لات مارنے سے مرگیا

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل کہتے ہیں کہ ہمارے قریب ایک پکا رافضی رہتا تھا، اور اس کے دو خچر تھے، اس نے ان دونوں کے نام 'ابوبکر' 'عمر' رکھا ہوا تھا، ایک دن ایک خچر نے اس کو زوردار لات ماری جس سے وہ مرگیا، امام ابوحنیفہ کو اس کا پتہ چلا تو فرمایا: کہ اس نے جس خچر کا نام عمر رکھا تھا اسی نے اس کو مارا ہوگا، جب معلوم کیا گیا تو واقعی ایسا ہی تھا۔ (تاریخ عمر: ۲۹۰)

شیخین کو گالی دینے کا انجام

عبدالرحمٰن محاربی کہتے ہیں کہ ایک شخص کی موت کا وقت تھا لوگوں نے اسے

کلمۂ اسلام کی تلقین کی تو وہ کہنے لگا کہ میں نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میں اس گروہ کے ساتھ رہا کرتا تھا جو مجھے حکم کرتی تھی کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالی دو۔ (شرح الصدور:۲۸)

ایضاً

شیخ بشیر کہتے ہیں کہ شہر مدائن میں میرا ایک مرنے والے کے پاس جانا ہوا، تو میں نے دیکھا کہ اس کے پیٹ پر ایک اینٹ رکھی ہے، اور بہت سے لوگ اس کے قریب بیٹھے ہوئے ہیں، میں بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد وہ گھبرا کر اٹھا اور چارپائی سے کود پڑا سب لوگ ڈر کے مارے وہاں سے بھاگے، میں نے قریب جا کر پوچھا کہ تیرا حال یہ کیا ہے، اور تو نے کیا دیکھا ہے اس نے کہا کہ میں کوفہ میں چند بوڑھوں کے پاس جایا کرتا تھا ان لوگوں نے مجھ کو اپنے مذہب میں کھینچ لیا اور مجھ کو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر تبرا میں شامل کر لیا تھا۔

میں نے اس سے کہا کہ استغفار پڑھ اور اب ایسی بات نہ کر اس نے کہا کہ اب مجھ کو نفع نہیں ہو سکتا مجھ کو فرشتے دوزخ میں داخل کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں، اور میں نے دوزخ کو دیکھ لیا ہے، اور یہ کہہ کر وہ مر گیا۔ (شرح الصدور:۵۲)

صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہنے کا انجام

ابواسحاق کہتے ہیں کہ مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا جب میں نے کپڑا نکالا تو دیکھا کہ اس کے گردن میں ایک سانپ لپٹا ہے، مجھے تعجب ہوا کہ ایسا کیوں ہے، لوگوں نے پھر بتایا کہ یہ شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتا تھا۔(ایضا:۹۶)

شیخین رضی اللہ عنہما کو برا کہنے کا انجام

امام شعرانی اپنی کتاب ''المنن الکبری'' میں نقل کرتے ہیں کہ علامہ عبدالغفار قوصی کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو برا کہتا تھا، اس کی بیوی اور اس کا بیٹا اس کو اس بات سے روکتے تھے، مگر وہ باز نہ آتا تھا، بلکہ الٹا انہیں بھی مجبور کرتا تھا، اس شخص پر اللہ تعالیٰ کی گرفت آئی اور اس کی شکل خنزیر کی بن گئی، اس کے لڑکے نے پھر اس کے گلے میں زنجیر ڈال کر اسے باندھ دیا، وہ چیختا چلاتا تھا اور کچھ دنوں بعد مر گیا، تو اس کے لڑکے نے اسے ایک گڑھے میں پھینک دیا، شیخ محبّ الدین طبری کہتے ہیں کہ جب مجھے اس واقعہ کا پتہ چلا تو میں اس کے لڑکے سے ملا، چنانچہ اس نے اپنے باپ کا یہ عبرتناک واقعہ سنایا۔

ایضاً

شیخ عباس قمی شیعی (۱۳۵۹ھ) لکھتا ہے:

حسام الدولہ مقلد بن مسیّب نے حج پر جانے والے ایک شخص سے کہا کہ جب تو روضۂ رسول پر حاضر ہو تو میرا اسلام عرض کر دینا اور ساتھ ہی یہ کہہ دینا کہ:

اگر شیخین در روضہ تو مدفون نبودند ھر آئینہ بسر وچشم بزیارت تو می آمدم۔

[اگر آپؐ کے ساتھ ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) مدفون نہ ہوتے تو میں آپؐ کی زیارت کے لئے ضرور آتا۔]

جناب حلی کہتے ہیں کہ مقلد نے اس کے علاوہ اور بھی پیغام دئے، جو کفریہ تھے، اس شخص نے وہ سب باتیں روضۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر آ کر کہہ دیں، رات کو اس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا اور دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقلد بن مسیّب کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا، یہ خواب دیکھ کر اس کی آنکھ کھل گئی، اس نے اس دن کی تاریخ اور اس کا وقت یاد رکھ لیا، جب وہ واپس اپنے گھر کو لوٹا تو اسے پتہ چلا کہ مقلد بن مسیّب کا قتل ہو گیا۔ اس نے جب لوگوں سے اس کی تفصیل پوچھی تو اس کے قتل کی تاریخ اور اس کا وقت وہی تھا۔ جو اس نے مدینہ میں خواب میں دیکھا تھا۔ (تتمۃ المنتہی:۳۲۶، تہران)

اس میں کوئی شک نہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کے ساتھ عداوت و دشمنی رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ جنگ کا اعلان فرماتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

> من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔ (بخاری:۲/۹۶۳)
> [جس نے میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی رکھی اس کو میری جانب سے اعلان جنگ ہے۔]

حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو اور تمام امت کو اپنی محبت اور معرفت عطا فرمائے۔ اپنے حبیب پاک سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وعظمت عطا فرمائے۔ اور اتباع سنت واشاعت سنت کے لئے قبول فرمائے۔ تمام اہل بیت اور تمام حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اپنے تمام اولیاءِ کرام، حضرات مشائخ اور

دین کے خدام کی محبت وعظمت عطا فرمائے۔اور ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی وگستاخی سے حفاظت فرمائے۔اور اپنے نیک بندوں میں حشر فرمائے۔آمین!

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم. بحرمة حبیبک سید المرسلین

صلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا

ومولانا وحبیبنا محمد واله

واصحابه اجمعین

الی یوم الدین

آمین

محمد فاروق غفرلہ

خادم جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ

۴/ ذی قعدہ بروز سہ شنبہ ۱۴۳۳ھ

ork\Farooq-e-Aazam\foo
23.tif not found.